وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ

تحقیق و جستجو کا ایک منفرد زاویہ

قرآن احادیث صحابہ کرامؓ

محدثین اکابر علماء دیوبند

مقامِ حسینؓ و یزید

مولانا محمد حبیب اللہ قیغز احمد علوی

تلمیذ

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ

مجلس دعوۃ الحق پاکستان

انتساب

ان گلیم بردوش رکھنے والے فقراکہ جن کی مسکنت تعرفهم بسيماهم سے عریاں، جن کی غواصی تجلیات تعرفهم فی وجوههم نضرة النعيم سے نمایاں، جنکی عبادات تراهم رکعاً سجداً یبتغون فضل من الله ورضوانا سيماهم فی وجوههم من اثر السجود سے آشکارا، جن کو خانقاہ میں دیکھا تو غوث، قطب، ابدال اور جواسیس القلوب کا تاجدار پایا، جب مسند تدریس پر دیکھا تو سرداران تفسیر ومحدثین وفقہائے کرام کے پیشوا نظر آئے۔ جب ان کو میدان جہاد میں آزمایا تو بدر و حنین کے مجاہدوں والا عزم واخلاص کا پیکر دیکھا۔ جب ان کو اسلامی سیاست ملکیہ میں بحث کرتے پایا تو تاجداران زمانہ کو ان سے کانپتا دیکھا۔ یعنی،

اکابر علماء دیوبند کے نام

حسنِ ترتیب

مقام صحابہؓ

مقام حسینؓ

مقامِ یزید

☆☆☆☆

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدلله الذی ارسل رسلا من البشر الی البشر مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی الله حجته بعد الرسل و زین المسلمین بحلیته جمعی انواع التوحید و کرمهم و شرفهم باتباع السنته و التزام الجماعته و الصلوٰۃ و السلام علی سید نا محمد ﷺ الذی بین للناس ما نزل الیهم من الوحی الجلی و الخفی و جعل اصحابه و عترته مصباح الهدایت و مدار النجات و علی اله و اصحابه اجمعین و الحمد مکررا علی ان خلق سید نا محمد صلی الله علیه واله وسلم جامعا لکمالات الصورة و الیسرة۔

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار

و تصدقا علی رسوله الذین سرد الحکم و قال انی قد ترکت فیکم خلیفتین کتاب الله و عترتی اهل بیتی و انهما یردان علی الحوض و فی روایۃ فی حجته یوم عرفته و هو علی ناقته القصواء یخطب فسمعیته یقول یا یهاالناس انی قد ترکت بیتی و فی رواته انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احمد هما اعظم من الاخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی و لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفو نی فیهما۔ اما بعد

تمہید سے پہلے ایک مکالمہ

جُنید وقت حضرت میاں مسعود احمد صاحب دین پور شریف خان پور

(فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون)

ایک مرتبہ چند ساتھیوں کے ہمراہ دین پور شریف اس عاجز نے حاضری دی میاں صاحب فرمانے لگے بھائی حبیب اللہ میں نے سُنا ہے کہ فلاں شخص گمراہ ہوگیا ہے بندہ نے عرض کیا حضرت مجھے معلوم نہیں۔ حضرت نے پھر بات دُھرائی احقر نے لاعلمی ظاہر کی۔ حضرت نے پھر بڑے وثوق سے بات دھرائی تو احقر نے ذہن پر زور دیا کچھ دیر بعد احقر نے عرض کیا کہ حضرت اور گمراہی کا تو علم نہیں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب وفضائل تسلیم کرتا ہے مگر اس کے باوجود وہ یزید کو برحق مانتا ہے رضی اللہ عنہ اور رحمۃ اللہ کہتا ہے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین جانتا ہے حضرت نے فرمایا بھائی اس سے بڑھ کر اور بڑی گمراہی کیا ہوگی۔ پھر فرمایا بھائی جو یزید کو مانتا ہے اس سے حسینیت کا انکار لازم آتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ یزید بھی برحق ہو اور حسین بھی (اوکما قال) پھر فرمایا بھائی آپ کو معلوم ہے کہ لوگ گمراہ کیوں ہوتے ہیں۔ احقر نے عرض کی حضرت آپ فرمائیے دیکھیئے تو آپ یوں گویا ہوئے کہ بھائی جس کا پیر نہیں ہوتا گمراہ وہی ہوتا ہے احقر نے پھر عرض کیا حضرت وہ مدعی ہے کہ میں حضرت شیخ درخواستی رحمۃ اللہ کا مرید ہوں اور وہ اپنے نام کے ساتھ درخواستی بھی لکھتا ہے یہ سُن کر آپ نے اس کی تردید فرمادی پھر فرمایا اچھا بھائی اگر مرید ہو بھی تو بتاؤ کہ پیر کا عقیدہ اور مرید کا عقیدہ اور یعنی پیر کے عقیدہ کے خلاف ہو تو بتاؤ بیعت قائم رہے گی؟۔

حاصل کلام:

اس مکالمے سے اول چیز یہ معلوم ہوئی کہ یزید کو برحق ماننا اتنی بڑی گمراہی ہے کہ اس سے بڑھ کر اور گمراہی نہیں۔ (2) جس کا پیر و مرشد نہ ہو وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ (سچ ہے۔) امداد السلوک میں امام ربانیؒ نے اور ضیاء القلوب میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ الشيخ في جماعته كا النبي في امته شیخ کا مقام مرید کیلئے نبی جیسا ہے لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنه یہ اسوہ حسنہ جیسے اعمال میں ہے اسی طرح عقیدہ میں بھی ہے اور یہ مقالہ تو تصوف کا مشہور ہے من لا شيخ له فيشخه الشيطان جس کا شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اور یہ بات تو اور ہے کہ جس کا شیخ ہی شیطان ہو وہ تو گمراہ ہوگا ہی اگر شیخ علی منہاج النبوۃ متبع شریف ہے تو هم الجلسا لا لشقى ليسهم ۔ (3) تیسری بات یہ کہ بیعت مخالفت شیخ

سے ٹوٹ جاتی ہے وہ تواظر من الشمس ہے و ما ارسلنا من رسول الالیطاع الا باذن الله شیخ کی اتباع فرض ہے ورنہ لفظ بیعت ہی فضول ہوگا شیخ تو وارث رسول ہے اور اس کے چار فریضے ہیں جو فرائض رسول تھے (1) یتلواعلیهم ایاته (2) و یزکیهم (3) و یعلیمهم الکتاب (4) والحکمته اس لیے وہ نائب رسول ہوتا ہے شیخ کی مخالفت پھر وہ بھی عقیدہ میں شیخ حسینیت کا مدعی اور مرید یزیدیت کا پھر بیعت۔ معاذ اللہ میرے شیخ شمس العارفین برهان الواصلین امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مرید کیلئے تین تاروں کا ہونا ضروری ہے ورنہ محرومی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔(1) عقیدت (محبت) (2) ادب (3) اطاعت۔ کم ازکم ادب کا درجہ اتنا تو ہو کہ شیخ کی بات کو غلط نہ کہے اس کا معنی ہے کہ شیخ حسینیت کا علم بردار ہے مرید یزید کا حامی اور چست وکیل اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ میرے پیر صاحب کا عقیدہ حسینیت غلط ہے سوچو قارئین کرام کیا بیعت قائم رہے گی یا فسخ ہو جائیگی شیخ سے فیض بھی حاصل ہوگا یا حرمان۔ اللہ شیخ کی مخالفت جیسی بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔

قل هذه سبیلی ادعو الی الله علی بصیرة انا و من اتبعنی

(دین اسلام کا مدار صرف اور صرف بصیرت پر ہے)

تشریح بصیرت:

لان القلب له ثلاث تجویفات احدها اعلاه مما غلظ منه و هو نور ساطع وهو محل الاسلام و معانی الحروف هنالك مشكلته وهو اليضاً محل القوة الناطقة فی الانسان المدبرة لمعانی الارادة المنبعثة من النفس والثانية فی وسط القلب وهی محل التفکر و التذکر وهو نور ساطع وهو محل السکينة و محل الخيال مما تلقيه الروح والثالثة فی آخره وهی ارقه والطفه و يعبرعنها بالفواد و هی محل الايمان و العقل النور و التصرف والا سرار وميزان العقل ولطائف الحکم و محل حب الحيوة الطبيعة من الحرارة الطيفة۔ ولهذا الفواد عين نورانيه يدرك بها حقائق الملکوتيات و اسرار العلويات الجزئيات والکليات و موازين الحقائق وهی محل الانوار الوهبيات واسرار العلويات و تلك البصيرة۔ التی ينظر بها بهی التي قال الله تعالی فيها فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی الصدرو۔

ترجمہ: دل کی کیفیت:۔ قلب کے اندر تین جوف ہیں یعنی تین خلو ہیں ایک اوپر کی طرف

جہاں سے وہ غلیظ ہے (اس کو قاعدۃ القلب بھی کہتے ہیں) یہی محل شیطان بھی ہے جب بحکم مرشد برحق انسان ذاکر اسم ذات اللہ اور کلمہ طیبہ کا ذکر نفی اثبات کی ضربات لگاتا ہے تو جو چونکہ اس قاعدۃ القلب پر محل شیطان بنی ہوتی ہے تو وہ حرارت اثر ذکر اسم ذات و کلمہ طیبہ کے پگھلتی ہے گویا قلعہ شیطان گر جاتا ہے منہدم ہو جاتا ہے پھر شیطان اس قلعہ کے ٹوٹ اور منہدم ہو جانے کی وجہ سے کوچ کر جاتا ہے ذاکر اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے ان عبادی لیس لك علیهم سلطان کا مظہر بن جاتا ہے۔ اس ذات اللہ بھی طبعاً اسم حار (گرم) ہے اور کلمہ طیبہ بھی جن کے ذکر کرنے سے جن حرارت کا پیدا ہونا لازمی اثر ہے۔ اس جوف کے اندر ایک نور روشن ہے اور وہی جگہ اسلام کی ہے اور حروف کے معانی یہاں متشکل ہوتے ہیں یہی انسان میں قوت ناطقہ کا محل ہے نفس میں ابھرنے والے ارادے کے معنی گویائی کے ساتھ انتظام کرتی ہے۔

دوسرا جوف : وسط قلب میں ہے ایک نور روشن فکر و ذکر کا مقام ہے اور یہی اطمینان اور روح کے خیالات کا محل ہے۔

تیسرا جوف : آخر قلب میں اور یہ حصہ سارے قلب سے زیادہ نرم و لطیف ہے اور اس کا نام فواد ہے اور ایمان اور عقل اور نور اور تصرف اور اسرار کی جگہ بھی اس میں ہے اور یہی عقل کی میزان اور حکمتوں کا منبع اور حیات طبعیہ جو حرارت لطیفہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا یہ مقام محل محبت ہے اس فواد کی ایک نورانی آنکھ ہے جس سے یہ عالم ملکوت کے حقائق اور عالم علوی کے کلی اور جزوی اسرار اور موازین حقائق کا ادراک کرتا ہے اور یہی فواد انوار و حسی اور اسرار علوی کا محل ہے اسی چشم بصیرت کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فانها لا تعمی الابصار و لكن تعمى القلوب التي في الصدور۔ اور وہ جوف جو قلب کے درمیان میں ہے اور جو عشق کی جگہ ہے اس کی بھی ایک نورانی آنکھ ہے جس سے وہ طلب و تلاش کا ادراک کرتا ہے اور کسی کی جستجو اور تلاش میں کوشش کو روانہ کرتا ہے۔ لطافت کے سبب اس حصہ کا تعلق اشخاص سے بہت جلد ہوتا ہے اور اسی حصہ پر عالم ملکوت اور اس کے متعلق عجائبات مخلوقات الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے اور حسن کی خوبیاں حسن پرستوں کو معلوم ہوتی ہے۔ اور جوف اول کی بھی ایک چشم ہوتی ہے (نورانی چشم) جس سے وہ محسوسات کے اسرار اور مرکبات کے اطوار کا ادراک کرتا ہے اور حروف کے حقائق اور ان کے اندر جو اعلیٰ اعلیٰ اسرار اسماء خداوند نے پوشیدہ رکھے ہیں ان کو ملاحظہ کرتا ہے اسی باعث سے خدا کے بندوں سے اس کو موت ہوتی ہے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے اس پر بڑا انعام کیا ہے کہ اسرار اور محسوسات اس پر منکشف کر دیئے یہ سب دل کی آنکھیں مگر اختلاف امور میں یہ سب مختلف ہیں تجویفات قلب کی وجہ سے (وحی کے بھی تین

روح ھیو)۔ (1) روح الامین (2) روح القدس (3) روح الامر پس روح الامین کی روح قلب کے جوف اول کے متعلق ہے کیونکہ یہ جوف ایک پردہ ہے جو نطق اور زبان کے درمیان واقع ہے کل اقسام وحی والہام میں اس وحی کا اول درجہ ہے تنزیل میں جو دل میں واقع ہوتے ہیں پھر اس کے بعد روح القدس ہے یہ وہ انوار ہیں جو لوح محفوظ سے قلب کے دوسرے جوف پر نازل ہو کر ایمان اور بصیرت فکری کو ثابت اور پختہ کرتے ہیں اور انوار ربانی اور لطائف ایمانی اس پر غالب اور ظاہر ہوتے ہیں اور یہی جوف ثانیہ یہ محل نور اقدس کا ہوتا ہے اور محل سمع بھی ہے اور وہ عقل کا محل یعنی مقام بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہیں انک لا تسمع الموتی و لا تسمع الصم الدعا یہ ارشاد ربانی اور حکم الٰہی موت حسی کیلئے وارد نہیں ہوا بلکہ مراد موت (نور فطرت کیوجہ سے) کفر اور عصیان کا تمکن ہے کانوں کا بہرا پن بھی مراد نہیں کیونکہ حس سمع تو موجود ہے بلکہ اس وہ سمع مراد ہے جو فواد میں ہے اور محل عقل کا ہے یہیں روح الامر نازل ہوتی ہے جس کا اشارہ تمکن اُ (استقامت) اور حقیقۃ الجمع کی طرف ہے اس تنزیل کے ساتھ صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ ہی خاص ہیں۔ احوال قلب سے بحث کرتے ہوئے بصیرت کی تحقیق با سمجھ آدمی کیلئے ہو چکی ہے اور اب درجات بصیرت ملاحظہ فرمائیں۔

درجات بصیرت:

درجہ اول عقیدت کا ہے عقیدت کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جب پڑھا تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جن اشیاء اور اشخاص کا تعلق شرعاً ثابت ہے اسے سچا اور محبوب سمجھا مثلاً خود اللہ اور رسول اللہ تو سچے اور اول درجہ کے محبوب ہیں مگر کلام اللہ، بیت اللہ، صلوٰۃ اللہ، اسلام وغیرہ سب سچے اور محبوب ہیں یہ اشیاء اور اشخاص جن کا تعلق شرعی حیثیت سے ثابت ہے مثلاً ازواج اولاد۔ صحابہ۔ روضہ اطہر اگرچہ اشیاء میں ہے مگر شخصیت سے گہرا تعلق ہے بس اتنا ہی کافی ہے یہ عقیدت بلا دلیل ہوتی ہے اور لاعلم اور ان پڑھ لوگوں کی ہوتی ہے اسے بصیرت تحت العقیدت کہتے ہیں بھلے یہ بصیرت بلا دلیل ہوتی ہے۔ ناراض ہونے کی بجائے اس احقر کی دعوت فکر کو قبول کرو جب

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا

تو دو شخصیات اللہ اور محمد رسول اللہ سے محبت کا وعدہ ہو گیا۔ اطاعت اور فرماں برداری کا اقرار ہو گیا۔

محمد ﷺ	ابوسفیان دادا رضی اللہ عنہ
علی رضی اللہ عنہ	امیر معاویہ باپ رضی اللہ عنہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا	میسون والدہ بنت بجدل کلبیہ

حسین رضی اللہ عنہ یزید

اب دیکھیں حضرت حسین سبط من الاسباط کا تعلق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہے وہ بھی دوہرا۔

محمد رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا

علیؓ

حسینؓ

بصیرت کا درجہ اول میں جسے بصیرت تحت العقیدت کہتے ہیں اور بصیرت بلا دلیل بھی۔ حقانیت حسینؓ اور محبت حسینؓ ثابت ہوگی حسینؓ بوجہ بنت رسول ﷺ اور رضی اللہ عنہا اور خود وجود مسعود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کیوجہ سے محبوب ہیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔

یزید کا تعلق ماں کی طرف سے میسون سے ہے یزید کے نانا کا نام بحدل کلبیہ ہے کلبیہ کیوجہ سے لائق محبوب حسینؓ ہوئے نہ کہ یزید۔

درجہ دوم بصیرت بالدلائل:

یہ جید علماء کرام کو حاصل ہوتی ہے جیسے قبولِ سیدنا حسینؓ اور ردِ یزید سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ بصیرت بالدلائل کے تحت صرف اس جگہ اتنا عرض کر دینا ہی کافی ووافی ہے کہ سیدنا حسین صحابی رسول ہیں اسی وجہ سے زمرہ رضی اللہ عنہم میں صرف داخل نہیں بلکہ ورضوا عنہ میں بھی داخل ہیں علاوہ ازیں صرف دو حوالے: (1): **تفسیر بیان القرآن** میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بمقام آیت مباہلہ رقم طراز ہیں کہ "چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرات حسنین (کریمین) اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لائے اس سے قبل فرماتے ہیں چنانچہ آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کا بوجہ اس کے کہ حضرت فاطمہؓ سب اولاد میں زیادہ عزیز تھیں اُن کو لائے۔ (2): **تفسیر عثمانی** میں بمقام آیت مباہلہ پر شیخ العالم والھند ایشیاء کے عظیم مجاہد امام العصر شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ یوں لکھتے ہیں حاشیہ 3 آپ حضرت (سیدنا) حسنؓ اور (سیدنا) حسینؓ اور (سیدہ) فاطمہؓ اور (سیدنا) علی (المرتضیٰ) رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیے باہر تشریف لائے۔

دعوت عبرت (معذرت کے ساتھ):

حضرت محمود الحسنؒ کے الفاظ تڑپ کر غصہ سے بے قابو نہ ہوں کیونکہ آپ تو حدیث شریف کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں اور نہ احقر کے تجزیہ پر ناراض ہوں دماغ کو ہمہ قسم کے تعصب سے خالی کر کے تجزیہ کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ عبارت شیخ الہند "یہ نورانی صورتیں دیکھ کر ان کے لاٹ پادری نے کہا کہ

میں ایسے پاک چہرے دیکھ رہا ہوں جن کی دُعا پہاڑوں کو اُن کی جگہ سے سرکا سکتی ہے‘ ان سے مباہلہ کر کے ہلاک نہ ہو ورنہ ایک نصرانی زمین پر باقی نہ رہے گا۔

تجزیہ: دشمنانِ اسلام ورسول صلی اللہ والہ وسلم بد مذہب مشرک اطوار تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چہرہ اقدس (ذات عالیہ) کو پاک سمجھ رہے ہیں فقط دیکھ کر سمجھنا‘ فقط دیکھ کر۔ (اُن لوگوں نے جو اس پاک ذات کے مقابلہ میں یزید کو پاک سمجھتے ہیں اور پیدائشی جنتی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں انہوں نے نہیں دیکھ آنکھ سے نہیں دیکھا) اور ان کی مقبولیت کا کیسے برملا اظہار کر رہے ہیں کہ ایک نصرانی بھی ان کی بددُعا سے زمین پر نہیں رہے گا مگر ان مسلمانوں نے اور محب اسلام ومحب رسولوں دعویٰ دارنہ نہ بلکہ اجارہ داران اسلام لوگوں نے سیدنا حسینؓ کی ذات کو پاک سمجھا کہ انہوں نے بدعاء نبوی آیہ تطہیر میں شامل سمجھ لیتے اور نہ اُن کی اس مقبولیت کو قبول کیا اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے والے ہیں۔

درجہ سوم باطنی بصیرت:

حضرت شاہ ولی اللہ قطب الدین احمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چند آدمی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اُن میں آپس میں شکر رنجی پیدا ہوگئی میں نے بارگاہ الٰہی میں دُعا کی۔ میں نے دیکھا کہ میری دُعا آسمان پر گئی اس نے بارگاہ الٰہی میں قبولیت پائی اور ایک نورانی نکتہ کی شکل میں واپس آئی اور ہماری مجلس پر آ کر اس نے پھیلنا شروع کیا جوں جوں وہ روشنی پھیلتی گئی دلوں میں کدورت نکلتی اور طبیعتیں صاف ہوتی گئیں۔ پھر فرمایا وکل ذالک بمشرا ای منی یعنی یہ سب کچھ میرے مشاہدہ میں تھا۔ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی بصیرت باطنی تھی شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو بصیرت باطنی پیدا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ میرے مرشد کریم شمس العارفین برھان امام الاولیا شیخ التفسیر امام لاہوری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "میرے خیالمیں کوئی صاحب بصیرت اس عقیدہ حیات النبی کا منکر نہیں ہوسکتا جن کی باطن کی آنکھ کھلی ہے اُن کے نزدیک تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روح اطہر کی حیات بدیہات میں سے ہے۔ اسی بنا پر احقر کہتا ہے کہ شان ومقبولیت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ردِ یزید بھی صاحب بصیرت کیلئے بدیہات سے ہے یہ تو بصیرت تو توضیح اور تشریح ہے۔ اہل علم تو مقام حظیرۃ القدس کے مکین ہوتے ہیں مگر اس وقت اس کی تشریح کا وقت نہیں۔ مگر کیا کریں صاحب اقفال فرما دیتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ کی کتب میں بہت سی باتیں غلط ہیں جو قابل اصلاح ہیں۔ معاذ اللہ

یہ واقعہ 1330ھ کا ہے جسے علامہ بنوریؒ نے نفحۃ العنبر میں نقل کیا ہے کہ اس واقعہ سے احقر صرف امام المحدثین وخاتمہم علامہ سید محمد انور شاہ الکاشمیریؒ نے بحکم حضرت الاستاذ استاذ العلماء مولانا محمود الحسن شیخ الہندؒ کے بیان کو فرمایا۔ ان بلادنا ھذہ الیٰ ان قال ان عصابتنا ھذہ

عصابة علی طریقه قدیمة لیست بحدیثة توجہ فرمائیں۔توجہ استاذ فی الدین متصل بالصدر الکبیر و البدر المنیر والامام الشهید الشیخ الاجل ولی الله بن عبدالرحیم الفاروقی الاهلوی و حال الشیخ من ان یذکر اس کے آگے خود حضرت کی رائے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق وکان الشیخ ابوطاہر یقول تلقنا الالفاظ منا و تلقنا المعنی منه یرید بذالك تبیین ملاحظه الحدیث و تعیین مراد الشارع۔ الخ

بصیرت کے متعلق احادیث:

حدیث اول : نورفراست ایک عجیب چیز ہے کہ جس سے صاحب فراست وبصیرت اللہ کے نور سے دیکھتا ہے یہ حدیث امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔امام الامام اعظم رحمۃ اللہ نے ابوسعیدن الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی۔ لفظه التقوا فراسة المومن انه ینظر بنورالله۔

نور بصیرت وفراست سے اشیاء کے حلال وحرام ہونے کا علم بھی ہو جاتا ہے اسی طرح یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ میت نجات یافتہ ہے یا عذاب میں مبتلا ہے انما القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفرالنیران۔

حضرت زید بن ثابتؓ کی طویل حدیث میں ان هذه الامة تُبتلی فی قبورها فلولا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منه الی آخر الحدیث۔حضرت جابرؓ کی طویل حدیث امام احمد والی سعد بن معاذ کی تدفین (رضی اللہ عنہ) فقیل یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لم سبحت ثم کبرت قال لقد تضایق علی هذا العبد الصالح قبره حتی فرجه الله عنه۔

تمہید مقصود مقام صحابہؓ

مقام صحابہؓ کے بیان کرنے سے پہلے ایک حدیث جو سابقہ بحث سے متعلق اصل الاصول اور قلب وجگر کا مقام رکھتی ہے ملاحظہ ہو۔

ازانجملہ ایک یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یارسول اللہ تکون عندك تذکرنا بالنار و الجنة کانا رای عین فاذا خرجنا من عندك عافسنا الازواج والاد والضیعات نسینا کثیرا فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم والذی نفسی بیده لو تدومون علی ما تکونون عندی و فی الذکر لصافحتکم

الملائکۃ علی فرشکم و فی طرقکم (منصب امامت)

ترجمہ: جب ہم آپ کی محبت میں ہوتے ہیں اور آپ ہمیں دوزخ جنت کا ذکر سناتے ہیں تو ایسا ہوتا ہے کہ گویا ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اپنے بیوی بچوں اور کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم اسے بھول جاتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا حال ہمیشہ وہی رہے جو میرے پاس اور ذکر کرنے میں ہوتا ہے تو راہوں اور بستروں پر فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔

مقام صحابہ کو متعین کرنے کا قرآنی اصول:

فرمان رسول ﷺ ان الامانۃ تنزل فی جذر قلوب الرجال تم علمو امن الکتب ثم علم من النسۃ۔ (ص 33 آئینہ ادب)

فقال اسید بن حضیر ماھی باول برکتکم یا آل ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) موطا تیم۔ یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ مقام صحابہ کو متعین کرنے کے دو اصول ہیں۔

(1): حقیقی اور صحیح معنی میں اصول سمی بہ شرعی حیثیت (جو کہ خلت اور محبت جس کا متعارف نام عشق ہے ساتھ ساتھ ادب سے مزین ہے الدین کلہ ادب اور نبی علیہ السلام نے بھی فرمایا فبحبی احبھم اور فببغضی ابغضھم۔

(2)۔ تاریخی حیثیت: صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شخصیات تاریخی نہیں بلکہ شرعی حیثیت کے مالک ہیں اور اسی آئینہ میں انکا چہرہ مبارک دیکھا جا سکتا ہے۔

قرآنی اصول کا ذکر در ضمن واقعہ افک اور تحقیق خلت و محبت: قرآن وحدیث میں دو لفظ عموماً استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے (1) لفظ وُدّ۔ ھوالغفور الودود۔ سیجعل لھم الرحمن وُدا۔ (2) محبت۔ والقیت علیک محبۃ منی۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ البتہ قرآن وحدیث میں ایک لفظ خلیل بھی آتا ہے۔ ابراھیم خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا مگر لفظ عشق قرآن وحدیث میں احقر کو نہیں ملا بہر حال یہ چار لفظ تشریح طلب ہیں اور لفظ محبت صحابہ اور اہل بیت اطہار اور آل اطہار مثلاً بی بی فاطمہؓ اور حسنین کریمینؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیلئے مستعمل ہے۔

والود مشترک وھو ظاھر الحب والحب باطن الود و اول الود المحبۃ والود ینقسم الی قسمین ظاھر و باطن فظاھرہ الود و باطنہ الحب والود مسکنہ القلب وھوا کشف عوالم القلب والعشق لطیفۃ بین

الحب والود مسکنه الشغف والحب باطن العشق و لمسکنه الفؤاد ۔

ترجمہ : اسم ودود لفظ ود سے ماخوذ ہے ود مشترک ہے یعنی اگر ظاہر ہے تو وُد کہیں گے اور اگر باطن ہو تو حب کہیں گے اور وُد کی ابتدا (جذبہ) محبت ہی ہے گویا کہ ود کی دو قسمیں ہیں ظاہر اور باطن۔ ظاہر کا نام وُد ہے اور باطن کا نام حُب ہے۔ وُد کا مسکن قلب ہے اور مقامات قلب میں زیادہ اکشف (ظاہر کھلا ہوا) ہے (بعض لوگ) اکشف کا معنی مقام کشف کرتے ہیں عشق ایک لطیفہ ہے جو وُد اور حُب کے درمیان کارفرما ہے جس کا مسکن خاص شغف ہے قد شغفها حبا مگر حب باطن عشق ہے جس کا مسکن فؤاد ہے لہذا حسینؓ یا حسنؓ یا بی بی پاکؓ اور اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت مکلف کیا گیا ہے وہاں وُد اور عشق کہ شغف سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے بھی اعلیٰ اور ارفع اور تہ دل میں ان کی محبت کرنے کا مکلف ہے نہ کہ صرف زبانی یا سطحی جذبہ۔ مزید شرح کیلئے امام الکلیات قاسم العلوم والخیرات حجۃ السلام مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے ملاحظہ ہو۔

(مگر پہلے تقابلی جائزہ کرلیں عام لوگ اشارات نہیں سمجھ سکتے۔ اس وقت (نعوذ باللہ) متنازعہ شخصیت حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بمقابلہ یزید ہے مگر سیدنا حسینؓ کیلئے تو ہر کلمہ گو امتی کو جذبہ حب رکھنے اور پیدا کرنے کا مکلف کیا گیا ہے قرآن اور حدیث میں کہیں بھی یہ تکلیف بیان نہیں کی گئی ہے حاشا وکلا وہ بیٹا بضعتہ رسول بی بی فاطمہ الزہراؓ کا جن کو تطہیر میں شامل کیا گیا اور یہ بیٹا میسون بنت بحدل کلبیہ کا چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ اب توجہ سے تقریر دل پذیر پڑھیے)۔ "خلت محبت کا ایک درجہ ہے جس درجہ ود محبت کا ایک درجہ ہے خلت خلاء قلب سے تعلق رکھتی ہے اس کو آپ عربی زبان کے مصادر اور وزن سے معلوم کرسکتے ہیں مثلاً عربی زبان میزان ف ع ل ہے کلمہ فا کی جگہ شین لفظ ہو جیسے شرف شر شیطان اس میں علو بلندی وغیرہ کے معنی پائے جاتے ہیں اور اگر ف ع کی جگہ خ ل ہو تو اس میں یکسوئی اور علیحدگی کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے خلوت 'خلو' خلاء۔ قلب میں بہت سے پردے ہوتے ہیں مگر اس کے اندر خلا بھی (جس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے) ہے عام محبوبوں کی محبت تو حجابات قلب سے تعلق رکھتی ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سیجعل له الرحمن ودا فرمایا ہے مگر ابوبکر صدیق کی محبت یعنی خلیل کی محبت نہایت جوف قلب میں ہوتی ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو اب لاتخذت ابابکر خلیلا کا معنی یوں ہوگا میرے جوف قلب میں خدا کی محبت کے سوا اور کسی کی محبت کی جگہ نہیں ہے اگر بالفرض کسی اور کی جگہ محبت کی ہوتی تو ابوبکر صدیقؓ کی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ محبت کا تعلق بھی تہ دل میں جوف قلب سے ہے جسے فواد کہتے ہیں اور اسی طرح خلت کی بھی مگر خلت ترقی یافتہ صورت ہے لہذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ محبت کا بھی معیار ایسا بناتے ہیں کہ اس میں بھی شرک کی

گنجائش نہیں رکھی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ ہوں یا بی بی بتولؓ ہوں یا حضرت حسنؓ ہوں یا بی بی عائشہ صدیقہ الکبریٰ صدیقہ کائنات ہوں یا ان کا والد سیدنا امام الصحابہ خلیفہ بلا فصل ابوبکر صدیقؓ متبوع علیؓ ہوں۔ ان کی محبت رکھنے کا مکلّف انسان اتنا زیادہ کیا گیا ہے کہ نہ دل میں ان کی محبت ہو مگر اتنا ترقی یافتہ نہ ہو کہ پھر شرک پیدا ہو جائے یہی وجہ ہے کہ عبادت غایۃ الحب کو کہتے ہیں جس سے غایۃ الذل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ (یہ سب تشریحی نوٹ ہیں)۔

اب سورۃ نور کی آیت نمبر 12 لو لا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون المؤمنات بانفسھم خیرا و قالوا ھذا افک مبین ۔ اور آیت نمبر 16 ولو لا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بھتان عظیم کی شرح الاعتبار والتاویل کے تحت۔

احقر آیت کی تفسیر میں جانا نہیں چاہتا صرف اس آیت سے جو اصول اخذ ہوتا ہے وہ پیش کر کے اصل مضمون کو پیش کرونگا واقعہ افک میں دو آدمی ایک مرد صحابی صفوان بن معطلؓ اور ایک عورت صحابیہ بی بی حمیرا صدیقہ کائنات محبوب رسول عائشہ صدیقہؓ کا ذکر ہے مگر نام کسی کا نہیں لیا گیا آخر اس کی کیا وجہ معلوم ہوتی ہے۔ ہم اپنے مسند حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بیان کردہ اصول پر کاربند ہیں یعنی ہمارے اساتذہ رحمھم وہ اصول تفسیر یہ ہے العبرۃ للعموم لا للنزول۔ یعنی کسی آیت کو شان نزول میں بند نہ کرو اس کا حکم عمومی رکھا جائیگا۔ تو ان دو آیات کو بھی جب عموم پر رکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ کسی صحابی کی چاہے مرد ہو یا عورت اگر سب (تنقیص شان) نظر آئے تو اس میں صرف خاموشی اختیار کر لینا بھی موجب اخذ و عتاب ہے (کمافی تفسیر بیان القرآن) بلکہ پرزور لفظوں سے اس کا رد کرنا فرض عین ہے۔ جس طرح کہ حضرت ابوایوب انصاری اور ان کی زوجہ محترمہؓ کا قول خود کتاب اللہ کا لفظ بن کر بیان اصول کی حیثیت اختیار کر چکا ہے ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بھتان عظیم کہہ دینا ضروری ہے۔

اس سے یہ اصول اخذ ہوتا ہے کہ نہ کوئی راوی نہ کوئی کتاب نہ کوئی روایت حتی کہ صحیح حدیث تک بھی صحابہؓ کی حیثیت اور مقام کو مجروح نہیں کر سکتی۔

صحابہ محفوظ عن السیات والخطا ہیں

آیت قرآنی: اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین یہ چار طبقات اللہ تعالیٰ کے خاص انعام یافتہ ہیں۔ انبیاء، صدیقین، شھداء، صالحین۔ جس طرح بعض اسلاف نے بیان فرمایا ہے کہ یہ تینوں طبقے خلفاء اربعہ میں ہی ہیں۔ صدیقین میں

حضرت ابوبکرؓ اور صدیقہ کائناتؓ اور شھداء میں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ ہیں لفظ شھداء سے مراد قتیل فی سبیل اللہ نہیں بلکہ جس طرح مقام صحابیت میں ایک مقام صدیق ہے اسی طرح ایک مقام صدیق کے بعد شہادت بھی ہے شریعت و طریقت کتاب میں ان کی تعریف موجود ہے اسی طرح قاموس القرآن میں صدیق کی تعریف موجود ہے اسی طرح حضرت شیخ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ نے تعریف صدیق میں ترمذی کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے اور صالحین میں حضرت علی المرتضیٰؓ شامل ہیں اس کی شہادت علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین ہے۔ بہرحال یہی وجہ ہے کہ ان کی تقلید کا حکم دیا گیا ہے صراط الذین انعمت علیھم میں یعنی تمام صحابہ واجب التقلید ہیں اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ نجوم ھدایت ہیں جس کی چاہو اقتدا کرو ہدایت پا جاؤ گے۔

آیت دوم : ان عبادی لیس لک علیھم سلطان ۔ترجمہ:(اور فرمایا اے ابلیس) جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا قابو (غلبہ) نہیں ۔مولانا اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں حاصل یہ ہے کہ اس مقام میں مقصود یہ ہے کہ یہ حفاظت غیبی جیسا کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے متعلق ہے ایسا ہی ان کے بعض اکابر متبعین کے متعلق (بھی) ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ حفاظت غیبی کا تعلق کمال عبودیت کا ثمر ہے خواہ انبیاء میں خواہ ان کے پیروؤں میں پایا جائے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی اُمنیۃ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ ۔ترجمہ: ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر جس وقت تمنا کی تھی پھر شیطان نے ان کی تمناؤں میں وسوسہ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان کی القاشدہ باتوں کو مٹا دیا اور اپنی آیتوں کو محکم کرتا ہے۔

مسئلہ : بعد الانبیاء افضل طبقہ صحابہ کرام کا ہی ہے اور کمال عبودیت انبیاء کے بعد ان ہی صحابہ کرامؓ میں ہے اللہ تعالیٰ نے انہی میں ودیعت فرمایا ہے حدیث شریف میں ابن مسعودؓ کا قول مشکوۃ میں بھی موجود ہے۔ منہاج السنۃ مطبوعہ مطبعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر۔جلد 3 ص209

وقد تیقنا ما دل علیہ الکتاب والسنۃ و اجماع السلف قبلنا وما یصدق ذالک من المنقولات المتواترہ عن ازلۃ العقل من ان الصحابۃ رضی اللہ عنھم افضل الخلق الانبیاء فلا یقدح فیھذا امور مشکوک فیھا فیکف اذا اعلم بطلانھا

(سید ص43

ترجمہ : بیشک ہم ایمان لائے ہیں اس پر جو کتاب وسنت اور اجماع سلف سے ثابت ہے اور ان منقولات متواترہ کی دلائل عقل بھی تصدیق ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرات صحابہ کرام حضرات انبیاء

علیہم الصلوۃ کے بعد سب مخلوق سے افضل ہیں۔لہذا ان کے حق میں مشکوک باتوں سے جرح قدح نہیں ہوسکتی چہ جائے کہ باطل روایات۔اس لیے صحابہ کرام کو قرآن پاک کے تیئس (23) مقامات پر اللہ نے اپنے رسول کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے یا یوں سمجھیئے کہ صحابہ کرامؓ اور صحابہ کے مربی رسول کریم ﷺ کے درمیان کوئی دوسری چیز حائل ہی نہیں۔یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ کرام معیار حق ہیں۔(1)

آیت قرآنی: فان آمنو بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا۔ (2) فان تولوا فانما هم فی شقاق فسیکفیکهم الله وهوا سمیع العلیم۔ظاہری خطاب صحابہ کرام کو ہی ہے وہ تمام دنیا کیلئے نمونہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔و عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لاتومن علیه الفتنة اولئك اصحاب محمد صلی الله علیه واله وسلم کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا و اعقها علما واقلها تکلفا اختارهم الله تعالیٰ لصحبة نبیه صلی الله علیه واله وسلم ولا قامة دینه فاعرفو الهم فضلهم واتبعو اهم علی اثارهم و تمسکوا بما استطعتم من اخلاقهم و سیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم۔

مفتی محمد شفیع صاحب نے یہ روایت امام احمد سے بھی نقل فرمائی ہے جس میں بمن قد مات کی بجائے باصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لفظ ہیں۔اس میں ابرهذہ الامۃ کے لفظ بھی زیادہ ہیں اور واقوم هداد یا واحسنها حالاقوم اختارهم الله۔واتبعوا اثارهم کے الفاظ ہیں۔شرح عقیدہ سفارینی۔ترجمہ روایت اول: حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی طریقہ کی پیروی کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ ان لوگوں کی راہ اختیار کرے جو مر گئے ہیں کیونکہ زندہ آدمی دین میں فتنہ سے محفوظ نہیں (یہ لوگ محفوظ ہیں) ہوتا اور وہ لوگ مر گئے ہیں اور جن کی پیروی کرنی چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب ہیں جو اس امت کے بہترین لوگ تھے دلوں کے اعتبار سے انتہا درجہ کے نیک۔علم کے اعتبار سے انتہائی کامل اور بہت کم تکلف کرنے والے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی رفاقت اور اپنے دین کو قائم کرنے کیلئے منتخب کیا تھا لہذا تم ان کی بزرگی کو پہچانو اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرو اور جہاں تک ہو سکے ان کے آداب اور اخلاق اختیار کرتے رہو اس لیے کہ وہی لوگ ہدایت کے سیدھے راستہ پر تھے۔

عن ابن مسعودؓ ان الله تعالیٰ نظر فی قلوب العباد فنظر قلب محمد ﷺ واصحابه وسلم فبعثه برسالة ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد ﷺ فوجد قلوب اصحابه خیر قلوب العباد فاختارهم لصحبة نبیه ﷺ

و نصرت دینه (مقام صحابہ مفتی شفیع ص 12)۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے سب بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو محمد ﷺ کو ان سب قلوب میں بہتر پایا ان کو اپنی رسالت کیلئے مقرر کر دیا پھر قلب محمد ﷺ کے بعد دوسرے قلوب پر نظر فرمائی تو اصحاب محمد ﷺ کے قلوب کو دوسرے سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا ان کو اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور دین کی نصرت کیلئے پسند کر لیا۔

دوسری آیت: و من یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی و نصله جهنم وساءت مصیرا۔ ترجمہ: مومنین کے راستہ کے علاوہ جو شخص اور راستہ اختیار کرے گا اس کو پھیرتے جائیں گے جس طرف پھیرے گا اور اس کو ہم جہنم میں داخل کریں گے۔ اس آیت میں مومنین سے صحابہ ہی کی ذات ہے ان دو آیات میں صحابہ کی ذات گرامی کو معیار حق قرار دیتے ہوئے تقلید کا حکم دیا گیا ہے۔

اصحاب کرام کا تحفظ:

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شرعی تحفظ بھی عطاء کیا گیا ہے۔

حدیث اول: اخرجه الخطیب البغدادی فی الجامع وغیره انه صلی الله قال اذا ظهرت الفتن او قال البدع و سب اصحابی فلیظهر العالم علمه فمن لم یفعل ذالك فعلیه لعنت الله والملائكة والناس اجمعین۔ لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔

حدیث دوم: عن عبدالله بن مغفل رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ واله و اصحابه الله الله فی اصحابی لاتتخذوهم غرضا بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم و من البغضهم فببغضی ابغضهم و من اذاهم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله یوشك ان یأخذه۔

حدیث سوم: عن ابی هریره رضی الله عنه ان الناس یکثرون و اصحابی یقلون فلا تسبوا اصحابی فمن سبهم فعلیه لعنة الله۔

حدیث چہارم: عن انس رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان الله اختار نی و اختارلی اصحابی و اختارلی منهم اصهارا و انصارا فمن حفظی فیهم حفظ الله و من اذانی فیهم اذاه الله و فی روایة عنه ان الله اختارنی و اختارلی اصحاباً و اصهاراً او سیأتی قوم یسبونهم و ینتقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواکلوهم ولا تناکحوهم۔ اس بارے میں

احادیث بکثرت موجود ہیں۔بخوف طوالت ان کو ترک کیا جاتا ہے۔

خلاصہ ترجمہ احادیث : جب فتن (فتنے) اور بدعات غالب ہوں یا ظاہر ہوں اور میرے اصحاب پر سب کیا جاتا ہو تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے ورنہ ایسے عالم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت' تمام فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور ایسے عالم کے نہ فرائض قبول ہوں گے اور نہ نوافل۔

حدیث اول سے اخذ شدہ مسائل : مسئلہ اول فتنوں بدعتوں اور اصحاب پر جب بھی (کوئی) سب بکے اہل سنت وجماعت کو تڑپ جانا چاہیے سر پر کفن باندھ کر میدان کود جانا چاہیے۔ مصلحتوں اور نتائج سے بے خوف ہو جانا چاہیے مولانا حق نواز جھنگوی۔ ایثار القاسمی۔ ضیاء الرحمٰن فاروقی۔ علی شیر حیدری۔ اعظم طارق کی طرح۔ مسئلہ دوم سب صحابہ پر خاموشی اختیار کرنا موجب لعنت و ناراضگی خداوندی ہے اور عدم قبولیت عبادت بھی۔ مسئلہ سوم: یہ حدیث بنیادی طور پر تو سب صحابہ کی روک تھام کیلئے ہے مگر بدعات کا بھی الحاق ثابت کرتا ہے کہ سب سے بڑی بدعت تنقیص صحابہ ہے اور عموم میں کل بدعات داخل ہیں۔ مسئلہ سوم فتنے سے مراد دین میں رخنہ اندازی ہے۔ چاہے جس انداز سے ہو۔ سب کے معنی۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب معارف القرآن میں فرماتے ہیں لاتسبوا اصحابی کی حدیث میں کہ لفظ سب کا ترجمہ اردو میں عموماً گالی دینا کیا جاتا ہے جو اس لفظ کا صحیح ترجمہ نہیں۔ گالی کا لفظ اردو زبان میں فحش کلام کیلئے آتا ہے حالانکہ لفظ سب عربی زبان میں اس سے زیادہ عام ہے ہر اس کلام کو عربی میں سب کہا جاتا ہے جس سے کسی کی تنقیص (شان) ہوتی ہو۔ گالی کے لیے بعینہ لفظ عربی میں شتم آتا ہے۔ مثال: حضرت عثمانؓ بڑے نرم دل صاحبِ حیا' صلہ رحمی کرنے والے' قرابت کے حقوق کے محافظ اور نگاہ داشت کرنے والے تھے اس لیے بیت المال سے اپنے اقرباء کے وظائف مقرر کر دیئے تھے یہ سبّ میں داخل ہے۔ حدیث دوم مؤکد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو۔ میرے اصحاب کے معاملہ میں انہیں میرے بعد (ملامت کا) نشانہ نہ بنانا۔ ان کی محبت میری محبت کیوجہ سے ہے اور ان کا بغض میرے بغض کیوجہ سے ہے جس نے صحابہ کرامؓ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی اسے اللہ پکڑیگا۔ (عنقریب)۔ حدیث سوم: لوگ زیادہ ہوں گے (مگر) صحابہ کم۔ دل گے میرے صحابہ کو سب (تنقیص شان) نہ کہا کرو جو شخص ان پر سب کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

حدیث چہارم: (مخلوق میں سے) اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا ہے اور میرے لیے میرے صحابہ کو چنا ان صحابہ سے میرے لیے سسرال اور مددگار (انصار کو چنا میری وجہ سے جس نے ان کے حقوق کی

نگہداشت کی اللہ اُس کی نگہداشت فرمائیگا اور جس نے میرے اصحاب اصہار اور انصار کے معاملہ میں تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی ایک روایت میں کچھ اس طرح کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔ قریب ہے کہ ایک قوم آئیگی وہ ان کو سبّ کریگی اور ان کی شان میں کمی کریگی ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ان کے ساتھ پیو اور نہ ان کے ساتھ کھاؤ اور نہ ان سے نکاح کرو۔

سیدنا حسینؓ صحابی (بھی) ہیں:

حضرت سیدنا حسینؓ صحابی بھی ہیں اور نبی علیہ السلام سے حدیث مبارک کے راوی بھی ہیں اب ہم اس جگہ صحابیت سیدنا حسینؓ کے ثابت کرنے کیلئے صرف کتاب مشکوۃ جو اہل سنت علماء و بریلوی علماء و غیر مقلد حضرات یعنی سب کے نزدیک معتبر اور مستند کتاب ہے۔ اکمال فی اسماء الرجال الصاحب المشکوۃ حرف الحاء فی الصحابۃ کے اندر پانچویں نمبر پر سیدنا حسینؓ کے متعلق لکھتے ہیں۔ الحسین بن علی ھو الحسین بن علی ابن ابی طالب وکنیۃ ابو عبد اللہ سبط رسول اللہ ﷺ و ریحانتہ وسید شباب اہل الجنۃ ولد لخمس خلون من شھر شعبان سنۃ اربع ۔۔۔۔۔۔۔۔ روی عنہ ابوھریرۃ وابنہ علی زین العابدین و فاطمۃ وسکینۃ بنتا حاشیہ نمبر 4 پر اکمال میں ہے کہ قال ابن حجر فی الخلاصۃ روی عن جدہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ثمانیۃ احادیث۔ الخ۔ مظاہر حق میں ہے کہ ''یہ حسینؓ حضرت علیؓ کے صاحبزادہ ہیں ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے حضور ﷺ کے نواسے اور شجر نبوت کے پھول ہیں جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں۔ ماہ شعبان پانچ تاریخ میں پیدا ہوئے۔ 4 ھجری تھا۔ ان سے حضرت ابوھریرۃؓ اور ان کے بیٹے علی زین العابدینؓ فاطمہؓ اور سکینہؓ آپ کی دونوں صاحبزادیاں روایت کرتی ہیں۔ ابن حجر خلاصہ میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ اپنے نانا پاک ﷺ سے آٹھ احادیث روایت فرماتے ہیں'' ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا حسینؓ راوی صحابی ہیں۔ حافظ ابن کثیر کا مسلک خود بیان فرماتے ہیں۔ والمقصود ان الحسینؓ عاصر رسول ﷺ وصحبہ الی ان توفی وھو عنہ راض ولکنہ کان صغیرا۔ اور مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ حسینؓ معاصر رسول ﷺ ہیں جنہوں نے (حضور کا زمانہ پایا) اور حضور کریم ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے وفات پائی اور آپ اُن سے راضی تشریف لے گئے البتہ سیدنا حسینؓ خوردسال تھے۔ آ ابن کثیر لکھتے ہیں حضرت سیدنا حسینؓ علماء صحابہ میں سے تھے۔ فانہ من سادات المسلمین وعلماء الصحابۃ وابن بنت رسول اللہ ﷺ التی ھی افضل بناتہ و قد کان عابدا و شجاعا و سخیا۔ حضرت سیدنا حسینؓ سادات مسلمین میں اور علماء صحابہ میں سے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کی سب سے افضل صاحبزادی کے بیٹے ہیں اور وہ عابد بہادر اور سخی تھے۔

تنقیص حسینؓ موجب لعنت ہے:

حدیث مبارک ہے عن عویمزبن ساعدة رضی الله عنه انه صلی الله علیه واله وسلم قال ان الله اختارلی و اختارلی اصحابا۔ فجعل لی منهم وزرآء و انصاراً واصهاراً فمن سبهم فعلیه لعنته الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منهم یوم القیمة صرفا و لا عدلا۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا پھر میرے لیے اصحاب چن لیے پھر ان میں سے میرے وزیر (شیخینؓ) اور انصار بنا دیئے اور میرے سسرال (شیخین اور ابوسفیانؓ) بھی بنا دیئے جو ان کی شان گھٹائے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی (لوگوں میں کفار اور مقتولین بدر بھی شامل ہوں گے) کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نہ فرض قبول کریگا نہ نفل (محاملی طبرانی الحاکم)۔ عن ابن عمرؓ اذا رئیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنته الله علی شرکم ۔(الخطیب) ترجمہ: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرامؓ کی تنقیص شان کرتے ہوں تو ان کو کہدو کہ اس شر کیوجہ سے تم پر اللہ کی لعنت ہو۔

حسینؓ قرآن میں:

آل عمران کی آیت مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ۔الخ۔ کے تحت دوحوالے بیان القرآن اور تفسیر عثمانی کے گذر چکے ہیں۔ اب تفسیر روح المعانی۔ (جلد 2 ص 188)۔

و قد کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خرج و معد علی و الحسن والحسین و فاطمة ۔ الخ۔ (2) لماریٔ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مقبلا و معه علی وفاطمه والحسنان رضی الله عنهم قال یا معشر النصاری انی لاری وجوها لو سالوا الله تعالیٰ ان یزیل جبلا من مکانه لازاله فلا تباهلو و تهلکوا۔ حوالہ نمبر دوم۔ تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل (ص 258) فاتوا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم و قد غدا محتضنا للحسین آخذبیدالحسن و فاطمه تمشی خلفه و علی خلفها۔ الخ۔ حوالہ نمبر 3۔ تفسیر خازن جلد 1ص 258. فاتوا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وقد احتضن الحسین و اخذبید الحسن و فاطمة تمشی و علی یمشی خلفها ۔ الخ۔

مدارک التنزیل میں یہ لفظ بھی ہیں فقال اسقف نجران یا معشر النصاری انی لاری وجوھا لوشالوا اللہ ان یزیل جبلا من مکانہ لازلہ بھا فلا تباھلوا فتھلکوا و لا یبقی علے وجہ الارض نصرانی (سبحان اللہ سبحان اللہ عظمت ابنائ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اسی طرح خازن کے الفاظ ہیں۔

فلمار آھم اسقف نجران قال یا معشر النصاریٰ انی لاریٰ وجوھا لوشالوا اللہ ان یزیل جبلا لازالہ من مکانہ فلاتبتھلوا فتھلکوا و لا یبقی علی وجہ الارض نصرانی الی یوم القیمتہ ۔ الخ۔ یہاں لفظ الی یوم القیمتہ زیادہ ہے روح المعانی میں فتھلکوا تک ہے مدارک میں ولا یبقی علے وجہ الارض نصرانی تک ہے۔ ان سب حوالہ جات ثلاثہ سے ثابت ہوا ہے کہ ابناءنا میں حسنین کریمینؓ کا ذکر ہے۔ روح المعانی جلد ص 190 و قد اخرج مسلم و الترمذی وغیر ھما عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایۃ قل تعالو ندع ۔ الخ ۔ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلی ۔ آگے فرماتے ہیں وھذا الذی ذکرنا ھا من دعائہ صلی اللہ علیہ وسلم ھولاء الاربعۃ المتناسبۃ رضی اللہ عنھم ھوالمشہور المعمول علیہ لدی المحدثین آگے ابن عساکر کی روایت جعفر بن محمد عن ابیہ ابوبکر صدیق و ولدہ عمر و ولدہ و عثمان و ولدہ و علی و ولدہ کا ذکر کر کے فرماتے ہیں۔ ھذا خلاف ما الجمھور۔ سورۃ احزاب آیت تطہیر پر صاحب تفسیر عثمانی لکھتے ہیں لیکن چونکہ اولاد و داماد بھی بجائے خود اہل بیت (گھر والوں) میں شامل ہیں بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ مسند احمد کی ایک روایت میں احق کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے اس لیے آپ کا حضرت فاطمہ علی حسن حسین رضی اللہ عنہم کو ایک چادر میں لیکر اللھم ھولاء اھل بیتی وغیرہ فرمایا یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے قریب گذرتے ہوئے ال صلوۃ اھل البیت یرید اللہ ۔ الخ ۔ حوالہ نمبر دوم تفسیر بیان القرآن ج 2 ایچ ایم سعید ص 48 پ 22 محقق بات یہ ہے کہ آیت اور حدیث میں اہل بیت کا مفہوم متحد نہیں بلکہ حدیث میں تو عترت مراد ہے اور آیت میں یا تو عام مراد ہے جس کی ایک نوع تو آیت ہی کی مدلول ہے اور دوسری نوع کا مدلول ہونا آپ نے اپنے اس فعل سے ظاہر فرما دیا اور حضرت اُم سلمہؓ کا داخل نہ کرنا اس لیے ہوگا کہ تمہارا تو مدلول آیت ہونا ظاہر ہی ہے جن کا خفی ہے ان کو ظاہر کرتا ہوں۔ اس سے پہلے لکھتے ہیں کہ اب رہا حضرات اہل عبا'' اس کا مصداق ہونا جیسا حدیث میں ہے کہ آپ نے ان حضرات کو کملی میں لپیٹ کر فرمایا اللھم ھولاء اھل بیتی فا

ذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا یا ازواج مطہرات کا مصداق نہ ہونا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی کملی میں آنا چاہا تو آپ نے فرمایا انک علی خیر اوران کو داخل نہ کیا۔ سو اس میں محقق بات یہ ہے کہ (کمامر) اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ آیت کا ایک (نوع) مصداق تو ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات ہی ہیں اور ایک مصداق خفی تھا آپ نے وہ مصداق خفی کو عبا کے ذریعہ چھپا کر یا عبا میں داخل فرما کر ظاہر فرما دیا ہے کہ تطہیر میں نفوس اربعہ علی فاطمہ حسن حسین رضی اللہ عنہم بھی داخل ہیں۔ تفسیر روح المعانی۔ جلد 12 ص 14 اخرج الترمذی والحاکم و صححا و ابن جریر و ابن المنذر و ابن مردویه والبیهقی فی سننه من طرق عن ام سلمةؓ قالت فی بیتی نزلت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل بیت و فی البیت فاطمة و علی و الحسن و الحسین رضی الله عنهم فجلله رسول الله صلی الله واله وسلم بکساء کان علیه ثم قال هؤلاء اهل بیتی ذ ذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیروجاء بعض الروایات انه علیه السلام الصلوة اخرج یده من الکساء وا ومأ بها الی السماء و قال اللهم هولاء اهل بیتی و خاصتی فا ذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا ثلاث مرات فی روایة ثم و ضع یده علیهم ثم قال اللهم ان هولاء اهل بیتی و فی لفظ آل محمد فاجعل صلواتك و برکاتك علی آل محمد کما جعلتها علی آل ابراهیم انك حمید مجید وجاء فی روایة اخرجها الطبرانی عن ام سلمه انها قالت فرفعت الکساء لادخل معهم فجذبه صلی الله علیه واله وسلم من یدی وقال انك علی خیر و فی اُخری رواها ابن مرویه عنها قالت الست من اهل البیت فقال انك علے خیر انك من ازواج النبی صلی الله علیه واله وسلم و فی آخر ها رواها الترمذی و جماعة عن عمر بن ابی سلمة ربیب النبی علیه الصلواة والسلام قال : قالت امن سلمة رضی الله عنها و انا معهم یا نبی الله (صلی الله علیه واله وسلم قال انت علی مکانك و انك علے خیر۔ واخبار ادخاله صلی الله علیه وسلم علیا و فاطمته و ابنیهما رضی الله تعالیٰ عنهم تحت الکساء و قوله علیه الصلواة والسلام اللهم هولاء اهل بیتی و دعائه و عدم ادخال ام سلمة اکثر من ان تحصیٰ (انتهی)۔

یہ وہ روایات ہیں جن کا اشارہ بیان القرآن کی عبارت میں موجود ہے۔ اللھم ھولاء اھل بیتی و دُعائه لھم اور پھر عدم ادخال ام سلمہ کی روایات شمار سے بھی زیادہ ہیں یعنی ان سب

روایات کا منشاء یہ ہے کہ تطہیر حضرات علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بھی شامل ہے۔ اور یہ اہل بیت بھی ہیں اور نبوی خواص بھی ہیں اور آل بھی ہیں اللہ کی صلوۃ برکات کا ان پر نزول بھی ہوتا ہے صرف صحابی نہیں جزوی فضائل کی طرف بھی ذرا توجہ فرمائیں۔ یہ منقبت وہ ہے جو قرآن مجید کی آیت کے تحت بیان کیئے گئے ہیں۔

سورۃ دھر آیت سوم : ان الابرار شربون من كأسى كا مزاجها كافورا عينا يشرب بها عباد الله يفجرونها تفجيرا ۔ اس آیت کے نقل کرنے کے بعد شاہ اسماعیل شہید منصب امامت میں فرماتے ہیں کہ یہاں عباداللہ سے مراد حضرت مرتضیٰ اور حضرت زہراؓ اور امامین شہیدین ہیں۔ ص 75/76 آئینہ ادب لاہور۔ اس آیت سے نفوس اربعہ کا انجام اُخروی کا بیان کر ہے۔

آیت تطهیر تفسیر مدارک و خازن : فيه دليل على ان نساء من اهل بيتہ و قال عنكم لانه اريد الرجال و النساء من آله ـ الخ ـ خازن میں ہے و ذهب ابو سعيد خدرى و جماعة من التابعين منهم مجاهدو قتاده و غير هم الى انهم على فاطمه و الحسن و الحسين رضى الله عنهم يدل عليه ماروى عن عائشه ام المؤمنين قالت خرج النبى صلى الله عليه واله وسلم ذات غداة و عليه مرط مرجل من شعر اسود فجلس فاتت فاطمه فا داخلها فيه ثم جاء على فا دخله فيه ثم جاء الحسن فادخله فيه ثم جاء الحسين فا دخله فيه ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهر كم تطهيرا اخرجه مسلم المرط. الكساء ـ المرحل ـ بالحاء المنقوش عليه صور الرحال و بالجيم المنقوش عليه صور الرجال ۔ تو لفظی تحقیق ہے عن امن سلمة قالت ان هذه الايت نزلت فى بيتها انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهر كم تطهيرا ـ و قالت انا جالسة عند الباب فقلت يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الست من اهل البيت فقال انك على خير انت من ازواج النبى صلى الله عليه واله وسلم قالت و فى البيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم و على و فاطمة و حسن و حسين فجللهم بكساء و قال اللهم هولاء اهل بيتى فا ذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا ـ اخرجه ترمذى و قال حديث صحيح غريب عن انس بن مالك رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله واله وسلم كان يمربباب فاطمة

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ستتہ اشہر اذا خرج الی صلوۃ الفجر یقوم الصلوۃ یا اہل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت و یطہر کم تطہیرا اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب۔

اس سب بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت تطہیر میں یہ چار نفوس مطہرہ شامل ہیں اہل علم بشرطیکہ قلب سلیم کے مالک ہوں تو فضائل امام حسین میں یہ تین آیات مفسرین کے متفقہ فیصلے کے مطابق کامل اور کافی ہیں۔

آیت نمبر 4: ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا یھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ حدیث عباد کسا کو دیکھیں۔ ایک روایت کے الفاظ روح المعانی کے حوالہ سے اللھم ان ھولاء اھل بیتی و فی لفظ آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی آل محمد کما جعلتھا علی آل ابراھیم انک حمید مجید اب یہ الفاظ محدثین کے ملاحظہ فرمائیں و انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اقامھم فی ذالک مقام نفس لان القصد من الصلوۃ علیہ مزید تعظیمہ و منہ تعظیمھم و من ثم لما ادخل من مرفی الکساء قال اللھم انھم منی و انا منھم۔ فاجعل صلاتک و رحمتک و مغفرتک و رضوانک علی علیھم۔ الخ۔ نمبر 2 و یروی (عنہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم) لا تصلوا علی الصلوۃ البتیرا فقالوا وما الصلوۃ البتیرا قال تقولون اللھم صلی علی محمدو تمسکون بل قولوا اللھم صلی اللہ محمد و علی آل محمد۔ علامہ طحطاوی مقام صحابہ واضح فرماتے ھیں۔ امام الاصحاب فظاھر لانھم سلتوا قد ارنایا التر فی عنھم و نھینا عن لعنھم واما الال فلقولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا تصلوا علی الصلوۃ البتیراء قالوا وما الصلوۃ البتیرا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال تقولون اللھم صلی علی محمد و تمسکون بل قولوا اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد۔ علامہ سخاوی فرماتے ہیں۔ و نص الشافعی ان مذھب احمد (بن حنبل) انھم اہل للبیۃ اسے پہلے ذرا مذہب جمہور پر بھی نظر دوڑائیں اختلاف العلماء فی المراد بالأل فی صیغۃ الصلوۃ علی النبی علیہ السلام فی التشھد قال فالمرجع انھم من حرمت علیہ الصدقہ اس میں سید یعنی حسنین کریمین اور ان کی اولاد بھی تو شامل ہیں۔ ھذا مشہور۔

آیت نمبر 5: سلام علی الیاسین (ال یس) بہت سے مفسرین نے ابن عباس سے نقل فرمایا۔ ان

المراد بذالک سلام علی آل محمد ذرا توجہ سے دیکھیں پڑھیں و ذکر فخر الرازیؒ ان اھل بیتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لیسا و صرفه فی خمسة اشیاء (1) فی السلام یعنی آیت صلوۃ ہیں جب وسلموا تسلیما کا حکم نازل ہوا تو اس میں اہل بیت بھی نبی علیہ السلام کے ساتھ اس حکم میں مساوی طور پر شامل ہیں۔ قال السلام علیك ایها (یعنی وقال سلام علے آل یسین) قرآنی آیت آل یسین سے مراد یہ طبقہ ہی مراد ہے۔ وطہارت میں قال طه ای یا طاہر و قال ویطهرکم تطهیرا ۔ جس طرح نبی معصوم ہونے کی وجہ سے طاہر ہیں یہاں بفیضان فیض نبوت اعلان خداوندی ویطہرکم تطہیرا واقع ہوا۔ بقول حضرت مجدد العصر مولانا اشرف علی تھانویؒ یہ تو دخول کساء ام سلمہ کو روک دیا کہ اس آیت کا جو مدلول خفی ہے دخول کساء میں افراد مخصوصہ کو داخل فیہا کر اس کا اظہار مقصود ہے یا بقول مفسر خازن چھ ماہ متواتر (اس مدلول مخفیہ کا) اعلان از سرکار محمد صلی اللہ بصورۃ اعلان خلیفۃ اللہ جاری رہا پھر بھی تطہیر کا اعلان بعض لوگوں کو حاصل نہ ہوا۔

آیت نمبر 6: وقفوهم انهم مسئولون ۔ روی الواحدی فی قوله تعالیٰ وقفوهم انهم مسئولون ال عن ولاية علی و اهل البيت لان الله امرنبيه صلی الله عليه واله وسلم ان يصرف الخلق ۔ الخ ۔ دیکھیں نبی علیہ السلام معرفت خلق کیلئے نبی صلی اللہ کو اللہ تعالیٰ نے مکلف کیا اور نبی علیہ دیگر احکامات نبویہ کی طرح یہ حکم بھی مقصود احادیث میں ظاہر فرمایا اما بعد ایها الناس انما انا بشر مثلكم يوشك ان ياتنی رسول ربی عزوجل فيه الهدی والنور متمسكوا بكتاب الله عزوجل و خذروابه و حث فيه رغب فيه ثم قال و اهل بيتی اذكركم الله عزوجل فی اهل بيتی ثلاث مرات و اخرجه مسلم عن زيد بن ارقم قال نام فينا رسول الله صلی الله عليه خطيبا فحمد الله واثنی عليه ثم قال امام بعد۔

و اخرج الترمذی و قال حسين غريب انه صلی الله عليه واله وسلم قال انی تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدی آهما اعظم من الاخر ۔ كتاب الله عزوجل حبل ممدود من السماء الی الارض و عتدتی اهل بيتی و لن يفتر قاحی يردا علی الحوض فانظر و اكيف تخلفو نی فيها۔

آیت نمبر 7: واعتصموا بحبل الله جمعيا ولا تفرقوا ۔ الخ ۔ اس آیت کو سمجھنے کیلئے تفسیر امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اور امام زین العابدین کا سمجھ لینا کافی ہے۔ اس رسالہ میں ہمیں حتی المقدور اختصار اور ایجاز مطلوب ہے۔

وضاحت لفظ اہل بیت:

یوصف اہل بیت با ربعة الأل وا ھل البیت و ذوی القربی والعترة و قیل فی العترة العشیرہ و قیل اندریة کما فی الزرقانی علی المواھب۔ اہل بیت کیلئے چار لفظ ہیں۔ آل بھی اہل بیت بھی ذوی القربی بھی اور عترۃ بھی۔ نمبر 2۔ فقیل لزید (بن ارقم) من اھل بیتہ الیس نسائہ من اھل بیتہ؟ قال بل ان نسائہ من اھل بیتہ (جیسے ایت تطہیر کا مدلول جلی اور ظاہر ہے) ولکن اھل بیتہ من حرم علیھم الصدقہ بعدہ قال و من ھم قال ھم آل علی وال عقیل و آل عباس قال کل ھول لاء حرم علیھم الصدقہ قال نعم۔ یہ صرف تحریم صدقہ کیلئے لکھ دیا گیا ہے تاہم آل علی میں درجہ اول صرف اور صرف حسنین کریمین کا ہے باقی اولاد علی درجہ ثانیہ پر ہیں۔ جس طرح اہل علم وقلب رشید پر ظاہر ہے۔

آیت نمبر 8: ام یحرون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ۔ الخ۔ ابوالحسن المغازلی امام باقرؒ سے حلفیہ بیان نقل فرماتے ہیں۔ انہ قال فی ھذہ الایة نحن الناس واللہ۔

آیت نمبر 9: ۔ملاحظہ ہو اس بارے میں احادیث بہت ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان فرمائی۔ و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم حدیثفاذا ذھب النجوم ذھب اھل السماء و اذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض و فی روایة صححا الحاکم علی شرط الشیخین النجوم امان لاھل الارض من الفرق و اھل بیتی امان لامتی من الاختلاف فاذا خالفتھا قبیلہ من العرب اختلفو فصارو احزب ابلیس (خرجہ جماعتہ کلھم بسند ضعیف (قاعدہ مختلف طرق حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتے ہیں) کہ مؤید اس حدیث کی ہے کہ النجوم امان لاھل السماء و اھل بیتی امان لامتی حدیث دیگر جاء من طریق عدیدة یقوی بعضھا بعضاً (1) انما مثل اھل بیتی فیکم کمثل سفینة نوح من رکبھا نجا و فی روایة مسلم و من تخلف عنھا غرق و فی روایة ھلك۔

آیت نمبر 10: وانی لغفار لمن تاب و آمن و عمل صالحا ثم اھتدی قال ثابت البنانیؒ اھتدی الی ولایة اھل البیتہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ وجاء ذالك ایضاً عنابی جعفر ابن قراح۔ حضرت ثابت بنانی حضرت انسؓ کے شاگرد ہیں۔ وجاء من حدیث علی قلت یا رسول اللہ لم سمیت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا قال ان

اللہ فطھا و ذریتھا عن النار یوم القیمہ اخرجہ ابن عساکر ۔ خط کشیدہ جملوں پر بھی نظر رہے ذریتھا یعنی حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی جہنم پر حرام کر دیئے گئے تھے بوقت تسمیہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مگر آج کل کی تحقیق امیر المومنین پیدائشی جنتی خلیفۃ المسلمین رشید ابن رشید یزید کا باغی لکھ کر انہیں کفر و اور جہنم کا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اعاذ نا اللہ تعالیٰ من ھذا البلادء والتحقیق و آخرج احمد (بن حنبلؒ) انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اخذ بید الحسنین و قال من احبی و احب ھذین و ربا ھما و امھما کان مھی فی درجتی یوم القیمۃ و لفظ الترمذی و قال حسن غریب و کان معی فی الجنۃ ۔ محبین حسنین و علی و فاطمہ رضی اللہ عنہم کیلئے دخول بہشت اور معیت رسول کی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب فرمائے۔

تلک عشرۃ کاملۃ:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صحابی بھی اور اہل بیت اور آل رسول بھی ہیں اور ذریت نبی بھی ہیں اور عترت بھی۔ جب صرف صحابی رسول صلی اللہ والہ وسلم کو کوئی شی مجروح نہیں کر سکتی خود مقام صحابی سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی ہے تو جو شخص صحابیت کے علاوہ اھل بیت نبی بھی ہو آل رسول بھی ہو عترت رسول بھی ہو۔ ذریت رسول بھی ہو اسکو کیا کوئی تاریخ یا کوئی روایت یا کوئی کتاب یا کوئی محقق مجروح کر سکتا ہے حضرت حسین رضی اللہ عنہ بفیضان فیض رسول ان سب ھذیانات سے اعلیٰ و ارفع و بالا ہیں۔

اللھم و فقنا حبہ و حبہ جمیع اھل بیتی و عترتہ والہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین۔

ہمارا موقف رسالہ لکھنے میں اختصار ہی ہے: مقام صحابہ کو متعین کرنے کا قرآنی اصول تو پہلے پیش کیا جا چکا ہے مگر وہ بہت مختصر ہے اور الاعتبار رو التأویل کے لحاظ سے ہے مگر آپ بہت مختصر الفاظ میں مقام صحابہ کو متعین کرنے کا اصول بزبان محدثین پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تمہید: اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات پاک کی تعریف فرمائی ہے۔

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد ﷺ چشم برراہ ثنا نیست
خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس
محمد حامد حمد خدا بس

شمس الدین مظہر جان جاناں

دہاں شروع قرآن سے لیکر ہر سطر میں مقام صحابہ کو اجاگر کرنے کیلئے صحابہ کی بھی تعریف فرمائی۔ مسئلہ جب تک قرآن کیا یک ایک حرف سے مقام صحابی اور شان صحابی نہ سمجھے کمال اسلام نصیب نہ ہوگا۔ نہ ہوتگاہے۔ یایوں کہیں کہ حقیقی اسلام نصیب نہ ہوگا۔ ذالك مثلهم فی التورة و مثلهم فی الابخیل کو مدنظر رکھتے یأتی من بعد اسمه احمد دیکھو جس طرح سابقہ انبیاء کے کتب وصحائف میں ہمارے پاس نبی کے مقام کو بیان کرتے ہوئے تصیف فرمائی۔ اسی طرح صحابہ کی شان کو بھی سابقہ کتب میں بیان کیا گیا ہے۔

صداقت قرآن کی دلیل مگر اہم دلیل جماعۃ صحابہ ہی ہے:

الم ذالك الكتاب لاريب فيه یہ دعویٰ ہے۔ هدى للمتقين دلیل ہے کہ جب اس کتاب نے ایسے صحابہ متقین بنالیے پیدا کرلیے تو پھر ان کو دیکھو اور قرآن کی صداقت کی اور بڑی دلیل کیا ہوسکتی ہے۔ نمبر 2 کلا انہا تذکرة فمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة بیدی صفرة کرام بررہ۔ یوں نہیں یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے اسکو پڑھے۔ لکھا ہے کہ عزت کے ورقوں میں (یہ شان قرآن ہے) اونچے رکھے ہوئے نہایت ستھرے ہاتھوں میں لکھنے والوں کے جو بڑے درجہ والے نیک کار ہیں۔ حاشیہ 5 وہاں فرشتے اس کو لکھتے ہیں اور اسی کے موافق وحی اترتی ہے اور یہاں بھی اوراق میں لکھنے اور جمع کرنے والے دنیا کے بزرگ ترین پاکباز نیکوکار اور فرشتہ خصلت بندے ہیں جنہوں نے ہر قسم کی کمی بیشی اور تحریف وتبدیل سے اسکو پاک رکھا۔ ترجمہ شیخ الہند تفسیر عثمانی۔

اس پر تبصرہ وتشریح کرنے سے کام لمبا ہو جائیگا۔ عاقل کو تو اشارہ بھی کافی ہے حضرات اصحاب رسول کی عظمت ورفعت اور قدر ومنزلت کا نقطۂ عروج اس مختصر تحریر میں ملاحظہ فرمالیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ نے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مجھے چن لیا اور میرے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چن لیا بعض کو میرا قرابتدار اور بعض کو مددگار بنایا۔ آخر زمانہ میں ایک (ناصنجا) قوم آئیگی جو میرے صحابہ کی تنقیص کریگی (یسبونھم) خبردار تم ان سے نہ رشتہ لینا نہ انہیں رشتہ دینا خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا خبردار انکا جنازہ نہ پڑھنا حلت اللعنة ان پر لعنت حلال ہوگی۔ (سید 19 ص) مقدمہ العواصم من القواصم بحوالہ الکفایہ از خطیب بغدادی۔

دوسری حدیث من سب اصحابی فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اصحاب پر سب کیا یعنی تنقیص شان کرے تو اس پر خدا اور فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت۔ والناس متولین واصحاب قلاب بدر بھی شامل ہیں مگر والعجب لامة لشئ

الی ابطالها و تشوه جمال تاریخها و تهدم امجادها ۔اس امت پر حیرانی اور تعجب ہے کہ یہ اپنے نمایاں ترین اکابر (ہیروز) کی برائی کرتی ہے اور اپنی تاریخ کے حسن و جمال کو قبیح و بدشکل بناتی ہے اور بزرگوں کو مٹاتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں فامسینا کا الامة التی لا مجدلها هی نائمة علی تراث من المجد لا تحلم الانسانیه بمثله ۔ہم ایک ایسی اُمت ہو کر رہ گئے ہیں جسے مجد و شرف سے کوئی حصہ نہ ملا جب مجد و شرف بٹ رہا تھا تو یہ اُمت خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ حق یہ ہے کہ انسانیت ایسی گہری نیند کبھی نہیں سوئی (سید ص 20)۔ ہمارے اسلاف کی عظمت! سبحان اللہ! سو شیطان نے ایسے بد باطن لوگ مقرر و مسلط کر دیئے جنہوں نے خوب جھوٹا پروپیگنڈہ کیا حتی کہ اکثر مسلمانوں نے بھی ان کے جھوٹ کو سچ سمجھ لیا (سید ص 20)۔

قد تیقنا ما دل علیه الکتب و السنة و اجماع السلف قبلنا و ما یصدق ذالک من المنقولات المتواترة عن ادلة العقل من ان الصحابة رضی الله عنهم افضل الخلق بعد الانبیاء فلا یقدح فی هذا امور مشکوک فیها فکیف اذا علم بُطلانها ۔ بیشک ہم ایمان لائے ہیں اس پر جو کتاب و سنت اور اجماع سلف سے ثابت ہے اور منقولات متواتر کی دلائل عقلیہ سے بھی تصدیق ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد سب مخلوق سے افضل ہیں ۔لھذا ان کے حق میں مشکوک باتوں سے جرح قدح نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ باطل روایت ۔منہاج السنۃ ۔ ابوبکر ابن العربی المولود (468ھ) المتوفی 543ھ فرماتے ہیں کہ:

تم میری وصیت یاد رکھو۔ سوائے صحیح احادیث و روایات کے کسی بات کی طرف التفات نہ کرو واجتنبوا اهل التوارخ اور خاص کر مؤرخین سے بچو یہ بے اصل روایات نقل کرتے ہیں ۔ یہ سلف صالحین کی تحقیر اور دین کی توہین کرتے ہیں ۔ حالانکہ اسلاف کرام رضی اللہ عنہم ہم سے زیادہ معزز اور محترم ہیں جس نے بھی صحابہ کرام کے حالات و کردار پر نگاہ کی ہے اس پر ان توہین آمیز الزامات کا بطلان واضح ہو جاتا ہے۔ التی نجتلقها اهل التواریخ ۔جنہیں مورخین نے گھڑا ہے ۔ابن تیمیہ فرماتے ہیں ۔المورخون الذین یکثر الکذب فیما یروونه مؤرخین اکثر اپنی روایات میں جھوٹ بیان کرتے ہیں اور شاذ و نادر ان نقل و روایت کی کمی بیشی سے محفوظ ہوگی ۔و انما هو من جنس نقلة التواریخ التی لایعتمد علیها اولو الابصار ۔یہ تاریخی منقولات کی قسم سے ہے جن پر دانا بینا لوگ اعتماد نہیں کرتے۔

ایک زریں اصول: ان عبارات میں ایک اصول بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی عظمت و شان و

جلالت قدر کتاب وسنت اجماع امت منقولات متواترہ اور دلائل و براھین قاطعہ سے ثابت ومعلوم ہے لھذا یہ علم قطعی مشکوک و باطل اور بے سند و بے سروپا تاریخی روایات وخرافات سے قطعاً مجروح نہیں ہوسکتا۔امام ابن کثیر متوفی 774ھ فرماتے ہیں۔

فکذب و بہت افتراء عظیم یلزم منه خطأ کبیرا من تخوین الصحابه لان الصحابه کانو اخیر الخلق بعد الانبیاء و هم خیر قرون هذه الامة التی هی اشرف الامم بنص القرآن و اجماع السلف و الخلف فی الدنیا و الاخرة ولله الحمد۔ یہ صریح جھوٹ اور افترا عظیم ہے کیونکہ اس سے ایک بہت بڑی خطا صحابہ کرامؓ کی خیانت لازم آتی ہے خدا اور رسول اور دین اسلام کی حقانیت پر ہر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ یہ افترا باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد ساری مخلوق خدا سے افضل ہیں اور وہ اس امت کے خیر القرون ہیں جو نص قرآنی اور سلف وخلف کے اجماع سے دنیا وآخرت میں تمام اُمتوں سے اشرف ہے۔الحمدللہ۔

امیر الہند شیخ الہند ثانی شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام سیدی حضرت سید مدنی رحمتہ: ایک سائل کے جواب جس نے سوال کیا تھا کہ حضرت امیر معاویہؓ کا یہ فعل کیا غیر مستحسن نہیں ہے کہ انہوں نے یزید جیسے جیسے فاسق وفاجر کو خلافت کیلئے نامزد کیا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی شان میں جو آیات وارد ہیں وہ قطعی ہیں جو احادیث صحیحہ ان کے متعلق وارد ہیں وہ اگرچہ ظنی ہیں مگر ان کی اسانید اس قدر قوی ہیں کہ تواریخ کی روایات ان کے سامنے ہیچ ہیں اس لیے اگر کسی تاریخی روایت میں اور ایات واحادیث صحیحہ میں تعارض واقع ہوگا تو تاریخ کو غلط کہنا ضروری۔ جلد 1 ص 242۔ جلد 1 ص 266 پر۔ یہ مورخین کی روایتیں تو عموماً بے سروپا ہوتی ہیں نہ راویوں کا پتہ ہوتا ہے نہ ان کی توثیق وتخریج کی خبر ہوتی ہے نہ اتصال وانقطاع سے بحث ہوتی ہے اور اگر بعض متقدمین نے سند کا التزام بھی کیا تو عموماً ان میں بھی غث وسمین سے اور ارسال وانقطاع سے کام لیا گیا ہے خواہ ابن اثیر ہوں یا ابن قتیبہ ابن ابی الحدید ہوں یا ابن سعد ان اخبار کو مستفاض ومتواتر قرار دینا بالکل غلط اور بے موقع ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے متعلق ان قطعی اور متواتر نصوص اور دلائل عقلیہ نقلیہ کی موجودگی میں اگر روایات صحیحہ احادیث کی موجودگی ہوتیں تو مردود یا ماؤل قرار دی جاتیں چہ جائیکہ روایات تاریخ۔ ان مختلف محدثین کی مختلف روایات سے ثابت ہوا کہ تاریخ کی بے سروپا روایات یا روایت صحیح جو گروہ صحابہ کی عظمت وعدالت کو مجروح کرنے کیلئے ٹکرائے گی مردود ہوگی۔ مردود ہوگی۔ مردود ہوگی۔

مستنبط اصول: حضرت صحابہ کرام سے متعلق اخبار وروایت میں عمیق غور وفکر اور تحقیق وتنقید کے

بعد امتیاز و انتخاب کیا جائیگا جو روایت یا خبر صحابہ کرام کے مقامِ رفیع و مرتبہ جلیل و عظیم کے مطابق و موافق ہوگی وہی لی جائیگی اور جس نقل سے یاران رسول رضی اللہ عنہم کی توھین و تنقیص اور تحقیر و مذمت ہوگی وہ مردود ہوگی اور اسے ایمان و عرفان کی پوری قوم سے رد کر دیا جائیگا اور اس بات کا قطعاً کوئی خیال اور ذرہ بھر لحاظ نہیں کیا جائیگا کہ وہ خبر و نقل ابن جریر کی تاریخ طبری میں ہے یا ابن سعد کی طبقات میں۔ ابن عبداللہ کی استیعاب میں ہے یا ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ میں۔ رحمہم اللہ۔

خود امام ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں وما یذکرہ کثیر من المؤرخین کابن جریر وغیرہ عن رجال لا یُعرفون من الاخبار المخالفہ لا ثبت فی الصحاح فھی مردودۃ علی قائلیھا و ناقلیھا و اللہ علم۔ اور بہت سے مؤرخین مثلاً ابن جریر (طبری) وغیرہ نے مجہول راویوں سے ایسی روایات ذکر کی ہیں جو صحاح سے ثابت شدہ حقائق کے مخالف ہیں یہ سب اپنے کہنے والوں اور نقل کرنے والوں کے منہ پر ماردی جائینگی مگر اس سے بھی بالا اصل بات صحیح حدیث بھی مقام صحابہ کرام کو مجروح نہیں کرسکتی۔

شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام امیر الہند شیخ الہند ثانی حضرت مدنی رحمۃ اللہ کی تحریر کو دوبارہ سہ بارہ پڑھیں نتیجہ برآمد ہوگا کہ فرض کرو اگر کسی صحیح روایت میں یاران رسول کی شان کے خلاف کوئی بات موجود ہے تو چونکہ ان کی شان قرآن و حدیث کی قطعی و متواتر نصوص اور دلائل عقلیہ نقلیہ سے ثابت ہے لھذا وہ حدیث صحیح نصوص قطعیہ متواترہ سے متعارض و متصادم ہونے کی وجہ سے مردود ماؤل ہوگی۔

مثال صحیح حدیث : متقدمین میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔

علامہ نووی : اُن محدثین کی صرف بات نہیں بلکہ واقعی اور حقیقی مسئلہ ہے علامہ محی النووی شارح مسلم المولود 631ھ متوفی 677ھ صاحب ریاض الصالحین فرماتے ہیں: قال العلماء الاحادیث الواردۃ التی ظاھرھا داخل علی صحابی یحبب تاویلھا قالوا ولا یقع فی روایات الثقات الا مایمکن تاویلہ۔ علماءِ اسلام کا فرمان ہے کہ جن احادیث میں بظاہر کسی صحابی پر حرف آتا ہو اُن کی تاویل واجب ہے اور علماء کہتے ہیں کہ صحیح روایات میں کوئی بات ایسی موجود نہیں جس کی تاویل ہو سکے یعنی اگر روایت صحیح ہوگی تو اس کی تاویل ممکن ہوگی (توجہ طلب جملہ ہے یعنی) اگر روایت کی تاویل ممکن نہ ہو تو روایت صحیح نہ ہوگی اسے رد کر دیا جائیگا یہ صرف نظریہ نہیں عقیدت نہیں واقعہ ملاحظہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ الفاروق بین الحق والباطل کی عدالت میں حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا: اقض بینی و بین ھذا الکاذب الاثم الغادر الخائن۔ یہ روایت صحیح مسلم کی

ہے۔ نووی شرح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ علامہ نووی تشریح فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ قاضی عیاضؒ مازری کا قول نقل فرمایا کہ یہ الفاظ کہنا حضرت عباسؓ کے شایانِ شان نہیں۔ حضرت علیؓ اس سے بہت بلند ہیں گو ہم صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام و غیر ہم حضرات انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے قائل ہیں۔ لکنا مامورون بحسن الظن بالصحابة رضی الله عنهم اجمعین و نفی کل رذیلة عنهم۔ لیکن صحابہ کرامؓ کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے اور ان سے اوصاف رذیلہ کی نفی کرنے کا حکم ہمیں دیا گیا ہے۔ لہٰذا جب اس حدیث کی تاویل کے سارے راستے بند ہو جائیں گے تو ہم اس کے راویوں کو جھوٹا قرار دیں گے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اسی وجہ سے بعض محدثین نے اپنے نسخوں سے یہ الفاظ نکال دیئے۔ جلد ثانی نووی شرح مسلم کتاب الجہاد۔ حضرت علی کو مجروح کرنے کی بجائے مسلم شریف کے راویوں کو جھوٹا قرار دیا جارہا ہے۔

دوسری مثال: ایک حدیث اذا رئیتم معاویة علی منبری فاقتلوه۔ تم میرے منبر پر معاویہ کو دیکھو تو اسے قتل کر دو۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اسے ابن عدی نے اور مالک نے اور خطیب بغدادی نے ابوسعید، عبداللہ بن مسعود اور جابر رضی اللہ عنہم سے مرفوعی اور عمرو بن عبید نے حسن بصری سے مرسل روایت کیا ہے۔ بدا البدا بته و النهاية۔ اس کثرت طرف کے امام جلیل محدث کبیر اور مورخ شہیر حضرت ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ و هذا الحدیث کذب بلاشك۔ یہ حدیث بلا شک وشبہ جھوٹ ہے۔

غور فرمایئے حدیث قریباً نصف درجن سندوں سے مروی ہے مرفوع بھی ہے مرسل بھی ہے مگر چونکہ ایک جلیل القدر صحابی رسول حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف ہے لہٰذا بلا شک وشبہ مردود کذب اور وجعل ہے۔

خروج حسینؓ کی بحث:

اقول بتوفیق الله تعالیٰ و ینصره اعوذ باالله من الشطین الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم و ان طائفتن من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدها علی اللغری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر الله فان فاءت فاصلحو ابینها بالعدل و اقسطوا ان الله یحب المقسطین۔

ترجمہ: فتح محمدؒ۔ اور اگر مؤمنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو اور اگر ایک فریق دوسرے سے زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف

روایات کا منشاء یہ ہے کہ تطہیر حضرات علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بھی شامل ہے۔ اور یہ اہل بیت بھی ہیں اور نبوی خواص بھی ہیں اور آل بھی ہیں اللہ کی صلوۃ برکات کا ان پر نزول بھی ہوتا ہے صرف صحابی نہیں جزوی فضائل کی طرف بھی ذرا توجہ فرمائیں۔ یہ منقبت وہ ہے جو قرآن مجید کی آیت کے تحت بیان کیے گئے ہیں۔

سورۃ دھر آیت سوم : ان الابرار شربون من كأسى كا مزاجها كافورا عينا يشرب بها عباد الله يفجرونها تفجير ا۔ اس آیت کے نقل کرنے کے بعد شاہ اسماعیل شہید منصب امامت میں فرماتے ہیں کہ یہاں عباد اللہ سے مراد حضرت مرتضیٰ اور حضرت زہراؓ اور امامین شہیدین ہیں۔ ص 75/76 آئینہ ادب لاہور۔ اس آیت سے نفوس اربعہ کا انجام اُخروی کا بیان کرتا ہے۔

آیت تطہیر تفسیر مدارک و خازن : فيه دليل على ان نساء من اهل بيته و قال عنكم لا نه اريد الرجال و النساء من آله۔ الخ۔ خازن میں ہے و ذهب ابو سعيد خدرى و جماعة من التابعين منهم مجاهدو قتاده و غير هم الى انهم على فاطمه و الحسن و الحسين رضى الله عنهم يدل عليه ماروى عن عائشه ام المؤمنين قالت خرج النبى صلى الله عليه واله وسلم ذات غداة و عليه مرط مرجل من شعر اسود مجلس فاتت فاطمه فا داخلها فيه ثم جاء على فا دخله فيه ثم جاء الحسن فادخله فيه ثم جاء الحسين فا دخله فيه ثم قال انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهر كم تطهيرا اخرجه مسلم المرط الكساء۔ المرحل۔ بالحاء المنقوش عليه صور الرحال و بالجيم المنقوش عليه صور الرجال۔ تو لفظی تحقیق ہے عن امن سلمة قالت ان هذه الايت نزلت فى بيتها انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهر كم تطهيرا۔ و قالت انا جالسة عند الباب فقلت يا رسول الله صلى الله عليه واله وسلم الست من اهل البيت فقال انك على خير انت من ازواج النبى صلى الله عليه واله وسلم قالت و فى البيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم و على و فاطمة و حسن و حسين فجللهم بكساء و قال اللهم هولاء اهل بيتى فا ذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا۔ اخرجه ترمذى و قال حديث صحيح غريب عن انس بن مالك رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله واله وسلم كان يمربباب فاطمة

رضی الله عنه الحجاج بن مسروق الجعفی فاذن خخرج الحسین رضی الله عنه فی ازار و رداء و نعلین مخظب الناس من اصحابه و اعدئه واعتذراليهم فی هجیئه هذا الی ههنابانه قد کتب الیه اهل الکوفة انهم لیس امام وان انت قدمت علینا بایعناک و قاتلنا معک - الخ۔ مجالس ص 122/123 ایضاً۔ فلما کان وقت العصر صلی بهم الحسین ثم انصرف وخطبهم و حثهم علی السمع والطاعة له وخلع من عاداهم من الادعیاء السائرین فیکم بالجود فقال الحر انا لاندری ماهذه الکتب و لا من کتبها فحضر الحسین خرجین لموئین کتبا فنشر هابین یدیه و قراء منها طائفة - الخ۔

دیکھا یہ حال کوفہ والوں کا تھا یہ دارالخلافہ علیؓ و حسنؓ کا ہے جسے دوسری حیثیت حاصل ہے لہذا اس دارالخلافہ میں یزید کی حکومت نہ تھی مدینہ طیبہ والوں نے تو والی مدینہ از یزید کو سرے سے نکال دیا تھا جس کی پاداش میں انہیں 63ھ میں جنگ حرہ کی صورت میں یزید نے دی جیسا کہ علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں۔ 63ھ میں یزید کو خبر پہنچی کہ اہل مدینہ اس پر بغاوت کیا چاہتے ہیں اور اسکی بیعت سے انکار کرتے ہیں۔ دارالخلافہ اول مدینہ طیبہ نے بھی یزید کو رد کر دیا تو خلافت یزید جو تو یہ مجمع علیہ بھی نہ ہوئی صرف شامی نوجوان یزید کے ہمراہ ہوئے اس وقت امام حسین کا فرض تھا کیونکہ حدیث مبارک ہے اخرج الطبرانی عن فاطمہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اما حسن فله هیبتی وسؤددی و اما حسین فان له جرءتی وجودی - ص 191۔ وامام حسین فان له جرءتی کے الفاظ کو دیکھیں کہ جرأت نبوی کا تقاضا کیا ہے۔

امیر عزیمت سیدنا حسینؓ:

شریعت مقدسہ کے احکام دو قسم پر مبنی ہیں۔ (1) عزیمت کہلاتے ہیں قسم دو رخصت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان یہ رخصت پر اباحت واجازت کی دلیل ہے جس طرح کہ حضرت عمارؓ کامل الایمان تھے اور انہوں نے اکراہ کی حالت میں تلفظ بالکفر کیا تو اسے پر یہ آیت نازل فرما کر حضرت عمار بن یاسر کے حق میں صفائی بیان فرما دی اور حضرت عمار کے کامل الایمان ہونے کا گویا اعلان فرمایا۔ خلاصہ یا تفسیر جو سمجھیں اس طرح ہے کہ ایک مسلمان کافروں یا ظالموں کے نرغہ میں آ جاتا ہے اور وہ اس کو کلمات کفریہ کہنے پر مجبور کرتے ہیں اور بصورت دیگر اس کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں کہ تجھے مار دیا جائیگا یا تیرے عزت آبرو لوٹ لی جائیگی یا تیرا مال چھین لیا جائیگا اور وہ مسلمان بھی قومی آثار وعلامت سے یہ سمجھتا ہے کہا گر میں ان کے کہنے کے مطابق کلمات کفریہ نہیں کہونگا تو واقعی ان کے ظلم و

ستم کا شکار ہو جاؤنگا اگر کہلاونگا تو بچ جاؤنگا تو اس بے بسی کے عالم میں شریعت اسکو اجازت دی ہے کہ وہ ان کے ظلم وستم سے بچنے کیلئے زبان سے کفریہ کلمات کہہ دے مگر شرط یہ ہے کہ وقلبہ مطمئن بالایمان یعنی اس کا دل ایمان وحق پر مطمئن ہو۔ اس کا نام ہے رخصت۔

تعریف عزیمت: اگر وہ ظالموں اور کافروں کے سامنے حق اور ایمان پر ڈٹ اور ساحران موسیٰ علیہ السلام کی طرح آنکھ میں آنکھ ملا کر ظالم کو فاقض ما انت قاض کرلے جو کچھ تم نے کرنا ہے انما تقضی فی ھذہ الحیوۃ الدنیا جو کچھ تم کرو گے اسی حیاتی دنیا میں ہی کرو گے۔ آخر ایک دن مرنا ضرور ہے۔ زندگی ہمیشہ کیلئے تو ہے نہیں پھر دھمکیاں کس چیز کی اور کس وجہ سے اس نکتہ کو سمجھ کر ان کے ظلم وستم کو برداشت کرے اور زبان پر کلمات کفریہ نہ لائے لا تشرک باللہ ان قتلت او رقت یہاں او صلبت او کما قال یہاں تک کہ جان دیدے تو وہ مجاہد بھی شہید بھی ہے بلکہ عام جہاد سے بالا اسکو اصول نبوی اپنے پاک لسان مبارک کے ذریعہ افضل جہاد فرماتے ہیں یہ عزیمت ہے اور یہ رخصت سے افضل ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں اما ماتفوہ بعض الجھلة من ان الحسین کان باغیا فباطل الخوارج من الجھادة۔ یہ جو بعض جاہلوں نے افواہ اڑائی ہے کہ حسینؓ باغی ہے تو اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک باطل ہے۔ شاید یہ خوارج کے ہذیانات ہیں جو دین سے خارج ہیں یعنی بٹے ہوئے ہیں۔ قاری ص 82۔ قتل حسین بشرع جدہ حسین کو ان کے نانا کی شرع کے مطابق قتل کر ڈالا گیا۔ دعوی رشید ص 123۔ کیسے کافور ہو گیا الحمد للہ مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ کی عبارت سے حسین کے مقابلہ میں یزید کو ترجیح دینے والے کا جاہل ہونا ثابت ہوتا ہے یہ عقیدہ خوارج کے ہذیانات سے اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ عقیدہ باطل ہے۔ لیکن اھل السنۃ والجماعۃ جو بھی ہوگا حسینؓ ہوگا یزیدی نہ حسینی بن سکتا ہے نہ اھل السنۃ والجماعۃ کا فرد بن سکتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ عزیمت جرأت نبوی اور ہمت وشجاعت قلب کے عامل تھے اور جس چیز کو وہ حق سمجھتے تھے اس پر جان دیدینی گوارہ کی مگر باطل کے آگے سر جھکانا گوارہ نہ کیا باوجود یہ کہ بے یارومددگار اکیلے باطل کے مقابلہ میں آگئے اور شہادت عظمیٰ کے مقام پر جا پہنچے۔ جن کی عقل صحیح ہے نبوی مقام کا کچھ پاس ولحاظ موجود ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ فرعون کے بلائے ہوئے طماع وحریص جادوگر جب نگاہ موسوی کا شکار ہو جاتے ہیں فرعون کو ذرا برابر بھی خاطر میں نہیں لاتے اور بھلے مانس حسین ساحران موسیٰ علیہ السلام سے بھی گئے گذرے ہیں اور تاثیر نگاہ سید الانبیاء والامم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر نگاہ موسیٰ علیہ السلام سے بھی گئی گذری ہوگئی۔ پلیت

تنقیص حسینؓ موجب لعنت ہے:

حدیث مبارک ہے عن عویمر بن ساعدة رضی الله عنه انه صلی الله علیه واله وسلم قال ان الله اختارلی و اختارلی اصحابا۔ فجعل لی منهم وزراء و انصاراً و اصهاراً فمن سبهم فعلیه لعنته الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منهم یوم القیمة صرفا ولا عدلا۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا پھر میرے لیے اصحاب چن لیے پھر ان میں سے میرے وزیر (شیخینؓ) اور انصار بنا دیئے اور میرے سسرال (شیخین اور ابو سفیانؓ) بھی بنا دیئے جو ان کی شان گھٹائے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی (لوگوں میں کفار اور مقتولین بدر بھی شامل ہوں گے) کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نہ فرض قبول کریگا نہ نفل (مجالس طبرانی الحاکم)۔ عن ابن عمرؓ اذا رئیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنته الله علی شرکم ۔(الخطیب) ترجمہ: جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرامؓ کی تنقیص شان کرتے ہوں تو ان کو کہدو کہ اس شر کی وجہ سے تم پر اللہ کی لعنت ہو۔

حسینؓ قرآن میں:

آل عمران کی آیت مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ۔ الخ۔ کے تحت دو حوالے بیان القرآن اور تفسیر عثمانی کے گذر چکے ہیں۔ اب تفسیر روح المعانی۔ (جلد 2 ص 188)۔

و قد کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خرج و معد علی و الحسن والحسین و فاطمة ۔ الخ۔ (2) لما رئ رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مقبلا و معه علی وفاطمه والحسنان رضی الله عنهم قال یا معشر النصاری انی لاری وجوها لو سالوا الله تعالیٰ ان یزیل جبلا من مکانه لازاله فلا تباهلو و تهلکوا۔ حوالہ نمبر دوم۔ تفسیر مدارك التنزیل و حقائق التاویل (ص 258) فاتوا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم و قد غدا محتضنا للحسین آخذ بید الحسن و فاطمه تمشی خلفه و علی خلفها۔ الخ۔ حوالہ نمبر 3۔ تفسیر خازن جلد 1 ص 258. فاتوا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وقد احتضن الحسین و اخذ بید الحسن و فاطمة تمشی و علی یمشی خلفها ۔ الخ۔

والعدوان فلم یغیرو ما علیه یفعل ولا قول کان حقا علی الله ان یُدخله مدخله الاوان هؤلاء قد نرموا طاعة الشیطان و ترکوا طاعة الرحمن واظهرو الضاد وعطلوا الحدود واستأثیروا بالفیٔ واحلوا حرام الله و حرموا حلاله و انا الحق من غیری و قد اتتنی کتبکمه ورسلکم ببیعتکم و انکم لا تسلمونی ولا تخربونی فان اقمتم علی بیعتکم تصیبوا رُشد هم و انا الحسین بن علی و ابن فاطلمت بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

ترجمہ: اے لوگو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسے ظالم بادشاہ کو دیکھے (1) جس نے اللہ کے عہد کو توڑ دیا ہو۔ (2) رسول اللہ صلی اللہ کی سنت کی مخالفت کی ہو (3) اللہ کے بندوں میں گناہ (4) اور ظلم کے ساتھ عمل کرتا ہو۔ پھر وہ شخص اپنی قوت وطاقت کی حد تک نہ بدلے تو اللہ تعالیٰ کو حق حاصل ہے کہ اس کو اس (بادشاہ کے) داخل ہونے کی جگہ داخل کردے (یعنی جہنم میں) خبردار ہو جاؤ بیشک ان لوگوں نے (5) شیطان کی اطاعت کو لازم پکڑ لیا ہے اور (6) رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے اور (7) فتنہ فساد برپا کردیا ہے (8) اور حدود شرعی کو معطل کردیا ہے اور (9) محاصل کو اپنے لیے خرچ کرتے ہیں (10) اللہ کی حرم کردہ باتوں کو حلال (11) اور حلال کو حرام قرار دیا ہے لہٰذا میں بنسبت کسی اور شخص کے ان کے خلاف جہاد کرنے کا زیادہ حقدار ہوں اور بیشک میرے پاس تمہارے (ایک دن میں چھ (600) خطوط آپ کی خدمت میں پہنچے اور بالآخر ان کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی) خطوط اور قاصد آئے کہ تم میری بیعت کرو گے اور ہر طرح میرا ساتھ دو گے اور مجھے چھوڑو گے نہیں پس اگر تم میری بیعت پر قائم رہو تو ہدایت پاؤ گے میں حسین بن علی اور ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ ص 139/140 ش۔او۔

حوالہ دوم ابن خلدون: امام الحسین فلنه لی ظهر فسق یزید عند الکافة من اهل عصره بعثت شیعة اهل البیت بالکوفة للحسین ان یاتیهم فیقو موا بامره فرابی الحسین رضی الله عنه ان الحروج علی یزید متعین من رجل فسقه۔ الخ۔ لیکن حسینؓ کو جب یزید کا فسق وفجور اس کے دور کے سب لوگوں کے نزدیک نمایاں ہوگیا تو کوفہ کی اہل بیت کی جماعت نے حضرت حسینؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اہل کوفہ کے پاس تشریف لے آئیں تو وہ سب ان کی اطاعت میں کھڑے ہو جائیں گے تو اس وقت حضرت حسینؓ نے سمجھ لیا کہ اب یزید کے خلاف کھڑے ہو جانا متعین ہے اس کے فسق کیوجہ سے۔

باقی صحابہ نے خروج کیوں نہ کیا:

اس دور کے تمام لوگوں میں (کے نزدیک) یزید کا فسق مسلم تھا جس کے مقابلہ کیلئے سبط رسول ابن بتول رضی اللہ عنہا اپنی قلبی عزیمت کی بناپر کھڑے ہوگئے باقی دیگر صحابہ کا حال جس طرح پہلے گذر چکا ہے رخصت پر عمل رہا دیکھیں ابن خلدونؒ کی وضاحت و ما حدیث فی یزید ما حدث من الفسق اختلف الصحابه حنیئذ فی شأنه فمنهم من رای الخروج علیه و نقض البیعة من اجل ذالك كما فعل الحسین و عبدالله بن الزبیر و من تبعهما فی ذالك و منهم من اباه لما فيه من اشارة الفتنة و كثرة القتل مع الفجر عن الوفاء به لان شوكة يزيد مئذهى عصابة نبى امية ـ الخ۔ ترجمہ: جب یزید میں وہ بات پیدا ہوئی تھی یعنی فسق و فجور تو صحابہ اس کے بارہ میں مختلف ارائے ہو گئے بعضوں نے اس کے خلاف کھڑے ہو جانے اور اس کی بیعت توڑ دینے کو ضروری سمجھا۔ فسق کی وجہ سے جیسا کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ ابن الزبیر اور ان کے بڑوں نے کیا۔ اور بعض نے فتنہ اور کثرۃ قتل کے خطرات اور اس کی روک تھام سے عجز محسوس کرنے کیوجہ سے اس سے انکار کیا کیونکہ اس دور میں یزید کی شوکت وقوت بنی امیہ کی عصبیت تھی۔ الخ۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکة فرمان آیا ہے جب تک غلبہ کی صورت یقینی نہ ہو قتال نہیں کرنا چاہیے۔ سبط رسول سیدنا حسین ابن بتول رضی اللہ عنہ کو اپنے زعم میں دونوں شرائط (1) اھلیت اور شوکت وقوت کا یقین تھا جب کہ ابن خلدون نے لاسیما من له القدرة علی ذالك و ظنها من نفسه باهلية و شوكه بالخصوص اس شخص کیلئے جسے کھڑے ہونے کی قدرت حاصل ہو جائے اور اھلیت بھی موجود ہو اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے اندر اس قوۃ اور قدرت کا ظن غالب پیدا ہو گیا تھا مع اپنی اھلیت کے تو پھر سبط رسول سیدنا حسین ابن بتولؓ یہ کیسے فرما سکتے تھے کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیدوں یا یہ کیسے فرما سکتے تھے کہ میں اس سے اپنا معاملہ خود طے کرلوں جیسے میرے بھائی حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہؓ سے برادران اہل سنت والجماعۃ حضرت امیر الشہیر بالحق والاتعالیٰ امیر معاویہ بن ابی سفیان صحابی نجوم ہدایت اور مطہر دعا نبوی اللھم رجعله ھادیا و مھدیا تھے ان سے معاملہ طے کرنا عین ثواب تھا۔ (2) نیز امام حسن رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال بعد نبی علیہ السلام کی ہے خلافت سنبھال لی جب مدت تیس سال مکمل ہوگئی تو اپنے خلافت راشدہ کے ختم ہوتے ہی خلافت سے دستبردار ہو گئے مگر بتائیے یزید کے دور میں کونسی

ایسی بات تھی کہ سبط رسول سیدنا حسین ابن بتول رضی اللہ عنہا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ کی طرح معاملہ طے کرتے۔

انکشافِ حقیقت:

عن عقبہ بن سمعان قال لقد صحبت الحسین رضی اللہ عنہ من مکۃ الی حسین قتل واللہ ما من کلمۃ قالہا فی موطن الا وقد سمعتہا وانہ لم یسال ان یذہب الی الیزید فیضع یدہ الی یدہ۔ (1) ولا ان یذہب الی ثغر من الثغور اب ملاحظہ فرمائیں۔ ولکن طلب منہم احد امرین اما ان یرجع من حیث جاء (2) واما ان یدعوہ یذہب فی الارض العریضۃ حتی ینظر ما یصیر امر الناس الیہ سجلماسی۔ ص130 جلماسی ورشید نعمانی ص190۔

اب حوالہ کی عبارت بھی ملاحظہ ہو۔ فواللہ ما اعطاہم ما تینا کربہ الناس من انہ یضع یدہ فی ید یزید ولا ان یسیروہ الی ثغر من ثغور المسلمین ولکنہ قال دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ اودعونی ذہب فی ہذہ الارض العریضۃ ننظر الی مایصیر الیہ امر الناس فلم یفعلوا۔ خدا کی قسم انہوں نے کسی وقت بھی لوگوں سے یہ نہیں کہا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں رکھ دونگا اور نہ یہ کہ مجھے تم مسلمانوں کی کسی سرحد تک لے چلو۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ مجھے چھوڑ دو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں یا مجھے اس وسیع وعریض زمین میں کہیں نکل جانے دو حتی کہ ہم دیکھ لیں کہ لوگوں کا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔

محمد حضری کی تحقیق ولیس بصحیح انہ عرض علیہم ان یضع یدہ فی ید یزید فلم یقبلوا منہ تلک العودۃ۔ الخ ا۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے لشکر کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ بیعت کیلئے یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کیلئے تیار ہیں مگر ان لوگوں نے آپ کی یہ پیشکش قبول نہ کی۔

ہاتھ میں ہاتھ دینے والی روایت کا تجزیہ:

یہاں سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے کہ کیا سبط رسول سیدنا حسین ابن بتول رضی اللہ عنہما نے اپنی زندگی کے کسی دور میں بھی یزید کی خلافت منعقد ہونے پر اپنی رضامندی ظاہر کی۔ یہ سب سے پہلا اور اہم سوال ہے (2) سب سے پہلے جب یزید کی ولی عہدی کی تقریب عمل میں آئی تو کیا سبط رسول سیدنا حسین ابن بتول رضی اللہ عنہما نے اس کی ولی عہدی کی بیعت کی (3) اور اسکو درست بتایا (4) پھر جب امیر الشہیر بالحق والایقان امیر معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کی وفات پر یزید کے عامل مدینہ

ولید بن عقبہ نے آپ سے بیعت کا مطالبہ کیا تو کیا آپ نے اس مطالبہ کو منظور فرمایا۔(5) کیا آپ نے مدینے طیبہ کو صرف اسی بناء پر خیر باد نہیں کہا کہ یزید کے مقرر کردہ عامل مدینہ کی طرف سے اس سلسلہ میں آپ پر ناجائز دباؤ ڈالا جا رہا تھا۔

کیونکہ یزید کا خط تھا: اما بعد فخذ حسینا وعبداللہ بن عمر وعبداللہ بن الزبیر بالبیعۃ اخذا شدیدا لیست فیہ رخصۃ حتی یبایعوا والسلام۔ کیا آپ اسی وجہ سے وہاں سے چل کر حرم مکہ میں نہیں آگئے تھے۔ حرم مکہ میں بھی آپ نے یزید کی بیعت پر کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی اظہار رضامندی کیا تھا جب یہ سات صورتیں مسلم ہیں تو پھر اخیر وقت میں سبط رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت پر کس طرح راضی ہو گئے جبکہ وہ اس بیعت کو بیعت ضلالت بھی سمجھتے ہوں (الفصل فی الملل والاھواء والنحل) جس طرح کہ پہلے گذر چکا ہے۔ جبکہ

سبط رسول نجباء اور رقبا صحابہ میں ہیں:

مشکوٰۃ الفصل الثالث حدیث اول میں بحوالہ ترمذی روایت موجود ہے کہ عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان لکل نبی سبعۃ نجباء و رقباء اعطیت انا اربعتہ عشرۃ قلنا منھم قال انا (علی) و ابنای و جعفر و حمزہ و ابوبکر و عمر و مصعب ابن عمیر و بلال و سلمان و عمار و عبداللہ بن مسعود و ابوذر و المقواد نجباء کا معنی برگزیدہ رقباء کی معنی نگران احوال اشعۃ اللمعات میں ہے کہ ازیں معلوم مے شود کہ دریں چہاردہ بحسب نجابت و رقابت خصوصیتے است کہ در دیگراں نیست۔

حضرت حسینؓ صاحب روایت بھی ہیں:

اخرجہ ابطرانی عن الحسین ابن علی رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان من موجبات المغفرۃ ادخالک السرور علی اخیک المسلم۔ مغفرت کو واجب کرنے والے اعمال میں سے ایک عمل۔(2) مسند احمد و سنن ابوداود میں ایک اور حدیث مرفوعاً حسینؓ سے مروی ہے کہ ان للسائل حق وان جاء علی فرس (رحمتہ اللعالمین جلد 2 ص 117 الفیصل)۔

یہ بھی ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کو مسرور کر دے یعنی خوش کر دے۔

کفارۃ الخطایا و موجبات المغفرۃ لحامد ابراھیم احمد محمد حسین العقبی۔ ص352

کیا اب بھی سبط رسول ابن بنت رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہما سے یہ شرائط تسلیم کی جاسکتی ہیں۔

مایکون لفارن نتکلم بهذا سبحانك هذا بهتان عظیم۔

امام غزالی سے منقول حضرت کا آخری خطبہ:

آپ کا آخری خطبہ جو آپ نے میدان کربلا میں دیا۔ آپ کے موقف کو واضح کرتا ہے۔ امام غزالیؒ نے نقل فرمایا ہے اس سے بہت سارے امور کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

لما نزل القوم بالحسینؓ والقن انهم قاتلوه قام فی اصحابه خطبا بحمد الله واثنی علیه ثم قال نزل من الامر ماترون (2)۔ و ان الدنیا قد تغیرت 3 و تنکرت 4و ادبر معروفها 5وانشهرت 6حتی لم یبق منها الا کصبابة الاناء 7والاخیس (یہ لفظ مجمع الزوائد سے صحیح کر کے لکھا گیا احیاء العلوم (احیاء میں لفظ الاخیس من عیش ہے)۔من عیش كالمرعی الوبیل 8 الاترون ان الحق لایعمل 9 والباطل لایتناهی عنه 10لیرغب المومن فی بقاء الله تعالی 11و انی لااری الموت الاسعادة 12 والحیوة مع الظلمین الاجرماً ۔ج4 ص8-407 طبع مصر

کیوں نہ موت کو سعادت سمجھیں جب اس حال سے کمتر حال پر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے موت کا اختیار کرنا بہتر فرمایا ہے او اذا کان امراء کم شرار کم و اغنیا کم بخلاء کم و امورکم الی نساء کم فبطن الارضی خیر کم من ظهرها (زجاجہ ج4 ص209 بحوالہ ترمذی)۔

سنیئے عقیدہ ائمتنا الثلاثہ بحوالہ عقیدۃ الطحاوی ص68-67۔ و من احسن القول فی اصحاب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم و ازواجه و ذریاته فقد بری من النفاق ذریات میں چار بیٹیاں اور دو اسباط حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ داخل ہیں۔ ایک جگہ پر اس قبل فرماتے ہیں وحبهم (اصحاب رسول) دین وایمان واحسان (اعلیٰ درجہ کی نیکی) و بغضهم کفر و نفاق وطغیان حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض کفر نفاق اور سرکشی ہے۔ الحسنہ۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے العقیدہ میں فرمایا ہے ونشهد بالجنة والخیر للعشرة المبشرة وفاطمة وخدیجة و عائشة والحسن والحسینؓ اور ہم جنت اور بہتری کی گواہی دیتے ہیں۔ عشرہ مبشرہ کے حق میں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وہ دس اصحاب جن کو آپ نے ایک ہی مجلس میں بہشت کی بشارت دی تھی۔ خلفاء اربعہ سعید۔ سعد طلحہ زبیر ابو عبیدہ بن جراح عبدالرحمن بن عوف اسی طرح ہم فاطمہؓ اور ام المومنین خدیجۃ الکبری وام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور

حضرت حسن اور حضرت حسینؓ کے حق میں بھی جنت کی گواہی دیتے ہیں۔ امنا وصدقنا۔ اللھم ثبتنی و ثبت المسلمین آمین یاارحم الراحمین۔

حسینؓ سے رسول کی محبت:

حدیث اول: عن یعلی بن مرۃؓ انھم خرجوا مع النبی صلی اللہ علیہ والہ و اصحابہ وسلم الی طعام دعوالہ فاذا حسینؓ یلعب فی السکۃ قال فتقدم النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم امام القوم و بسط یدیہ فجعل الغلام یفرھھنا و ھھنا و یضاحکہ النبی ﷺ حتی اخذہ فجعل احدی یدیہ تحت ذقنہ والاخری فی فاس راسہ فقبلہ و قال حسین منی و انا من حسین احب اللہ من احب حسینا اخرجہ السجلماسی ۔بحوالہ ابن ماجہ۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ایک دعوت پر نبی علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے۔ امام حسینؓ ایک گلی میں کھیل رہے تھے۔ آپ نے تمام جماعت سے آگے ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلا دیا (تا کہ حضرت حسینؓ کو پکڑیں) بچہ ادھر اُدھر بھاگتا رہا نبی علیہ السلام ہنستے رہے یہاں تک کہ حضرت حسین علیہ السلام کو پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ نبی علیہ السلام نے ٹھوڑی کے نیچے اور ایک ہاتھ سر کے اوپر رکھ کر حضرت حسینؓ کو بوسہ دیا اور فرمایا حسینؓ مجھ سے اور میں حسینؓ سے ہوں اللہ اس شخص کو محبوب رکھے جو شخص حضرت حسینؓ سے محبت کرے۔

(2) عن ابی ہریرہؓ قال رئیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یمص لعاب الحسین کما یمص الرجل التمر (بحوالہ نور الابصار۔ ص۔ او) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے سبط سیدنا حسینؓ کے منہ کا لعاب اس طرح چوستے تھے جس طرح کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

(3) حضرت زید بن ابی زیادؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سیدہ طاہرہ فاطمہ کے گھر کے دروازے کے پاس سے گذرے اور حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا بیٹی! اسے رونے نہ دیا کرو۔ الم تعلمی ان بکاء ہ یؤذینی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے (بحوالہ تشریف البشر و نور الابصار ص۔ او)۔ اخرج السجلماسی عن علی بن الحسین بن واقد حدثنا ابی حدثنا ابو غالب عن ابی امامہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لنسائیہ لا تبکو اھذا یعنی حسینا۔ ص 234۔

(4) ایک اور حدیث جسے علامہ طحطاوی (شیخ احمدؒ) حاشیہ طحطاوی علے مراقی الفلاح میں لائے ہیں۔ (شیخ احمد طحطاوی سے ہماری سند متصل مسلسل ہے جس طرح کہ علامہ سید محمود آلوسیؒ سے

ہماری سند متصل مسلسل ہے۔ من خاتم المحد ثین از شاہ محمد اسحاق از سید نعمان آلوسی عن علامہ سید محمود آلوسی مفسر قرآن صاحب تفسیر روح المعانی اسی طرح من خاتم المحد ثین عن علامہ حسین الجسر الطرابلسی شامی آفندی عن عبدالقادر الدجانی الیافی عن محمد الجسر والدہ و شیخ والدہ محمد بن حسن الکیتی کلاھما عن امیر کبیر ابی عبداللہ محمد بن محمد عن السید احمد طحطاویؒ)۔ تحت لفظ مابین السرة و منتهى الركبة الى ان قال و فى لفظ الرجل اشارة الى ان الصبى ليس كذالك قال فى السراج الصغير جدا لا تكون له عورة ولا باء س بالنظر اليها ومسها۔ اب حدیث کے الفاظ دیکھیں۔ لان النبى ﷺ كان يقبل ذكر الحسن والحسين فى صغرهما و كان ياخذ من احدهما ذكره و يجره والصبى يضحك كذا فى الفتاوىٰ۔ ص 131۔ عورت الرجل کی بحث میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت حسنین کریمین چھوٹے تھے آپ اُن کے ذکر کو بوسہ دیتے تھے اور ان کے ذکر کو کھینچتے تھے اور بچے ہنستے تھے (حسنین کریمین)۔

اختصار کے پیش نظر ترک کیا جاتا ہے ورنہ کتب احادیث محبت حسنین کریمین سے بھری پڑی ہیں۔

حسینؑ بزبان رسول ﷺ:

عتل بعد ذالك زنيم ۔ تحت مزاج ہو اس کے علاوہ حرام زادہ ہو۔ ترجمہ تھانویؒ۔ تفسیر عثمانی میں ہے کہ زنیم کے معنی بعض سلف کے نزدیک ولد الزنا اور حرامزادے کے ہیں جس کا فرعی نسب ہے یہ آیتیں نازل ہوئیں وہ ایسا ہی تھا۔ انتھی۔ الاعتبار والتاویل کے تحت اس سے ایک اصول اخذ کیا جا سکتا ہے کہ محبوبان الٰہی (خصوصاً اصحاب کرام اہل بیت نبوی وآل اطہار کا بےادب و گستاخ ایسا ہی ہوگا جب تک نطفہ میں فرق نہ ہو بےادبی اور گستاخی مذکورہ ہستیوں کی نہیں ہو سکتی۔ وله شاهد فى الحديث۔ اخرج ابو الشيخ والديلمى من لم يعرف حق عترتى و الانصار و العرب فهو لاحدى ثلاث اما منافق و اما ولدزانية واما امرؤ حملت به امه فى غير طهر ۔ یعنی جو شخص میری عترت اور انصار اور عرب کا حق نہیں پہچانتا اس میں تین نقائص میں سے کوئی ایک ضرور ہوگا یا منافق ہوگا یا ولد الزنا ہوگا یا پھر اس کی والدہ حیض میں ہمبستری سے حاملہ ہوئی ہوگی۔ او کما قال تفسیر روح المعانى (زنيم) دعى ملحق بقوم ليس منهم كما قال ابن عباسؓ و المرادبه ولدالزنا اور حضرت عکرمہ کا شعر بھی ہے:

زنيم ليس يعرف من ابوه

بغى الام ذو حسب لئيم

نیز روح المعانی میں یہ بھی ہے انما کان ھذا اشد المعائب لان الغالب ان النطفة اذا خبث خبث الناشئ منها و من ثم قال صلی اللہ علیه وسلم فرخ الزنا (ای ولدہ) لایدخل الجنة فهو محمول علی الغالب فانه فی الغالب لخباثة نطفة یکون خبیثا لاخیر فیه اصلا فلا یعمل عملا یدخل الجنة ۔ اس تحریر کا خلاصہ و ترجمہ یہ ہے کہ زنیم وہ ہے جو اس قوم سے ہونے کا دعویٰ کرے جس میں سے نہیں ۔ اس سے مراد ولد الزنا ہے جیسا کہ شعر ہے کہ زنیم وہ ہے جس کا باپ نہ معلوم ہو یہ لفظ زنیم سخت عیب ہے اغلب یہی ہے کہ نطفہ پلید ہو تو افعال بھی پلید ہی ہوتے ہیں اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ولد الزنا بہشت میں داخل نہ ہوگا یہ غالب پر محمول ہے غالباً جس کا نطفہ خبیث ہو خود بھی خبیث ہوتا ہے اس میں اچھائی عموماً نہیں ہوتی ۔ اس لیے عموماً وہ بہشتیوں والے عمل نہیں کرتا ۔ نیز جب حرامی اور ولد الزنا ہوگا اس کافر کی طرح تو اس کے افعال میں بھی تو مشترک ہوگا وہ ہے گستاخی ۔ درحق خاصان و محبوبان خدا تو من عادی لی ولیا فقد اذنته للحرب و فی روایة ابن عمر من عادی لی ولیا فقد بارز اللہ بالمحاربة الحدیث فتاوی الحدیثیة میں ہے ویکفی فی عقوبة المنکر علی الاولیاء قوله صلی اللہ علیه وسلم فی الحدیث من عادی لی ولیا فقد اذنته للحرب ای اعلمته انی محارب له و من حارب اللہ لایفلح ابدا و قد قال العلماء لم یحارب اللہ عاصیا الا المنکر علی اولیاء اللہ و آکل الربا و کل منهما یخشی علیه خشیة قریبة جدا من سوء الخاتمة و لا یحارب اللہ تعالی الا کافر اقل عقوبة المنکر الصالحین ان یحرم برکتهم قالو اویخشی علیه سوء الخاتمه ۔ الخ ۔ منکرین اولیاء کیلئے وہی عذاب کافی ہے جو صحیح حدیث قدسی میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اس سے میں اعلان جنگ کرتا ہوں یعنی میں نے اسے بتا دیا ہے کہ میں اس سے جنگ کرونگا جس نے خدا سے جنگ کی وہ کبھی نجات نہ پائیگا اور علماء امت نے کہا ہے کہ محارب خدا تعالیٰ صرف دو ہیں ایک منکر اولیاء اور دوسرا سود خور اور ان میں سے ہر ایک کے متعلق خطرہ ہے کہ ایمان ضائع کر کے مرے گا ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ سے جنگ تو کافر کرتا ہے اور بہت کم عذاب منکرین اولیاء کیلئے یہ ہے کہ ان کی برکت سے محروم ہیں اور سوء خاتمہ کا خوف ہے ۔ ص 91-90 دلائل السلوک ۔

حدیث : عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعلی و فاطمہ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربھم و سلم لمن سالمھم لاحمد انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم ۔ ترمذی ۔ نبی کریم ﷺ نے

ان چار اشخاص کیلئے فرمایا ہے کہ جوان سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کرونگا۔ اور جوان سے مصالحت کرے گا میں اس سے مصالحت کرونگا۔ فتاوی حدیثیہ کی بات اس حدیث سے سمجھ آچکی ہوگی و مار میت اذ رمیت ولکن الله رمی۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون الذین الله فوق ایدیھم۔

حدیث :قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول ان الحسن والحسین هما ریحانتا ی من الدنیا ۔حسنین کریمینؓ میرے دنیا میں دو پھول ہیں 3۔ عن العیز ارین حدیث قال بینما عمر و بن العاص فی ظلل الکعبة اذ رائ الحسین مقبلا فقال هذا احب اهل الارض الی اهل السماء الیوم قال الحکیم القیغر هذا الموقوف فی حکم المرفوع ۔حضرت عمرو بن عاص کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے کہ حضرت حسینؓ تشریف لائے جب عمر بن العاص نے انہیں آتے دیکھا تو فرمایا کہ اہل زمین میں سے اس وقت اہل السماء کو یہی شخص بہت زیادہ محبوب ہے (4)۔عن جعفر بن محمد عن ابیه انه قال ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم بایع الحسن والحسین و عبدالله بن عباس و عبدالله بن جعفر و هم صغار لم یبلغو و الم یبایع صغیرا الا منا۔ کسی چھوٹے بچے کی بیعت نبی علیہ السلام نے نہیں لی مگر ان چار بچوں کی حسنین کریمین وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن جعفر۔(5)عن ابی هریره قال رئیت النبی صلی الله علیه واله وسلم و قد اخذ بیدالحسین بن علی و قد و ضع قدم الحسین علی ظهر قدمیه و هو یقول ترق عین بقة ترق عین بقة ۔حضرت حسینؓ کا ہاتھ نبی اکرم ﷺ پکڑے ہوئے اور حضرت حسین کے قدم نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے قدموں پر تھے آپ انہیں نہایت پیار سے فرما رہے تھے چڑھ جاؤ عین بقہ ۔عین بقہ ۔(6) نبی علیہ السلام کی دُعا۔قال رسول ﷺ احب الله من احب حسینا حسین سبط من الاسباط ۔اللہ تعالیٰ محبوب رکھے اس شخص کو جو حضرت حسین سبط رسول ابن بتولؓ کو محبوب رکھے حسین تو اسباط میں سے سبط ہے۔ والاسباط کا لفظ پہلے سپارے کے آخری رکوع میں بھی آیا ہے۔شاید آپ ان سے ہی مشابہت فرما رہے ہوں۔

حدیث 7:حضرت سیدنا حسینؓ اہل بہشت سے ہیں جو زمین پر چل رہے ہیں۔عن جابرؓ انه قال من سره ان ینظر الی رجل من اهل الجنة فلینظر الی الحسین بن علی فانی سمعت رسول صلی الله علیه واله وسلم یقوله۔

حدیث (8) :حسنین کریمینؓ سید ﷺ ہیں۔ عن اسامه بن زیدؓ قال طرقت

النبی ﷺ ذات لیلة فی بعض الحاجة فخرج النبی صلی الله علیه واله وسلم وهو مشتمل علیٰ شئ لا ادری ماهوا علما فرغت من حاجتی قلت ماهذا الذی انت مشتمل علیه قال فکشفه فاذا حسن و حسین علیهما السلام علی ورکیه فقال هذا ابنای و ابنا ابنتی اللهم انی احبهما و احبهما و احب من یحبهما۔ ساتھ دُعا بھی فرمادی کہ حسنین کریمین کو جو بھی محبوب رکھے۔ اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے۔

حدیث (9) :عن جابرؓ بن عبداللهؓ قال رئیت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فی حجته یوم عرفة وهو علی ناقة القصواء یخطب فسمعته یقول یا ایها الناس انی قد ترکت فیکم ما ان آخذتم به ان تضلو کتاب الله و عترتی اهل بیتی و فی روایة انی تارك فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلو ا بعدی احد هما اعظم من الاخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظرو اکیف تخلفو نی فیهما۔ اس حدیث کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

حدیث (10) : وروی احمد من احبنی و احب هذین یعنی حسنا و حسینا وباهما و امهما کان معی فی درجتی یوم القیمه ورواه الترمذی بلفظ کان معی فی الجنة تشریح لیس المراد بالمعیة هنا المعیت من حیث المقام بل من جهة رفع الحجاب نظیر ما فی قوله فاؤلئك مع الذین انعم الله علیهم من النبین و الصدیقین والشهداء و الصالحین و حسن اولئك رفیقا۔ ترجمہ خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص حسنین کریمؓ سے اوران کے والدین سے اور نبی علیہ السلام سے محبت کرے گا نبی علیہ السلام کے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ اس جگہ مقام نبوت میں معیت نبویؐ مرادنہیں بلکہ نبی علیہ السلام سے لیکر محب الحسن والحسین تک حجابات اُٹھادیئے جائیں گے۔

حدیث (11) : اخرج الترمذی عن انسؓ قال احب اهل بیتی الی الحسن والحسین ۔اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب مجھے حسنین کریمینؓ ہیں۔

حدیث (12) : عن عمر بن الخطابؓ انه سمع رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول کل صهر او سبب او نسب ینقطع یوم القیمة الاصهری و سببی و نسبی و فی روایة ان عمرؓ صعد المنبر ۔ انی سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم کل حسب و نسب و سبب و صهر ینقطع یوم القیمة الاحسبی و

نسبی و سببی و صھری تشریح علم من الاحادیث السابقه اتجاء قول صاحب التلخیص من اصحابنا من خصائصه صلی الله علیه واله وسلم ان اولاد بناته ینسبون الیه صلی الله علیه واله وسلم و اولاد بنات غیره لا ینسبون الی جدهم ۔ و من فوائد ذالك ایضاً انه یجوز ان یقال للحسنین ابناء رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وهو اب لهما اتفاقا (کما و رد فی حدیث الثامن ولا یجری فیه قول الضعیف لا نه لا یجوز ان یقال له صلی الله علیه واله وسلم اب المومنین ۔ الخ۔

ایک سوال اور اس کا جواب وعلی الاصح فقوله تعالی ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن الرسول الله ۔ الخ ۔ انما سیق لانقطاع حکم التبنی لالمنع هذا الاطلاق ۔ وازواجه امهاتهم ۔ سے بھی تو مدلول ہے کہ نبی علیہ السلام اُمت کے باپ ہیں صحیح نہیں ۔ النبی ابوالمومنین نہیں فرمایا گیا بلکہ اولی بالمومنین من انفسهم یعنی احق بالمومنین من انفسهم ہے ۔ والمراد بہ انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ابوالمومنین فی الاحترام و الاکرام۔

خلاصہ بحث حدیث یہ کہ حسنین کریمینؓ ابن رسول ہیں اور ان سے ہی اولاد نبی چلی ہے اس کیلئے آخری باب میں خواجہ محمد پارسا محدث نقشبندیؒ کی کتاب فصل الخطاب کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

ایک التماس : حدیث سید اشباب اھل الجنۃ اور بہت سی حدیثیں جو شہادت حسینؓ سے تعلق رکھتی ہیں ان کو عملاً چھوڑ دیا ہے کہ ان کا کچھ نہ کچھ ذکر حصہ اول میں گذر چکا ہے اس طرح اس باب کو یہاں پر بند کیا جاتا ہے ورنہ احادیث درشان حسنین کریمینؓ بہت زیادہ ہیں ۔ اللہ تعالی ہم سب کو حسنین کریمینؓ کا محب بنائے کیونکہ۔

حدیث (13) : اخرج ابن سعد عن علیؓ اخبرنی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان اول من یدخل الجنة انا و فاطمه والحسن والحسین قلت یا رسول الله فمحبونا من ورائکم ۔ اس حدیث کے معارض ہے وہ حدیث جس میں ہے اول ابوبکر بہشت میں داخل ہونگے ۔ اما انك یا ابابکر اول من یدخل الجنة من امتی تطابق بین الحدیثین یہ ہے کہ نبی علیہ السلام اور ابوبکرؓ دونوں اکٹھے آگے چلیں گے اور مذکورہ حضرات ان کے پیچھے جیسے کہ حدیث میں ہے لعلیؓ اما ترضی ان تکون رابع اربعة اول من یدخل الجنة انا و انت والحسن والحسین و ازواجنا عن ایماننا و شمائلنا و ذریتنا خلف ازواجنا ۔ فضائل حسنینؓ میں احادیث اس کثرت سے ہیں کہ جس حدیث کو

دیکھا جائے دل کہتا ہے کہ یہی فضیلت تو قابل ذکر ہے مگر یہ مختصر کتاب اس بات کی حامل نہیں۔ یہ ایک دعوت ہے اہل ایمان و اولوالابصار اہل فہم و اہل محبت کیلئے کہ فضائل حسنین تلاش کریں۔ مسئلہ سمجھنے کی حد تک تو تیرہ احادیث کچھ کم نہیں اس باب سے پہلے بھی تو احادیث ان کے بارے میں گذر چکی ہیں۔

سلسلة الذهب

میرے نزدیک یہی توشۂ عقبیٰ ہے نصیر
حُبِ اصحابِ نبی حرمتِ اولادِ بتول

قال الشیخ الدرخواستی

من مذھبی حب النبی والہ — وللناس فیما یعشقون مذاھب

کوثر النبی میں ہے مسلسل سلسلة الذهب فی هذا الباب رواية اهل البيت بعضهم عن بعض۔ سلسلة الذهب سند کی ایک اعلیٰ قسم ہے جس میں اہل بیت صرف اہل بیت سے روایت کرتے ہیں۔ ذکرہ المحقق ابن الحجر مکی 899ھ فی الصواعق ص 205۔

ان الامام علی بن موسیٰ الرضاؔ دخل نیسا پور علیه مظلته لا یری وراء ها فتعرض لها الحافظان ابوزرعه رازی و محمد بن اسلم مع من لا یحصی من طلبة العلم فتضرعا الیه لان یکشف لهم وجهه و یروی لهم حدیثا عن اٰبائه فاستوقف ابغلة و کشف المظلة والناس بین صارخ و باك و متمرغ فی التراب فاستنصتهم العلماء فقال سلسلة الذهب۔ حدثنا ابی موسیٰ الکاظم عن ابیه جعفر صادق عن ابیه محمد الباقر عن ابیه زین العابدین عن ابیه الحسین عن ابیه علی بن ابیطالب قال حدثنا حبیبی و قرة عینی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال حدثنی جبرائیل علیه السلام قال سمعت رب العزت سبحانه و تعالیٰ یقول لااله الا الله حصنی فمن قالها دخل حصنی و من دخل حصنی امن من عذابی و فی روایة الایمان معرفته بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان۔ ولعلهما و اقعتان ثم ارخی الستر و مضی فعد من یکتب فا نافوا علی عشرین الفاً۔ امام علی الرضا نیشاپور میں جب داخل ہوئے ان پر سایہ کرنے کیلئے انتظام ان کو کوئی نہ دیکھ سکتا تھا ان کے دو محافظ بھی تھے ابوزرعہ رازی اور محمد بن اسلم طوسی اور ان گنت بے

شمار طالب حدیث ۔ انہوں نے الحاج کے ساتھ التجا کی کہ وہ اپنا چہرہ بھی ظاہر فرمائیں اور اپنے آباء کے سلسلہ سند سے روایت بھی فرمائیں تو آپ نے سواری روکی اور مظلة اٹھایا لوگ چیخیں اور دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے بعض مٹی میں لوٹ رہے تھے علماء کرام نے اعلان کیا کہ یا معاشر الناس انصتوا اے لوگو خاموش ہو جاؤ ۔ لوگ خاموش ہو گئے اور پھر لوگوں نے حدیث لکھی تو آپ نے اپنے والد موسیٰ کاظم سے انہوں نے اپنے والد جعفر صادق سے انہوں نے اپنے والد محمد باقر سے انہوں نے اپنے والد علی ابن الحسین زین العابدین سے انہوں نے اپنے والد حضرت سیدنا حسینؓ انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالبؓ سے انہوں نے فرمایا مجھے حدیث بیان فرمائی ۔ مجھے میرے حبیبؐ نے جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہوں نے جبریل امین سے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سُنا ۔ فرماتے تھے کہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جس شخص نے اسے (مخلصانہ) پڑھا میرے قلعہ میں داخل ہو گیا جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے (بالانجام) مامون ہو گیا ۔ ایک روایت میں ہے کہ ایمان کلمہ طیبہ کی معرفت قلبی اور اقرار لسانی اور جوارح سے عمل کرنے کا نام ہے ۔ یہ دو واقعہ ہیں پھر آپ نے پردہ ڈال دیا اور چل پڑے ۔ احادیث لکھنے والے شمار کیئے گئے تو کچھ اوپر بیس ہزار افراد تھے ۔

فضیلت سلسلة الذهب:

قال احمد (بن حنبلؒ) لو قرآت هذا الاسناد علی مجنون لبریٔ من جنة امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سلسلہ اسماء مجنون پر پڑھے جائیں تو وہ جنوں سے شفایاب ہو جائیگا ۔

حافظ سمعانی کا سلسلۂ ذہب:

مسئلہ صاحب کوثر النبی فرماتے ہیں اکثر ما وجد فی هذا الباب اربعته عشر رجلاً وهو ما اخرجه الحافظ السمعانی فرماتے سلسلة الذهب میں زیادہ سے زیادہ نام چودہ آدمیوں کے ملتے ہیں (یہ ان کی تحقیق ہے) جنہیں حافظ (عبدالکریم سمعانی نے اپنے کتاب الانساب میں) ذکر کیا ہے ۔

قال اخبرنا ابو الشجاع عمر و بن ابی الحسن و ابوبکر محمد بن علی بن یاسر الجنانی قالا ۔ حدثنا السید ابو محمد الحسین بن علی قال حدثنی والدی ابو الحسن علی بن ابی طالب و قال حدثنی ابوطالب الحسن بن عبیدالله قال حدثنی محمد بن عبیدالله قال حدثنی عبیدالله بن علی قال حدثنی علی بن الحسن قال حدثنی الحسن بن الحسین قال حدثنی الحسین

بن جعفر قال حدثنی الجعفر الحجة قال حدثنی عبید الله قال حدثنی الحسین الاصغر قال حدثنی علی بن الحسین بن علی عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لیس الخبر کالمعاینہ یہ حافظ سمعانی کا سلسلۃ الذہب ہے جس میں چودہ پندرہ اسماء ہیں۔

ہمارے اُستاذ سیدنا حسینؓ:

لیکن ہمارے سلسلہ اسناد میں 22 آدمیوں کے نام ہیں اس سے زیادہ ہمیں معلوم نہیں ہو سکے۔قال الفقیر ولی الله عفی عنه بواسطتین عن زین العابدین عن ابیه عبدالقادر عن جده یحیی عن جده المحب عن عم ابیه ابی الیمن عن ابی شهاب احمد عن ابیه رضی الدین عن ابی القاسم عن السید ابی محمد عن والده ابی الحسن عن والده ابی طالب عن ابی علی عن والده محمد زاهد عن والده ابی علی عن ابی القاسم عن والده ابی محمد عن والده الحسین عن والده جعفر عن ابیه عبدالله عن ابیه زین العابدین عن ابیه الامام الحسین عن ابیه علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنهم قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لیس الخبر کالمعاینه و به قال الاربعون حدیثا ۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ سلسلۃ الذہب کے بانی مبانی سیدنا حسینؓ ہیں۔

هولاء آبائ مجیئوا بمثلهم اذا جمعتهم یا جریر المجامع

ہمارے پیرومرشد سیدنا حسینؓ:

وجنید بغدادی صحب خاله السری السقطی صحب معروف الکرخی شیوخا کثیرین اجلهم اثنان احدهما الامام علی بن موسی الرضا صحب اباه الامام موسی الکاظم صحب اباه الامام الجعفر ن الصادق صحب اباه الامام محمدن الباقر صحب الامام زین العابدین صحب الامام الحسین صحب اباه امیر المومنین علی ب ابی طالب صحب سیدو مسلم ۔ الخ ۔ و قال فی اخر القول فهذه سلسلة الصحبة لا شك فی صحتها و اتصالها.

وضاحت مع التنبیہ:

ثانیهما دائود الطائی صحب فضیلا و حبیب ن العجمی و ذالنون صحبو اشیوخا کثیرین من التابعین و تبعهم و اجلهم الحسن البصری صحب هؤلاء

اصحاب البنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم منھم انسؓ خادم رسول ﷺ و حافظ سنۃ فھذہ سلسلۃ الصحبۃ لا شک فی صحتھا و اتصالھا۔

اس تحریر کا مقصد یہ وضاحت کرنا ہے کہ معروف کرخی کے دوسرے مرشد داؤد طائی ہیں جو فضیل عیاض اور حبیب عجمی اور ذوالنون مصری کی صحبت میں رہے۔ بزرگ تر ان میں سے حسن بصری ہیں اور یہ تابعین اور اصحاب کبار جن میں سے انس بن مالکؓ بھی ہیں۔

مقصد یہ کہ حضرت حسن بصریؒ کی ملاقات حضرت علی سے ثابت ہے۔ جس کو حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارت لاشک فی صحتھا و اتصالھا ظاہر کر رہی ہے۔ مزید برآں الانتباہ فی سلاسل اولیاء میں ہے والحسن البصری ینسب الی سیدنا علی عنداھل السلوک قاطبۃ و ان کان اہل الحدیث لا یثبتون ذالک (اقول)۔ اہل حدیث کے نزدیک بھی ملاقات اور روایت بالاتفاق ثابت ہے ہاں صحبت طویلہ کی بالاتفاق نفی ہے تہذیب التہذیب کے حوالہ سے قال ابـن سـ ولدسنتین بقایا من خلاقت عمر و نشاء بوادی الصری و کان فصیحا رای علیا یعنی حضرت کو دیکھا ہے دوسرا حوالہ وعن عثمان وعلی اور عثمان اور علی سے روایت کی ہے اس سے پہلے ان بزرگوں کے نام ہیں جن سے روایت کرتے ہیں مگر ملاقات ثابت نہیں اور دوسرے نمبر پر ان کے نام ہیں جن سے روایت کی مگر سماع نہیں گویا مرسل ہوئی۔ تیسرے نمبر پر یہی جملہ ہے وعن عثمان و علی سے روایت کی۔ اگر زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو دلائل السلوک میں ملاحظہ فرمائیں۔

دس احادیث مرویہ عن علیؓ:

اس سے پہلے یونس بن عبید نے سالت الحسن قلت ابی سعید انک تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و انک لم تدرکہ قال یا ابنی اخی۔

انی فی زمان کما تری و کان فی زمن الحجاج کلی شئ سمعتنی اقول قال رسول اللہ ﷺ فھو عن علی ابن ابی طالب سالت الحسن قلت ابا سعید انک تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و انک لم تدرکہ قال یا ابن اخیغیر انی فی زمانٍ لا استطیع ان اذکر علیا قال حافظ جمال الدین المزی فی التھذیب انہ ای الحسن حضر یوم الدار ولہ اربعۃ عشرۃ سنۃ و من المعلوم انہ من حین بلغ سبع سنین امر بالصلوۃ فکان یحضر الجماعۃ و یصلی خلف عثمان الی ان قتل عثمان و علی اذ ذالک بالمدینۃ فانہ لم یخرج منھا الی کوفۃ الا بعد قتل عثمان فکیف یستنکر سماعہ منہ وھو کل یوم یجتمع بہ فی

المسجد خمس مرات من حین الی ابلغ اربع عشرۃ سنۃ و زیادۃ علی ذالک ان علیا کان یزور امہات المؤمنین و منھن ام سلمۃ و الحسن فی بیتھا ھو وامہ۔

یہ تجزیہ حافظ جمال الدین مزیؒ کا ہے اور خوب ہے: حافظ جمال الدینؒ نے تہذیب میں فرمایا ہے کہ امام حسن بصریؒ محاصرہ عثمانؓ کے وقت چودہ سال کے تھے اور یہ مسلم ہے کہ جب وہ سات سال کے ہوئے تو انہیں نماز کا حکم دیا گیا اور حضرت حسن بصریؒ جماعت میں حاضر ہوتے تھے حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے اور حضرت علیؓ کے پیچھے بھی نماز پڑھتے رہے جب تک وہ مدینہ منورہ میں رہے اور شہادت حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کوفہ میں گئے پھر حضرت علی المرتضیٰؓ سے سماع حسن بصریؒ کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے (نیز سماع کے علاوہ لقاء جسمانی کا بھی تو انکار کیا جاتا ہے واسفا) حالانکہ حضرت امام حسن بصریؒ حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ پانچ وقت نماز پڑھتے تھے یہ معمول سن تمیز یعنی چودہ سال تک رہا۔

(2) یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ امہات المؤمنین کی زیارت کیلئے (بھی) جاتے تھے اور ان میں ایک ام المؤمنین ام سلمہؓ بھی تھیں اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر امام حسن بمع والدہ رہتے تھے کیونکہ وجہ رہائش الثانی ان الحسن ولد للسنتین یبقین من خلافۃ سیدنا عمرؓ باتفاق و کانت امہ خیرۃ مولاۃ ام سلمۃ فکانت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا تخرجہ الی الصحابہ یبارکون علیہ و اخرجتہ الی عمرؓ فد عالھم اللھم فقہ فی الدین و حببہ الی الناس ۔حضرت حسن کی والدہ خیرہ ام سلمہؓ ام المؤمنین کی باندی تھیں آپ انہیں صحابہ کرام کے پاس بھیجا کرتی تھیں تا کہ دُعا برکت حاصل کریں۔ حضرت عمرؓ کے پاس بھی بھیجا تھا آپ نے ان کے حق میں دُعا فرمائی۔ اللھم فقہ فی الدین وحببہ الی الناس ۔سوال ہے کہ کیا ام سلمہؓ حضرت علی سے ناراض تھیں یا حضرت علی دور تھے کہ ان کے پاس حضرت حسن کو نہ بھیجا تھا؟ یہ تمام عبارت حاوی للفتاوی للسیوطی کی ہیں۔

احادیث عشرہ

(1): حدثنا یونس عن الحسن عن علی قال سمعت رسول اللہ ﷺ رفع القلم عن ثلاثۃ۔

(2): عن قتادۃ عن الحسن عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ والہ و اصحابہ وسلم افطر الحاجم و المحجوم۔

(3): حدثنا العوف عن الحسن عن علی ان النبی ﷺ قال لعلی

یا علی قد جعلنا الیک هذه السبعة بین الناس دارقطنی۔

(4) : عن الحسین عن علی قال الخلیة و البریة و البتة و البائن والحرام ثلاث لاتحل له حتی تنکح زوجا غیره۔

(5) : عن الحسن قال قال علی ان وسع الله علیکم فاجعلوه صاعا من برو غیره یعنی زکوة الفطر دارقطنی۔

(6): عن الحسن بن علی قال لیس فی مس الذکر وضوء۔
رواه الطحاوی۔

(7) : عن الحسن عن علی قال طوبی لکل عبد نومه عرف الناس ولم یعرفه الناس۔ الحلیہ

(8): عن الحسن عن علی کفنت النبی فی قمیص ابیض و ثوبی جبرة

(9): قال الحافظ ابن حجر و وقع فی مسند ابی یعلی یقول عن الحسن سمعت علیا یقول قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم مثل امتی کمثل المطر۔

(10) : عن الحسن قال شهدت علیا بالمدینة و سمع صوتا فقال ما هذا قالوا قتل عثمان قال اللهم اشهد انی لم ارض۔

یہ سب احادیث علامہ سیوطی نے الحاوی للفتاوی میں بیان فرمائی ہیں۔ جو لوگ لقاء حسن بصریؒ حضرت علی کے ساتھ نہیں مانتے سوا تعصب کے اور کچھ نہیں۔ اللهم اهدهم۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا دعویٰ:

فهذه سلسلة الصحبة لا شك فی صحتها و اتصالها بالدلائل ثابت ہو گیا فلله الحمد۔

مدحت حسین از امام شافعیؒ:

یا اهل بیت رسول الله حبکم
فرض من الله فی القرآن انزله
یکفیکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوة له

(2)

لما رئیت الناس قد ذہبت بہم
مذاہبھم فی البحر الغی والجھل
رکبت علے اسم اللہ فی سفن النجا
وھم اھل البیت المصطفےٰ خاتم الرسل
وا مسکت حبل اللہ وھو لاھم
کما قد امرنا با التمسک بالحبل

ترجمہ: اے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے اس قرآن میں جس کو اس نے نازل کیا ہے تمہاری عظمت وشان کیلئے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود شریف نہیں پڑھا اس کی نماز قبول نہیں۔

ترجمہ: اور جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ بیشک وہ ان لوگوں کی روش پر چل رہے ہیں جو ہلاکت اور جہالت کے سمندروں میں غرق ہیں۔ تو میں اللہ کا نام لیکر نجات کے سفینوں میں سوار ہو گیا اور وہ نجات کے سفینے خاتم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں۔ اور میں نے اللہ کی رسی کو تھام لیا اور ان کی محبت ہے جیسا کہ ہمیں اس رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔

فی الخاتمہ ذکر الحسین لحصول البرکۃ والشفاعۃ بنسبہ الطاہر:

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الحسنؓ

علیؓ الحسینؓ فاطمۃ الزہراؓ

ابوطالب عبداللہ

عبدالمطلب

فان العاشق الھالم المھجور اذا فقد الوصال یتسلی بذکر الدار و الخال و یتعلل بوصف الجمال و تذکار الخصال۔ کیونکہ عاشق سرگشتہ ومہجور جب محروم الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط وخال ہی کو یاد کر کے اپنے دل کو سمجھاتا ہے اور محبوب کے جمال اور اوصاف کا بیان وتذکرہ کر کے اپنا جی بہلاتا ہے۔

ولد الحسین بن علیؓ لخمس لیال خلون من شعبان سنۃ اربع من الھجرۃ۔ 5 شعبان کو 4ھ میں حضرت حسینؓ پیدا ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حسینؓ۔ و دفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی خرقۃ بیضاء۔ حضور

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں سفید کپڑے میں لپیٹ کر بھیج دیئے گئے۔ فاذن رسول ﷺ فی یمناہ و اقام فی یسراہ ۔ حضور اکرم ﷺ نے بذات خود داھنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر (اقامت) کہی۔ وحنکہ و قفل فی فیہ و دعالہ ۔ حضور ﷺ نے خود گھٹی پلائی اور لعاب دھن حسینؑ کے منہ میں دیا اور دعا بھی فرمائی۔ و طلی راسہ بالخلوق ۔ خوشبو سے حضرت حسینؑ کے سر مبارک کو بسایا۔ و دفعہ الیامہ ۔ اورانہیں اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے فحلقت راسہ و تصدقت بزنۃ شعرہ فضۃ ۔ حضرت حسین کا سر منڈا اور بال کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی۔ وسماہ اوراُن کا نام رکھا۔ و عق عنہ ۔ اوران کا عقیقہ فرمایا۔ یوم سابعہ بکبشین املحین ۔ ساتویں املح دو مینڈھوں سے۔ و اعطی القابلۃ الفخذ ۔ دائی کو ایک ران مینڈھی کی دی۔ ثم ختنہ پھر ختنہ فرمایا۔

حسینؑ کا مقام قیامت کے دن:

قال صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی و ایاك ای فاطمہ وھذین ۔ یعنی الحسن والحسین وھذا لراقد یعنی علیا فی مکان و احدیوم القیمۃ۔

حسین محبوب رسول ﷺ:

عن انس بن مالك قال سئل رسول اللہ ﷺ ای اھل البیت احب الیك قال الحسن والحسین فکان یقول لفاطمۃ ادعی لی ابنی فیشمھما و یضمھما الیہ۔

محبت حسین محبت رسول ہے:

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول ﷺ من احب الحسن والحسین فقد احبنی و من ابغضھما فقد ابغضنی ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم واجعلہ ذخرا و فرطا من سکرات الموت حتی تدخلنی الجنۃ امین برحمتك یا الرحم الرحمین۔

سید الشہداء حسینؓ

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سید الشھداء حمزہ بن عبدالمطلب و رجل قام الیٰ امام جائر فامرہ ونھاہ فقتلہ ۔ السراج المنیر ص 321 ج 2۔ مستدرک ج 2 ص 195 ۔ ش ۔ او ص 43-144 ۔ سید الشہدا سیدنا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اور وہ شخص جو ظالم امیر کے خلاف کھڑا ہوگا اور اس کی نیکی کا حکم دیگا اور برائی سے منع کریگا ۔ پس وہ (اس جرم کی وجہ سے) اسے قتل کر دیگا۔

حسین ابن علیؓ نے کی ہے قائم اک مثال ایسی
کہ تقلید اس کی تقدیر حیات جاودانی ہے

راس الحسین جنت البقیع میں اور بدن کربلا میں:

قال ابن تیمیه فی کتابه (راس الحسین) و قد دفن بدن سیدنا الحسینؓ فی مصرعه بکر بلاء ولم نیبش ولم یمثل به فلم یکونوا الید عرفنه عنهم بالمدینة المنوره عند عمه و امه و اخیه و قریباً من جدهؐ و یدفنون بالشام ثم قال والقبة التی علے العباسؓ بالبقیع یقال ان فیها مع العباسؓ الحسنؓ و علی بن الحسینؓ و ابا جعفر محمد بن علی و جعفر بن محمد ویقال ان سیده فاطمةؓ تحت الحائط اوقریبا من ذالك و ان راس الحسینؓ هناك ایضاً و ذکر ابن کثیر ان محمد بن سعد روی ان یزید بعث براس الحسین الی عمرو بن سعد نائب المدینة فدفنه عند امهؓ بالبقیع ۔

ترجمہ: ابن تیمیہ راس الحسین کتاب میں لکھتے ہیں کہ آپ کا جسم اطہر اپنے مقتل میں کربلا کے اندر مدفون ہے اسے مدینہ نہ جانے دیا گیا البتہ قبر مبارک سے نکالا بھی نہیں گیا۔ مثلہ بھی نہیں کیا گیا اور یہ حضرت عباسؓ والا اس میں حضرت حسنؓ ، حضرت زین العابدین اور حضرت باقر اور جعفر صادق مدفون ہیں اور بی بی فاطمہؓ اس قبہ کی دیوار کے نیچے یا قریب مدفون ہیں اور ابن کثیر کی تحقیق کے مطابق محمد بن سعد کی روایت ہے کہ یزید نے سیدنا حسینؓ کا سر نائب مدینہ عمرو بن سعد کے پاس بھیج دیا تھا اس نے سیدنا حسینؓ کے سر مبارک کو اُن کی والدہ کے قریب دفن کر دیا تھا۔

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم و تب علینا انك انت التواب الرحیم ۔ اللهم بارك لی فی الموت و فیما بعد الموت اللهم اغفرلی قبل الموت ور حمنی عند الموت ولا تعذب بعد الموت وحاسبنی حسابا یسیر ۔ و صلی الله تعالی سیدنا محمد واله واصحابه و ازواجه و ذریاته و اتباعه اجمعین۔

مقام یزید

(واللہ المعین وعلیہ التکلان)

دعا

اے اللہ!

مجھے۔ میرے دل۔ میرے دماغ۔ میرے ہاتھ اور میرے قلم کو غلطی۔ لغزش۔ نفسانیت اور تعصب سے محفوظ فرما اور حق لکھنے میں میری مدد فرما۔ اگر سہوا کوئی غلطی ہو جائے۔ تو اے اللہ اپنی ذات وصفات اور مقام علیا و باعظمت کے طفیل معاف فرما۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

لعنت کرنے کی ممانعت (احادیث کی روشنی میں)

عن ثابت بن ضحاکؓ وکان من اصحاب الشجرہ قال قال رسول اللہ ﷺ لعن المومن کقتلہ (۲) عن ابی درداؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یکونالللعانون شفعاء ولاشہدا یوم اقیامہ (۳) عن سمرہ بن جندبؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لاتلا عنوا بلعنتہ اللھو ولا بغضبہ ولا بالنار (٤) عن ابی درداؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان العبداذا لعن شئ فصعدت اللعنتہ الی السماء فتغلق ابواب السماء دونھا ثمہ تھبط الی الارض فتغلق ابوابھا دونھا تاخذ یمینا و شمالا فان لم تجد مساغا رجعت الی الذی یعن فان کان اھلا لذالک والا رجعت الی قائلھا (۵) عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال من لعن شئا لیس لہ باھلہ رجعتہ اللعنتہ علیہ ھذا حدیث صحیح کلھا من کتاب الاذکار للنووی (ص ۴۲۷۔۴۲۸)

ترجمہ۔ مومن پر لعنت کرنا گویا اسے قتل کرنا ہے۔ (۲) لعنت کرنے والے، قیامت کے دن نہ تو شفاعت کرنے والے ہونگے نہ گواہ۔ قرآن مجید میں ہے لتکونوا علی الناس شھداء۔ اور وجئنا من کل امتہ بشہید۔ (۳) اللہ کی لعنت نہ کیا کرو اور نہ اللہ کا غضب اور نہ کسی کو جہنم کی بدعادیا کرو۔ (۴) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ لعنت کرتا ہے کسی شے پر تو آسمان کے دروازے اسکے لیے بند کردیے جاتے ہیں۔ کیوں کہ وہ فورا آسمان پر جاتی ہے۔ پھر زمین پر لوٹتی ہے۔ تو زمین کے دروازے بھی بند کردیے جاتے ہیں۔ پھر دائیں بائیں پھرتی ہے۔ جب اپنے جانے کا راستہ نہیں پاتی تو اس پر لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے اگر وہ اسکا اہل نہ ہو تو لعنت کرنے والے پر لعنت واقع ہو

جاتی ہے۔(یہی مفہوم حدیث 5 کا بھی ہے)۔

فقہ کی رو سے لعنت کرنا ایسا بے کار فعل ہے جسکا کوئی ثواب نہیں گرچہ فرعون یا ابو جہل حتی کہ شیطان پر بھی کی جائے۔ نبی علیہ السلام کا حکم " من حسن اسلام المرء ترک ما لا یعنیہ عن الحسین عن جدہ ﷺ۔ کمال اسلام یہ ہے کہ فضول کام نہ کرے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کہ نہیں فرمایا کہ لعنت کرنا کارلا حاصل ہے۔ جسکا ثواب نہیں اگر میرے نانا ﷺ پر اتنی دیر درود پڑھ لیا جائے تو ایک درود کے پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جائیں دس گناہ معاف کیے جائیں اور دس درجے بلند ہوں۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی والہ وبارک وسلم۔ اللھم صل علی سیدنا محمد ﷺ صلوٰۃ تکون لک رضی ولحقہ ادا۔ اما بعد۔ اختصار کے پیش نظر لعنت کی ممانعت سے متعلق چند احادیث آغاز ہی میں لکھ دی گئی ہیں۔ کیوں کہ اس رسالہ کے لکھنے میں ہمارا مقصد لعن یزید ہرگز نہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ لا تسبوا امواتکم انھم قد افضوا الی ما عملوا۔ کہ اموات کو سب نہ کیا کرو کیوں کہ وہ اپنے عملوں کو پہنچ چکے ہیں۔ اگر انکے اعمال اچھے تھے تو ان کے لیے جزائے خیر ہے اگر برے تھے تو وہ انکا بدلہ پا رہے ہیں۔ تمہارے لیے ایسا کرنا بے فائدہ ہے۔ تحفۃ الاکیاس فی حسن الظن بالناس میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص یہ کہنے کا حق نہیں رکھتا کہ میں فرعون ابو جہل یا شیطان سے بہتر ہوں۔ کیوں کہ فلاح کا انحصار انجام کار پر ہے۔ کون جانتا ہے کہ اسکا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا کفر پر۔ خدا نخواستہ اگر انجام بالخیر نہ ہوا تو ظاہر ہے مرتد ہو کر مرے گا۔ اور مرتد ہو کر مرنا کفر سے بھی بدتر ہے۔ لھذا ایسا کرنا مومن کی شان نہیں۔ الحذر الحذر ثم الحذر

یزید کی شخصیت مختلف فیہ ہے:

یزید کی شخصیت محدثین و مفسرین ائمہ کبار میں مختلف فیہ ہے۔ جسکے دو ہی پہلو ہیں۔ اول فسق دوم کفر۔ جمہور محدثین کا مسلک فسق یزید ہی ہے کفر نہیں۔ تیسرا پہلو بجز کور چشم کے اہل سنت والجماعت میں کسی نے بھی یزید کو نیک عابد زاہد یا تابعی نہیں کہا۔ البتہ چودھویں صدی کے آخر چند اصحاب ایسے بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ جنھوں نے یہ فتنہ کھڑا کر کے تنقیص حسینؓ بھی شروع کر دی ہے۔ لھذا احقر کا اصل مقصد یہی پیش کرنا ہے کہ اسلاف نے یزید کے بارے میں کیا کہا ہے۔ اولین مقصد تو یہی ہے کہ سیدنا حسینؓ کی شان میں تنقیص نہ کی جائے اور مقام یزید نہ بڑھایا جائے۔ اسلاف کا عقیدہ جو تواتر سے ہم تک پہنچا ہے اسکو ترک نہ کیا جائے کہ تواتر کا ترک کرنا بھی فسق ہے۔ اور تواتر کی جمیع اقسام کا

انکار کفر ہے۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف یہی ہے۔ یہاں قرآن پھر حدیث پھر اسلاف سے یزید کے بارے میں جو اقوال وارد ہیں۔ انہیں نقل کیا جائے گا۔ یزید سے اس فقیر کی کوئی ذاتی دشمنی، عناد یا ضد نہیں افسوس صرف اور صرف اس بات کا ہے کہ ابن رسول ﷺ کو چھوڑ کر میسون بنت بحدل کلبیہ کو قبلہ عقیدت اور مرکز ایمان بنایا جاتا ہے جو سوائے گمراہی اور کچھ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس احقر کی نیت صالحہ کی برکت سے کسی ایک فرد کو ہی ہدایت عطا کر دیں۔ تو فقط الحمد لله الذی انقذ بی نسمه من النار کے اور کیا چاہیے۔ خوب سمجھ لیں کہ حسینؓ تاریخی شخصیت نہیں شرعی شخصیت ہے اور بالیقین ان کا مخالف جو بھی ہو ہم اسے بھی شرعی ترازو میں تولیں گے۔ اس بارے میں باب اول میں سیر حاصل بحث ہو چکی ہے۔ اور اسی کسوٹی کی روشنی میں ہم یہ بات کہنے میں بجانب ہیں اور یقیناً حق بجانب ہیں۔ کہ یزید تابعی نہیں بلکہ قاتل صحابہ ہے۔ اگر یزید کو اسکے مذکورہ کارناموں کے باوجود صحابہ کرام کی وجہ سے کہ ان کو اس نے دیکھا ہے۔ تابعی کہا جائے تو ابو جہل ولید بن مغیرہ۔ مقتولان بدر۔ بدرجہ اولیٰ صحابی ہیں۔ نعوذ باللہ۔ آیئے بلا تامل و تاخیر یزید کو قرآن و حدیث ہی میں تلاش کرتے ہیں۔ واللہ الموفق والمعین۔

یزید قرآن میں بکلام خداوندی:

اس سے پہلے یہ بات سمجھ لیں کہ قرآن میں اصولیات اور کلیات بیان کیے گئے ہیں۔ جزئیات اور تشریحات بیان نہیں کی گئیں۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ بوقت وصال نبوی نزول قرآن بند ہو گیا تھا۔ یزید تو بعد میں پیدا ہوا۔ یزید کا ذکر قرآن میں کیسے؟ دوسری بات۔ قرآن کی ہر آیت خواہ وہ کسی بھی خاص واقعہ کے تحت نازل ہوئی ہو۔ اصول تفسیر کے مطابق العبرۃ للعموم ہی مدنظر ہوگا۔ ورنہ قرآن ابدی دستور حیات نہیں بن سکتا۔ لہذا یہ بات بھی مدنظر رکھیں کہ قرآن کیسے ابدی دستور حیات ہے۔ جبکہ ہر زمانہ کے مقتضیات مختلف ہیں۔ یہی بات امام الاولیاء شیخ التفسیر احمد علی لاہوریؒ اور حضرت عبید اللہ سندھیؒ کے الفاظ میں پیش کی جاتی ہے۔

سورہ نساء آیت ۱۷۶ پر حضرت لاہوریؒ فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کی ایک نظیر بتلائی جاتی ہے۔ کہ مسلمانوں کو باوجود یہ کہ قانون میراث پہلے ہی مل چکا ہے۔ لیکن جب ایک صورت کے متعلق ان کی تشفی نہیں ہوئی اور سوال کرتے ہیں تو قرآن حکیم کے ذریعے سے ان کو جواب دیا جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس آئندہ جب کبھی مخلص مومنوں کو کوئی ضرورت پیش آئیگی۔ تو وہ عالم مثال کے ساتھ دلوں کے اسی تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے ہم نے مرکز کے لیے ایسی جماعت کی ضرورت بتائی ہے جو قانون بنا سکتی ہو۔ اسی طرح اہل احسان کی ایک جماعت کی بھی ضرورت ہے۔ جسکا کائنات

کے روحانی مرکز کے ساتھ تعلق ہو۔ خطیب بغدادی تاریخ بغداد میں کئی موقعوں پر لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی مجلس مشاورت کے چالیس ممبر تھے۔ مثلاً قاسم بن معن، امام عبداللہ بن مبارک، محدث امام ابو یوسف امام زفر داود بن نصیر طائی جیسی سربرآوردہ شخصیات (یہاں باب اول کا ابتدائی حصہ پھر پڑھنا چاہیے۔) دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ کائنات کے اس حصے میں جو نصانی کرنوں کے پیدا کرنے والے خطے سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ اور جو عالم مثال کے سب سے اونچے حصے میں ہے وہ عقلی قوتیں جمع ہوتی ہیں جو اس مادی کائنات کو کنٹرول کرتی ہیں۔ حضرت امام ولی اللہ دہلوی کی اصطلاح میں اسے حظیرۃ القدس کہتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی تجلی کا عکس اور پرتو پڑتا ہے۔ جسے شاہ صاحب تجلی اعظم فرماتے ہیں۔ یہ تجلی ساری کائنات پر اثر ڈالتی ہے۔ مادی کائنات کے تمام بڑے بڑے حادثات پہلے حظیرۃ القدس میں ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ احسانی جماعت جس کا تعلق حظیرۃ القدس کے ساتھ ہوتا ہے۔ شان الٰہی کے ہر نئے ظہور کو محسوس کر لیتی ہے اور بتا سکتی ہے کہ آئندہ حالات کا رخ کیا ہوگا۔ ان اہل احسان کے انکشافات کی مدد سے علمی اجتہاد کے حامل اللہ تعالیٰ کی ہر نئی شان کے مقصد کو پورا کرنے کیلئے قانون میں تبدیلی کرتے رہینگے۔ علامہ اقبال اسی مقام کی طرف اشارہ ہے اگر چہ سلسلہ وحی منقطع ہوگا لیکن ایسے بندے اللہ تعالیٰ مہیا فرمائیگا۔ جو کتاب و سنت سے (مسائل) اخذ کر کے خلق خدا کی رہنمائی کر سکیں (ص ۱۶۸۔ مترجم قرآن عزیز)۔

(اجمالی تصور کرتے ہوئے اسکی مزید تفصیل بیان کی جاتی ہے۔)

"جب حکومت دیکھے کہ لوگوں نے قانون کی صورت قائم رکھتے ہوئے اشتمالیت یا سرمایہ داری شروع کر دی ہے۔ تو وہ نیا سرمایہ شکن قانون بنا دے۔ اسکے لیے ضروری ہے کہ قانون دان مجتہدین کی ایک جماعت مرکز میں جمع کی جائے۔ یہ مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ مجتہد وہ عالم ہے جو اپنی تعلیم و تربیت اور تحقیق اور ایمانداری کی وجہ سے اس قابل سمجھا جائے کہ وہ اصول سے ضمنی قاعدے نکال سکتا ہے۔

اسکی دو صورتیں ہیں۔ ایک ظاہر کے لحاظ سے دوسری باطن کے لحاظ سے۔ باطنی لحاظ سے یہ صورت ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کے اندرونی حصے کا کائنات کے اس مثالی حصے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ جو عالم مثال کے اس حصے میں اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اسلام میں جو لفظ احسان استعمال ہوتا ہے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے
یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

اس سے بھی آسان لفظوں میں حظیرة القدس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ جس موطن میں اعمال انسانی کے یہ فیصلے ہوتے ہیں۔ اسے حظیرة القدس کہتے ہیں۔ اس مقدس مقام میں تمام انبیاء اور اعلی طاقتیں جمع ہوتی ہیں۔ ہر ایک چیز کا فیصلہ کرنے والی طاقت صرف تجلی الٰہی ہے۔ انسانوں کا نصب العین یہ ہے کہ اس مقدس مقام میں اپنے لئے جگہ حاصل کرے۔ یہ انبیاء کی اصل تحریک ہی کے نتیجے میں مل سکتی ہے۔ لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا ۔ میں اسی مقام پر پہنچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ان تعبد اللہ کانک تراہ میں بھی یہی مقام بتایا گیا ہے۔ قولہ تعالی۔ فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدو فی الارض و تقطعوا ارحامكم اولائك الذين لعنهم الله فاصمهم و اعمى ابصارهم ۔ (سورہ محمد۔ آیت ۲۲)

وروی ابن الجوزیؒ عن القاضی ابی یعلی الفراء انه روی فی کتابه المعتمد فی الاصول باسناده الی صالح بن احمد بن حنبلؒ قل قالت لابی ان قوما ينسبوننا الی تولی یزید فقال یا بنی دهل یتولی یزید احد یومن با الله ولم لا یلعن من لعنه الله فی کتابه فقال فی قوله تعالی .فهل عسيتم ان توليتم فهل یکون فسادا اعظم من هذا القتل وفی روایة فقال یا بنی ما اقول فی رجل لعنه الله فی کتابه (ص۔۲۲۲ صواعق ایضا۔ فی تفسیر مظہری۔ ج ۸ ص۔ ۴۲۴۔ ... ص۔۱۳۷۔۱۳۸)۔ ابن الجوزی نے روایت کیا ہے قاضی ابو یعلی فراء سے اپنی سند کے ساتھ صالح بن احمد بن حنبل تک کہ میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ لوگ یزید کی دوستی اور محبت کی طرف نسبت کرتے ہیں تو فرمایا۔ اے بیٹے۔ جو شخص اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہے کیا وہ یزید سے دوستی و محبت کر سکتا ہے (لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر ان یوادون من حاد اللہ ورسولہ) اور کیوں نہ لعنت کرے اس شخص پر جس پر اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے عرض کیا قرآن میں کس مقام پر یزید پر لعنت کی گئی ہے۔ تو فرمایا ھل عسیتم والی آیت میں کیا قتل حسینؓ سے بڑا اور فساد بھی ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں اس آدمی کے بارے میں کیا کہوں جس پر اللہ تعالی نے اپنے قرآن میں لعنت کی ہے۔ الخ (تفسیر مظہری۔ جلد ۸۔ ص۔ ۴۲۴۔)

(آیت دوم) ۔ ان الذين یوذون الله و رسوله لعنهم الله والاخرة و اعد لهم عذابا مهينا۔ احزاب۔ ۵۷ ۔

(آیت کی تعبیر و توضیح احادیث نبوی کی روشنی میں):

قصة قدوم بنت ابی لهب ثم قال رسول ﷺ علی منبره مابال اقوام

یوذونی فی نسبی وذوی رحمی الا ومن آذی فقد آذی الله اخرجه ابن ابی عاصم والطبرانی والمندہ والبھقی بالفاظ متقاربه ۔ص ۱۷۲ ۔صواعق

حدیث دوم ۔ اخرج ابو سعید فی شرف النبوہ وابن المثنی انه ﷺ قال یا فاطمه ان الله یغضب لغضبك ویرضی لرضاك ومن آذی احدا من ولدها ۔ذرا سی تفسیر حدیث فقد تعرض لهذا الخطر العظیم لا نه اغضبها ومن احبهم فقد تعرض لرضاها۔

حدیث سوم ۔ وصحیح الحاکم خبر انه ﷺ قال یا بنی عبد المطلب انی سئلت الله لکم ثلاثا الی ان قال فلو ان رجلا صفن بین الرکن والمقام (ای جمیع قدمیه) فصلی و صام ثم لقی الله وهو مبغض لاهل بیت محمد ﷺ دخل النار ۔

حدیث چهارم ۔وصحیح ایضا انه ﷺ قال ستة لعنتهم ولعنهم الله وکل نبی مجاب الزائد فی کتاب الله عز وجل والمکذب بقدر الله والمسلط علی امتی بالجبروت لیذل من اعزالله ویعز من اذل الله والمستحل حرمة الله وفی روایت لحرم الله والمستحل فی عترتی ما حرم الله والتارك للسنه وفی روایت سابع وهوالمستئاثر بالفی۔

حدیث پنجم ۔ اخرج الدیلمی عن ابی سعیدؓ ان رسول ﷺ قال اشتد غضب الله علی من اذانی فی عترتی

حدیث ششم ۔اخرج ابن عساکر عن علیؓ ان رسول ﷺ قال من آذی شعرة منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله۔

حدیث هفتم ۔اخرج الترمزی وابن ماجه وابن حبان والحاکم ان رسول ﷺ قال انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم وفی روایة زید بن ارقمؓ ان رسول ﷺ قال لعلی والفاطمه والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم سلم لمن سالمکم ۔ آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ ایذاءرسول موجب لعنت وعذاب الیم ومہین ہے۔

اسی طرح سورہ توبہ آیت ۶۱ میں ۔ والذین یوذون رسول الله لهم عذاب الیم ۔وارد ہوا ہے ۔گرچہ اس آیت کے سیاق وسباق کا یزید سے کوئی تعلق نہیں مگر آیت کے عمومی حکم میں یزید داخل ہے۔

آیت کے بعد احادیث میں سب ایذاء دیکھیے۔

حدیث اول۔ نبوی انساب اورذوی الارحام کی ایذاءکوایذاءرسول ﷺ کہا گیا ہے۔حالانکہ یہ شان ورود ابولہب اورام جمیل حاطبہ کی لڑکی جو مسلمان تھی اور ہجرت کر کے مدینہ پہنچی تھی کی ہے۔پھر دیکھیں جن اصحاب کانسب ہے ہی حضور ﷺ کانسب توان کی شان میں کیا حکم لگائیں گے۔دیکھیے احادیث۔اخرج الطبرانی عن فاطمہؓ ان النبی ﷺ قال لکل بنی انثی عصبہ ینتمون الیہ ولا ولد فاطمہ فانا ولیھم وانا عصبتھم ۔(۲) اخرج الطبرانی عن ابن عمرؓ ان النبی ﷺ قال کل بنی انثی فان عصبتھم لابیھم ماخلا ولد فاطمہ فانی انا عصبتھم وانا ابو ھم ۔(۳) اخرج الطبرانی عن فاطمہ ان النبی ﷺ قال کل بنی انثی ینتمون الی عصبتھم الا ولد فاطمہ فانی انا ولیھم و عصبتھم وابو ھم ۔صواعق ۔ص۱۸۷۔۱۸۸۔)مذکورہ بالا احادیث کامختصر مفہوم یہ ہے۔ حسنین کریمین ابن رسول ﷺ ہیں۔رسول ﷺ ان کے ولی ان کے عصبہ اوران کے باپ ہیں ہیں۔ان کی ایذاء سے رسول کوایذء ہوتی ہے۔جوموجب لعنت ہے۔جیسا کہ حدیث میں انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم۔واردہوا ہے۔

(حدیث ۴) کے نمبر۵ پرواضح الفاظ موجود ہیں۔اورحدیث ۲ میں سیدہ فاطمہ کی خوشی میں اللہ کی رضا اوران کے غصے میں اللہ کاغصہ اورغضب منحصر کیا گیا ہے۔لہذاایذائے حسنین میں بی بی پاک کی ناراضگی وغصہ لازمی اوربدیہی امر ہے۔حدیث ۳ میں اہل بیت نبوی سے بغض رکھنے والے کے لیے جہنم کہا گیا ہے گرچہ مابین الرکن والمقام کاعابدزاہداورصائم کیوں نہ ہو۔(قابل ذکر ہے کہ)اصول فقہ میں اشارات النص ۔دلالت النص۔اقتضاء النفص۔جوعلماء جانتے ہیں ایک صراحت النص بھی ہے۔لھذامعلوم ہواکہ مبغض اہل بیت نبی کافر ہے۔کیوں کہ فاسق کی نیکیاں ضائع نہیں جاتیں۔صراحت النص کوعبارت النص بھی کہتے ہیں۔جس کامطلب ہے کہ صریح عبارت۔سے حکم ظاہر ہوجیسے اس حدیث سے مبغض اہل بیت کے لیے حکم کہ وہ جہنمی ہے۔اشارت النص کامطلب یہ ہے کہ جولفظوں سے سمجھ آجائے مگراس میں نص کاظاہرناطق نہ ہو جیسے للفقراء المھاجرین الذین اخرجو امن دیارھم ۔سورہ حشر۔کہ مہاجرین کی جائداد پرمہاجرین کاحق ملکیت ختم ہو گیا۔کیوں کہ فقیرتووہ ہے جسکی ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو۔دلالت النص یہ ہے کہ جوآیت کے ظاہرحکم کے تحت داخل ہوجیسے ولا تقل لھما اف ولا تنھر ھما ۔اف یعنی اوہوکالفظ تومعمولی بات ہے جب اف کہنے کی ممانعت ہے تونص کی دلالت یہ ہوگی کہ ماں باپ کوفحش بکنابطریق اولی منع ہے۔

اقتضاء النفص۔اگریہ معنی نہ لیں تودوسری نصوص کے خلاف ہوجیسے ان کنتم جنبافاطھرواجے

طہارت اکبر یا غسل کہتے ہیں۔ یا لمستم النساء میں لمس سے مراد جماع ہے۔ اب حدیث ۳ سے آپ خود حکم اخذ کر سکتے ہیں کہ اہل بیت سے بغض رکھنے والا کافر ہے۔ کیونکہ اصل اہل بنو مطلب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اہل بیت ہی ہے۔ واللہ یھدی الی سواء السبیل۔

یزید بزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

اہل علم و بصیرت کے لیئے تو اس عنوان کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیوں کہ آیت ۲ کی تعبیر و توضیح میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں وہی کافی ہیں۔ یہ عنوان اس لیے قائم کیا گیا ہے کہ عام فہم آدمی بھی یزید کے متعلق نبوی فرمان بصراحت سمجھ سکے۔

یزید سے متعلق احادیث بخاری:

(حدیث ۱) بخاری باب حفظ العلم۔ حدیث مروی ابو ھریرہؓ۔ حفظت عن رسول صلی اللہ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثثته واما الاخر فلو بثثته قطع ھذا البلعوم (اس کی مکمل شرح تراجم بخاری میں ہے۔) المراد به علی الصحیح من اقوال العلماء علم الفتن والواقعات التی وقعت بعد وفاته صلی اللہ علیہ وسلم من شھادت عثمان وشھادت حسین وغیر ذالك وكان يخافه فی افشا بها وتعیین اسماء اصحابها من غلمان بنی امیه وفتیانهم۔

ترجمہ۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم سیکھے ہیں۔ ان میں سے ایک کی تو نشر و اشاعت کر دی ہے لیکن اگر دوسرے کی اشاعت کروں تو میرا گلا کاٹ ڈالا جائے۔ شاہ ولی اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اقوال علماء میں صحیح قول کے مطابق اس سے مراد ان فتن اور واقعات کا علم ہے کہ جو آنحضرت کی وفات کے بعد وقوع پزیر ہوئے۔ جیسے حضرت عثمان اور حضرت حسین کی شہادت وغیرہ کے واقعات ہیں۔ حضرت ابو ھریرہ ان واقعات کے افشاء کرنے اور فتنہ گروں کے نام بتانے سے اس لیے ڈرتے تھے کہ کہیں بنی امیہ کے لڑکے اور ان کی نوخیز نسل اس بات سے برہم ہو کر ان کو قتل نہ کر ڈالے۔ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں وحمل العلماء الوعاء الذی لم یبثه علی الاحادیث التی فیھا تبیین اسامی امراء السوء واحوالھم وزمنھم وقد کان ابو ھریرہ یکنی عن بعضه ولا یصرح به خوفا علی نفسه منھم کقوله اعوذ بالله من رائس الستین والصبیان یشیر الی خلافت یزید بن معاویہؓ لانھاکانت سنته ستین من الھجرة واستجاب الله دعاء ابی ھریرةؓ فمات قبلھا بسنة۔

حدیث ۲۔ دعائے ابو ھریرہؓ۔ ان ابا ھریرةؓ یمشی فی السوق ویقول اللھمه لا

تدرکنی سنته ستین ولا امارة الصبیان وفی هذا اشاره الی ان اول الا غیلمة کان فی سنة ستین وهو کذالك فان یزید بن معاویہؓ استخلف فیها وبقی الی سنة اربع وستین ممات۔

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ بازار میں چلتے چلتے یہ دعا فرمانے لگتے اے اللہ مجھ پر ۶۰ھ کا زمانہ نہ آنے پائے اور نہ لڑکوں کی امارت کا زمانہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان لڑکوں میں سب سے پہلا لڑکا جو ۶۰ھ میں برسر اقتدار آیا یزید تھا۔ کیوں کہ یزید بن معاویہؓ اسی سن میں بادشاہ بنا پھر ۶۴ھ تک زندہ رہ کر مر گیا۔

حدیث ۳۔ ابوھریرہ کی ایک روایت جسے علی ابن الجعد اور ابن ابی شیبہ نے مرفوعا روایت کیا ہے اعوذ باللہ من امارت الصبیان قالوا وما امارت الصبیان قال ان اطعتموھم ھلکتم وان عصیتموھم اھلکوکم ۔میں اللہ سے لڑکوں کی امارت سے پناہ مانگتا ہوں۔ عرض کیا گیا لڑکوں کی امارت کا کیا معنی ہے۔ فرمایا اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہلاک ہوئے (کہ دین برباد ہوگا) اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو وہ تمھیں ہلاک کر دینگے۔ جس طرح حافظ ابن حجر نے وعائین کی تفسیر فرمائی ہے ابن تیمیہؒ نے بھی منہاج السنۃ ج ۴ میں اسی طرح کی ہے۔

حدیث ۴ مگر بخاری کی ۵ حدیث ۔باب قول النبی ﷺ ھلاک امتی علی یدی اغیلمہ من قریش سے دوسری حد کے تحت یہ حدیث نقل فرماتے ہیں ۔حدثنا موسی بن سماعیل حدثنا عمرو بن یحیی مارة بن سعید بن عمرو بن سعید قال اخبرنی جدی قال کنت جالسا مع ابو ھریرہؓ فی مسجد النبی ﷺ بالمدینة ومعنا مروان قال ابو ھریرہؓ سمعت الصادق المصدوق یقول ھلکت امتی علی یدی غلمه من قریش ۔(زیر بحث حدیث یہاں تک ہے۔) امام بخاری نے جس حدیث کا حوالہ ترجمۃ الباب میں دیا ہے وہ مسند احمد میں اور سنن نسائی میں خود ابوھریرہ بایں الفاظ مروی ہے کہ۔ ان فساد امتی علی یدی غلمه سفها من قریش ۔کی تفصیل تو پہلے گزر چکی ہے۔ مذکورۃ الصدر حدیث کے آخر میں ہے۔ فکنت اخرج مع جدی الی بنی مروان حسین ملکوا بالشام فاذا رائهم غلمان احداثا۔ کی تشریح ابن حجر نے اس طرح کی ہے والذی یظھر ان المذکورین من جملتھم وان اولھم یزید کما دل علیه قول ابی ھریرہؓ رائس الستین وامارة الصبیان فان یزید کان غالبا ینتزع الشیوخ الامارة البلدان الکبار ویولیها الاصاغر من اقاربه۔

ترجمہ اور ظاہر یہی ہے کہ راوی کے دادا نے جن حکمرانوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ قریش کے انہی لڑکوں

میں داخل ہیں۔ (جن کا ذکر حدیث میں ہے) ان میں پہلا شخص یزید ہے۔ چنانچہ حضرت ابوھریرہؓ کا ۶۰ ھ کے آغاز اور لڑکوں کی امارت کا ذکر کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ (اور اس میں کوئی شک نہیں) کہ یزید اکثر بڑے بڑے شہروں کی امارت سے بڑی عمر کے لوگوں کو ہٹا کر ان کی جگہ اپنے کم عمر رشتہ دار لڑکوں کو والی بنادیا کرتا تھا۔

حدیث ۵۔ اخرج ابو یعلی فی مسنده بسند ضعیف عن ابی عبیدؓ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من بنی امیه یقال له یزید۔

(حدیث ۶) واخرج الروئیانی فی مسنده عن ابی درداءؓ قال سمعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیه یقال له یزید۔

ترجمہ: ابو یعلی نے اپنی مسند میں بسند ضعیف حضرت ابوعبیدہ سے روایت کی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ہمیشہ عدل و انصاف پر قائم رہیگی حتی کہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جس کا نام یزید ہوگا وہ عدل میں رخنہ اندازی کریگا۔ اسی طرح رویانی نے اپنی سند میں حضرت ابو درداءؓ نے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اول شخص جو میری سنت کو تبدیل کریگا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا اور اس کو یزید کے نام سے پکارا جاتا ہوگا۔

حدیث ۷۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم من خاف اهل المدینه اخافه الله وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین (رواہ مسلم) سیوطی ص ۱۴۶۔ بیان الامراء۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ اسکو ڈرائے گا۔ اور اس کے اوپر اللہ اسکے فرشتے اور تمام انسانوں (کفار ہی چاہے اہل قلیب کیوں نہ ہوں شامل ہیں) کی لعنت ہوگی۔ اللهم لا تجعلنی مع القوم الظالمین ولا تجعلنی مع القوم الکافرین اعاذنا الله من غضبك و قهرك آمین۔

یزید صحابہؓ کی نظر میں

سیدہ عائشہؓ:

عن عائشهؓ قالت قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم ستته لعنتهم ولعنهم الله وکل نبی یجاب ۱ الزائدفی کتاب الله۔ والمکذب بقدر الله۔ والمسلط بالجبر و تلیغر من اذله ویذل من اعزه الله ۔ والمستحل لحرم الله۔ والمستحل من عترتی ما حرم الله ۔ والتارك لسنتی۔ رواه البیهقی فی المدخل ورزین فی کتابه ۔ عترت کا معنی نسل الرجل

وزرینہ اھ القاموس۔ مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر الفصل الثانی۔ حدیث گزر چکی ہے مطلوب جملہ ۵ ہے۔ جسے سمجھنے کے لیے خطوط یزید دیکھنا ضروری ہے۔ ایک خط باب اول میں گزر چکا ہے۔ اما بعد فخذ حسینا وعبدالله بن عمر وعبدالله بن زبیر بالبیعة اخذا شدیدا لیست فیه رخصة والسلام۔ اسی سال ماہ رمضان میں یزید نے اپنے چچازاد بھائی ولید بن عتبہ بن سفیان کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر کے اسکی جگہ عمرو بن سعید اشدق کا تقرر کیا قصور صرف یہ تھا کہ اسنے حسین وعبداللہ بن زبیر پر سختی نہیں کی۔

گھر کی شہادت:

روی ابو بکر بن عیاش عن ابی اسحاق قال کان شمر یصلی معنا ثم یقول اللهم انك تعلم انی شریف فاغفرلی قلت کیف یغفر الله لك وقد اعنت علی قتل ابن رسول ﷺ قال ویحك فکیف نصنع ان امراءنا هولاء امرونا بامر فلم نخالفهم ولو خالفناهم (خالفناهم) کنا شرمن هذه الحمر الشقاة. قلت (ای الحافظ الذهبی) ان هذا العذر قبیح فانما الطاعة فی المعروف۔ ابوبکر بن عیاش ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے کہ شمر ہمارے ساتھ نماز پڑھتا اور پھر یوں دعا کرتا اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں ایک شریف آدمی ہوں اس لیے مجھے بخش دے اس پر میں نے کہا (اس شمر سے) کہ اللہ تعالیٰ تجھے کیسے بخشے گا تو نے تو ابن رسول کے قتل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ کہنے لگا تجھ پر افسوس ہے ہم کر بھی کیا سکتے تھے ہمارا بس ہی کیا تھا ہمارے ان حاکموں نے ایک حکم دیا تھا ہم نے اسکی مخالفت نہیں کی اور اگر ہم ان کی مخالفت کرتے تو ان بدنصیب گدھوں سے بھی بدتر ہوتے۔ پس معلوم ہوا کہ وا لمستحل من عترتی ما حرم اللہ میں یزید ہی قتل عترت ہے۔

حدیث مذکور کے مزید توضیحی پہلو:

یہ حدیث ترمذی نے بھی روایت کی ہے اور حاکم نے بھی سیدہ عائشہ سے اور حاکم نے ابن عمر سے۔ یہ معلوم نہیں کہ یزید تقدیر کا منکر تھا یا نہیں باقی چاروں عیب اس میں موجود تھے۔ اور یہ جملہ بھی قابل ذکر ہے کہ وہ دھونس اور جبر واستبداد سے امت مسلمہ پر مسلط تھا۔ اہل بیت نبوی جو اللہ اور اسکے رسول کے نزدیک معززترین خلائق ہیں ان کی توہین اور تذلیل کرنے میں اسنے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

تین مفسدین اور شریر لوگ۔ جنھوں نے حرمین محترمین پر چڑھائی کی اور حضرت حسینؓ کو شہید کیا جیسے عبیداللہ ابن زیاد عمر بن سعد شمر بن ذی الجوشن مسلم بن عقبہ حصین بن نمیر وغیرھم جیسے خبیث اور ظالم افراد اس کے نزدیک معزز اور محترم تھے۔ (خلاصہ) اس نے حرم الٰہی کی حرمت کا

کیوں کیا نہ کیا۔ حضرت پیغمبر ﷺ کی ... کو خاک میں ملا دیا۔ اور تارک سنت تو تھا ہی۔

یزید ہلاکت امت بدست اغیلمہ من قریش:

یہ بات بہت بڑی ہے۔ امام بخاری نے ایک باب قائم کیا ہے۔ باب قول النبی ﷺ هلاک امتی علی یدی اغیلمة من قریش کی وضاحت مسند احمد اور سنن نسائی والی روایت مرویہ ابوهریرہ ان فساد امتی علی یدی غلمة سفهاء من قریش۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ و فی هذا اشارة الی ان اول الاغیلمة کان فی ستین وهو کذالک فان یزید بن معاویه استخلف فیها وبقی الی سنة اربع وستین فمات۔

شجرہ قریش

سیدنا حسینؓ		یزید
علی و فاطمہؓ		امیر معاویہ بن ابی سفیان
ابوطالب	محمد رسول اللہ	ابوسفیان اصل صخر
عبداللہ		حرب
عبدالمطلب		شیبہ امیہ
ھاشم عمر		عبدالشمس
عبد مناف مغیرہ		عبدمنان اصل مغیرہ

قصی اصل زید بن کلاب

حضرت حسینؓ اکرم الناس ابا واما وجدا وجدة وعما وعمة وخالا وخالة ابوه علی ابن ابی طالب وامه فاطمه بنت محمد ﷺ۔ وجده رسول ﷺ وجدته خدیجة الکبری وعمه جعفر طیار وعمةهاله بنت ابی طالب وخاله القاسم بن محمد ﷺ وخالته زینب بنت محمد ﷺ ظاہر ہوا یا نہ ہوا۔

بکاء حسینؓ سبب ایذاء رسول ﷺ:

حضرت زید بن ابی زیاد فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمہ زہرا کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا بیٹی اسکو رونے نہ دیا کرو۔ الم تعلمی ان بکائه یو ذینی۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسکے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لیے علماء فرماتے ہیں یو ذیہ بکائہ حدیث بھی ہے عن ابی امامه قال قال رسول ﷺ لا تبکوا هذا یعنی حسینا فکان یوم ام سلمةؓ فنزل جبریل فقال رسول ﷺ لام

سلمہؓ لا تدعی احدا یدخل فجاء حسینؓ فبکی فخلة یدخل حتی مدخل جلس فی حجر رسول ﷺ (الحدیث)

یزید ابوعبیدہؓ کی نظر میں:

وفی الصواعق وایضا فی بیان الامراء فقد اخرج ابو یعلی فی مسنده بسند لکنه ضعیف عن ابی عبیدةؓ قال رسول ﷺ لا یزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من بنی امیه یقال له یزید ۔اس میں نام کی بھی وضاحت ہے۔اور قبیلہ کی بھی۔حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

یزید ابودرداءؓ کی نظر میں:

یہ حدیث بھی گزر چکی ہے۔واخرج الرویانی فی مسنده عن ابی درداءؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیہ یقال له یزید۔یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ پہلا شخص جو امراۃ میں رخنہ اندازی کریگا اور سنت نبوی کو بدلے گا وہ یزید ہی ہوگا۔(وضاحت) یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بعض لوگ حضرت امیر معاویہؓ کو سب کرتے ہیں۔اور انہیں خلیفہ راشد نہیں مانتے اور نہ سمجھتے ہیں تو حضرت امیر معاویہؓ نے لم یثلم۔رخنہ اندازی نہیں کی۔ولم یبدل۔اور نہ سنت نبوی کو بدلا لھذا شجرہ یزید ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ کی نظر میں:

فقد اخرج الواقدی من طرق ان عبدالله بن حنظله ابن الغسیل قال والله ما خرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارة من السماء ان کان رجلا ینکح امهات الاولاد والبنات و الاخوات و یشرب الخمر ویدع الصلوة۔واقدی نے مختلف اسناد سے بیان کیا ہے کہ "ہم نے یزید کے خلاف اُس وقت تک بغاوت نہیں کی جب تک کہ ہمیں یہ یقین نہ ہوگیا کہ اگر اب ایسا نہ کیا گیا تو اسمان سے پتھر برس پڑیں گے۔سخت تعجب ہے کہ لوگ ماؤں بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کریں اور کھلم کھلا شراب پئیں اور نمازیں چھوڑ دیں۔ص 222 بحوالہ سابق۔

یزید ہی نہیں بلکہ یزید کے گورنر کی بھی مذمت حدیث میں:

یزید نے والی مدینہ کو معطل کر کے عمرو بن سعید اشدق کو والی مدینہ بنایا تو اس کی مذمت بصورت پیشگوئی نبوی مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ نے روایت فرمائی ہے۔سمعت رسول الله ﷺ یقول لیرعض علی منبری جبار من جبابره بنی امیه حتی یسیل

رعافه قال فاخبرنی من رای عمرو بن سعید بن العاص رعف علے منبر رسول ﷺ حتی سال رعافه۔ بحوالہ البدایہ والنہایہ رشید ص66-65۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سُنا کہ یقیناً بنی امیہ کے ستمگروں میں سے ایک ستمگر میرے منبر پر بیٹھے گا تو اس کی ناک سے نکسیر بہہ نکلے گی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ پھر مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے عمرو بن سعید بن العاص کو اس حال میں دیکھا تھا کہ رسول ﷺ کے منبر پر اس کی نکسیر اتنی پھوٹی کہ منبر پر سے بہنے لگی یہ سیاہ کارنامہ بھی یزید ہی کا ہے کہ ولید بن عتبہ کو صرف اس جرم کہ اُس نے حضرت سیدنا حسین پر سختی نہیں کی کو معطل کر کے اُس جبار بنو امیہ کو والی مدینہ بنادیا جس طرح کہ کوفہ گورنر حضرت نعمان بن بشیر کو معطل کر کے عبید اللہ بن زیاد کو مقرر کردیا جو حضرت علیؓ کا دشمن اور ان کی آل بھی دشمن تھا۔

یزید سعد بن ابی وقاص کی نظر میں:

واقعہ حرہ کو مد نظر رکھ کر حدیث شریف کو پڑھیں اور تصور کریں۔ یزید کی مذمت اور انجام بزبان رسول ﷺ۔ یہ حدیث ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔ من اراد اهل المدینه بسوء اذابه الله کما یذوب الملح فی الماء باب تحریم الارادة بسوء و ان من ارادهم به اذاب الله (مسلم)۔ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کریگا حق تعالیٰ اس کو اسی طرح پگھلا دیں گے جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ محدث قاضی عیاضؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ کما انقضی شان من حاربها ایام بنی امیه مثل مسلم بن عقبه فانه هلك فی منصرفه عنها ثم هلك یزید بن معاویه مرسله علے اثر ذالك شرح مسلم از نوی ج

1۔ جس طرح کہ ان لوگوں کی شان و شوکت ختم ہو کر رہ گئی جنہوں نے بنو امیہ کے عہد حکومت میں اہل مدینہ سے جنگ کی تھی جیسے مسلم بن عقبہ کہ وہ اس جنگ سے پلٹتے ہی ہلاک ہو گیا اور پھر اسی طرح اس مہم پر بھیجنے والا یزید بن معاویہ بھی اس کے پیچھے پیچھے موت کے منہ میں چلا گیا۔ رشید۔ ص90۔ امام بخاریؒ نے اس کے ذیل میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ لا یکید اهل المدینه احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء۔ اذاب اور انماع کا معنی واحد ہے۔ یہ حدیث بھی حضرت سعد سے مروی ہے۔ بذریعہ بی بی عائشہ صدیقہؓ کائنات۔

یزید سائب بن خلاد کی نظر میں:

امام نسائیؒ نے مرفوع روایت پیش فرمائی ہے کہ من اخاف اهل لمدینه ظالما لهم اخافه الله وکانت علیه لعنة الله ۔ جو ظالم اہل مدینہ کو خوف میں مبتلا کریگا۔ اللہ اُس پر خوف کو

مسلط کریگا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی۔اس روایت میں بزبان رسول لعنت بھی کردی گئی ہے۔

یزید ابوسعید خدریؓ کی نظر میں:

وروی امام احمد حدثنا ابوعبدالرحمن حدثنا حیوۃ حدثنی بشیر بن عمرو الخولانی ان الولید بن قیس حدثه . انه سمع ابا سعید الخدری یقول سمعت رسول الله ﷺ یکون خلف من بعد ستین سنة اضاعو االصلوة و اتبعو ا الشهوات فسوف یلقون غیا ۔ امام احمدؒ اپنی سند کے ساتھ ابوسعید خدریؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے سُنا کہ سن ساٹھ (60) ہجری کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے کہ جو نمازیں چھوڑیں گے اپنی خواہشات نفسانی کا اتباع کریں گے۔عنقریب غی میں داخل کیئے جائیں گے۔غی جہنم کی وادی ہے۔اس حدیث میں 60ھ کی وضاحت ہے جو یقینی طور پر یزید کے بارے میں ہے اور اس کے کردار اور انجام اخروی کا ذکر نبی علیہ السلام نے فرمادیا ہے۔

یزید ابن عباسؓ کی نظر میں:

حضرت ابن عباسؓ شام کے وقت اپنے اصحاب کو کھانا کھلا رہے تھے کہ حضرت امیرالشھ بالحق والایقان امیر معاویہؓ کے مرگ اور یزید کے حاکم بننے کی خبر پہنچی۔اُس وقت وہ اپنے منہ میں لقمہ داخل کرنے والے ہی تھے کہ آپ نے وہ لقمہ رکھ دیا تھوڑی دیر سر جھکا کر متفکر اور پریشان بیٹھے رہے پھر امیر معاویہؓ کی تعریف فرمائی اور آئندہ آنے والے واقعات کی طرف لطیف اشارہ فرمایا۔

جبل تدکدك ثم مال بجمیعه فی البحر والتملت علیه الابحرلله درابن هند ۔ پہاڑ تھا جو ریزہ ریزہ ہوگیا پھر سمندر میں گرگیا (چلا گیا) اور اس سے کئی سمندر بن گئے۔اس موقع پر حضرت ابن عباسؓ نے جو رائے ظاہر فرمائی آئندہ آنیوالے واقعات نے اس کی تصدیق فرمادی۔ بہر حال ایک شخص نے قطع کلامی کرتے ہوئے کہا اتقول هذا فیه۔ان کے حق میں آپ بھی ایسا فرماتے ہیں تو آپؓ نے فرمایا فقال ویحك انك لاتدری من مضی عنك و من بقی علیك وستعلم ثم قطع الکلام ۔تجھ پر افسوس ہے تجھے پتہ ہی نہیں کہ تجھے چھوڑ کر کون چلا گیا اور تجھ پر مسلط ہونے کیلیئے کون باقی رہ گیا سو اب تجھے معلوم ہو جائیگا۔الاغانی لعلامہ ابوالفرج اصفہانی کے حوالہ سے۔

ابن عباسؓ اور یزید کی خط و کتابت:

سے مزید وضاحت اور کچھ مخفی حقیقتوں کا اظہار۔یزید کا خط جو اس نے ابن عباسؓ کو ابن زبیر کے بیعت سے انکار کرنے کے بعد لکھا۔ملاحظہ فرمائیں (نعوذ باللہ پڑھ کر خط کی ابتداء کریں)۔

اما بعد فقد بلغنی ان الملحد ابن الزبیر دعاك الی بیعته وانك اغت صمت ببیعتنا و فاء منك لنا فجزاك الله من ذی رحم خیر ما یجزی المواصلین لارحامهم الموفین بعهودهم فما انسی من الاشیاء فلست بناس برك و تعجیل صلتك بالذی انت له اهل فانظر من طلع علیك من الافاق ممن سحرهد ابن الزبیر بلسانه فا علمهم بحاله فانهم منك اسمع الناس و لك اطوع منهم للمحل۔ الخ۔ اما بعد مجھے اطلاع ملی ہے کہ ملحد بن الزبیر نے آپ کو اپنی بیعت کیلئے کہا تھا اور آپ ہماری وفاداری میں بیعت پر مستقیم رہے اللہ تعالیٰ آپ جیسے رشتہ دار کو بہتر سے بہتر جزائے خیر دے جو وہ اُن حضرات کو دیتا ہے کہ جو صلہ رحمی کرتے ہیں اور اپنے عہد پر قائم رہتے ہیں سواب میں کچھ بھی فراموش کروں مگر آپ کے اس احسان کو نہیں بھولونگا اور نہ آپ کی خدمت میں فوراً ایسے صلے کی روانگی جو آپ کے شایان شان ہو اب آپ ذرا اتنا خیال اور رکھیں کہ جو بھی بیرونی آدمی آپ کی خدمت میں آئے اور ابن زبیر نے اپنی جادو بیانی سے اُسے متاثر کر لیا ہو تو آپ ابن زبیر کے حال سے اسے آگاہ فرمائیں کیونکہ (نعوذ باللہ) اس حرم کعبہ کی حرمت کے حلال کرنے والے کی بنسبت لوگ آپ کی زیادہ سنتے اور مانتے ہیں۔

جواب ابن عباسؓ یعنی سرزنش نامہ:

اما بعد فقدجاء نی کتابك فا ما ترکی بیعة ابن الزبیر فوالله ما ارجوا بذاك برك و لاحمدك ولکن الله باندی انوی علیم وزعمت انك لست بناس بری فاحبس ایها الانسان برك عنی فانی حالبس عنك بری وسئلت ان اُحبب الناس الیك و البعضهم و اخذلهم لابن الزبیر فلا ولا سرور ولا کرامة کیف وقد قتلت حسینا و فتیان عبدالمطلب مصابیح الهدی ونجوم الاعلام غادرتهم خیولك بامرك فی صعید واحد مرملین مقتولین بالظئما لا مکفنین ولا موسدین تسفی علیهم الریاح و تنتابهم عوج الصباع حتی اتاه الله بقوم لم یشر کوا فی دماء هم کفنوهم وادفنوهم و بربی تعززت وجلست مجلسك الذی جلست فما انسیمن الاشیاء فلست بناس اطرادك حسینا من حرم رسول الله صلی الله علیه واله وسلم الی حرم الله و تیسیرك الخیول الیه فما زلت بذالك حتی اشخصته الی العراق فخرج خائفا یترقب فنزلت به خیلك عداوة منك لله و رسوله ولاهل بیته الذین اذهب الله عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا فطاب

الیکم الموادعة وسئلکم الرجعة فاغتنمتم قلة انصاره و استیصال واهل بیته و تعاونتم علیه کانکم قتلتم اهل بیت من الشرک و الکفر فلاشئ اعجب عندی من طلبتك ودی و قد قتلت ولد ابی و سیفك یقطر من دمی و انت احدثاری ولا یعجبك ان ظفرت بنا الیوم فلنظفرن بك (یوماً) والسلام ۔ (صد آفرین صد آفرین اے ابن عباسؓ آپ سے یہی امید تھی اللہ تعالیٰ آخرت میں منعمین کی معیت نصیب فرمائے اور آپ کے درجات قیامت تک ہمیشہ بلند فرماتا رہے۔ آمین ثم آمین)۔

ترجمہ تحدید نامہ :

امابعد تمہارا خط مجھے ملا۔ میں نے جو ابن زبیر سے بیعت نہیں کی تو واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں اس سلسلہ میں تم سے حسن سلوک اور تمہاری ثناء وصفت کا خواہاں نہیں ہوں بلکہ جس نیت سے میں ایسا کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے اور تمہیں جو یہ زعم ہے کہ میرے حسن سلوک کو فراموش نہ کرو گے تو اے انسان اپنے اس حسن سلوک کو اپنے پاس اٹھا رکھ کیونکہ میں اپنے حسن سلوک کو تم سے اٹھا رکھونگا تم نے جو مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کروں اور ابن زبیر سے ان کو نفرت دلاؤں اور ان کو بے یارو مددگار چھوڑنے پر آمادہ کروں سو ایسا بالکل نہیں ہو سکتا اور نہ تمہاری خوشی ہمیں منظور ہے اور نہ تمہارا اعزاز اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ (یزید ہی قاتل حسین ہے) حالانکہ تم نے سیدنا حسینؓ کو قتل کیا اور جوانان عبدالمطلب کو قتل کیا جو ہدایت کے چراغ اور ناموروں کے ستارے تھے۔ تمہارے سواروں نے (کیونکہ معرکہ کربلا یزید کے حکم سے ہوا) تمہارے حکم سے ان لوگوں کو خاک وخون میں لت پت ایک کھلے میدان میں اس حال میں چھوڑا (یزیدیوں نے شہداء کربلا کا نہ جنازہ پڑھا نہ کفن دیا) یعنی اس حال میں ڈال دیا تھا کہ اُن کے بدن پر جو کچھ تھا چھین لیا گیا۔ پیاس کی حالت میں اُن کو قتل کیا (کچھ لوگ کہتے ہیں پانی بند نہیں کیا گیا تھا یہ افسانہ ہے) گیا۔ ہوائیں اُن پر خاک ڈالتی رہیں اور بھوکے بجو باری باری اُن کی لاشوں پر آتے جاتے رہے تا آنکہ مکفنین ومدفنین حق تعالیٰ نے اُن کیلئے ایسی قوم کو بھیجا جن کے ہاتھ اُن کے خون سے رنگین نہ تھے اور اُن لوگوں نے آکر اُن کو کفن دیا اور دفن کیا (جنازہ کی صراحت یہاں بھی نہیں) حالانکہ بخدا ان ہی کے طفیل تجھے یہ عزت ملی ہے اور تجھے اس جگہ بیٹھنا نصیب ہوا جس جگہ اب بیٹھا ہوا ہے۔ اب میں خواہ سب چیزیں فراموش کر دوں پر اس بات کو فراموش نہیں کر سکتا (یزید ہی نے بسازش حسین کو کوفہ بلوایا) کہ تو نے ہی حسین کو مجبور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم سے حرم الٰہی میں پہنچایا پھر اپنے سواروں کو برابر اُن کے پاس بھیجتا رہا اور مسلسل لگا تار حتی کہ اُن کو عراق کی طرف روانہ کر کے چھوڑا چنانچہ وہ

حرم مکہ سے اس حالت میں نکلے کہ اُن کو دھڑ کا لگا ہوا تھا اور پھر تیرے سواروں نے اُن کو جالیا یہ سب کچھ تو نے خدا اور سول اور اسکے اہل بیت کی عداوت میں کیا۔ (جس سے اس بات کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ اُس نے سبایا اہل بیت اور راس الحسینؓ کو دیکھ کر کہا کہ میں نے بدلہ لے لیا ہے ان سے اس چیز کا کہ انہوں نے میرے بڑوں سے اور سرداروں کے ساتھ بدر میں جو کچھ کیا تھا) کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے نجاست دور کر کے ان کو خوب پاک وصاف کر دیا تھا۔ حسینؓ نے (ہاتھ میں ہاتھ دینے کی تردید) تمہارے سامنے صلح کی بھی پیشکش کی اور واپس لوٹ جانے کی بھی (المواد عۃ الوداع۔ یعنی تمہیں چھوڑ کرنا واقف علاقہ میں چلے جانے کا) درخواست کی مگر تم نے یہ دیکھ کر کہ ''اس وقت بے یارومددگار ہیں اور ان کے خاندان کا استیصال کیا جا سکتا ہے موقع کو غنیمت سمجھا (یہ غلط ہے کہ ابن زیاد نہ مانا بلکہ یزید کے خط کی وجہ سے شمر کی طرح یہ بھی یزید کے ہاتھوں مجبور تھا) اور تم اُن کے خلاف باہم تعاون کر کے ان پر اس طرح ٹوٹ پڑے کہ گویا تم مشرکین یا کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو۔ قابل توجہ (قاتل حسین یزید) بس اب میرے نزدیک اس سے زیادہ اور کیا تعجب کی بات ہو گی کہ تو میری دوستی کا طالب ہے حالانکہ تو میرے دادا کے خاندان کو قتل کر چکا ہے اور تیری تلوار سے میرا خون ٹپک رہا ہے اب تو تو میرے انتقام کا ھدف ہے اور اس خیال میں نہ رہنا کہ آ تو نے ہم پر فتح پالی ہے ہم بھی کسی نہ کسی دن تجھ پر فتح پا کر رہیں گے۔ والسلام

انس بن الحارثؓ شہید کربلا:

اخرجه البغوی والطبرانی فی الکبیر عن ام سلمة ام المؤمنینؓ قالت قال رسول الله ﷺ ان ابنی هذا یعنی الحسین یقتل بارض من ارض العراق یقال لها کربلا فمن شهد ذالك منکم فلینصره البدایة والنهایه۔ میں بھی بغوی کے معجم الصحابہ کے حوالہ سے موجود ہے (رشید ص 98-197) امام بخاریؒ نے التاریخ الکبیر میں فرمایا ہے کہ انس بن الحارث قتل مع الحسین بن علی سمع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انس بن الحارث یہ حضرت حسین بن علی کے ساتھ شہید ہوئے کیونکہ انہوں نے آنحضرتؐ سے (مذکورہ بالا حدیث) حدیث سُن رکھی تھی۔

اس روایت سے حضرت حسینؓ (حضرت حسین کے موقف کی سند اور حضرت کی ذمہ داری) کے موقف کی صحت روز روشن کی طرح عیاں ہو گی۔ حضرت علی اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اس اُمت کے نجباء اور رقباء میں تھے اور اس منصب کی ذمہ داری تھی کہ اُمت میں جب بھی کوئی خرابی پیدا ہو تو یہ اس کا بروقت تدارک کریں خواہ اس سلسلہ میں جان کی قربانی دینی پڑے یا جاہ کی یا جان و مال دونوں کی۔ اس لیے ان تینوں بزرگوں نے اپنے اپنے وقت میں اصلاح اُمت کے سلسلہ میں جو بھی

اقدام فرمایا وہ عین رضا الٰہی اور شریعت کے مطابق تھا اور حدیث نبویؐ سے ثابت ہے کہ ان تینوں حضرات کا جنگ و صلح کے بارے میں جو اقدام بھی ہوگا وہ آنحضرت ﷺ کے منشا کے عین مطابق ہوگا۔

عن زید بن ارقمؓ ان رسول الله ﷺ قال لعلی و فاطمه والحسن والحسین انا حرب لمن حاربهم اسلم لمن سالمهم ترمذی مشکوٰۃ ص570۔ جوان سے لڑے گا میری ان سے لڑائی ہے اور جو ان سے صلح کریگا میری بھی ان سے صلح ہے۔ یزید سے ازروئے خط ابن عباسؓ وغیرہم کے نبی علیہ السلام کی جنگ ہے۔ نعوذ بالله من هذه الشقاوة۔

یزید عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی نظر میں:

علامہ ذہبی سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے فرزدق شاعر کو حضرت حسینؓ کی نصرت (مطابق حدیث ام سلمہؓ کے) کیلئے ترغیب دیکر روانہ فرمایا تھا۔

(نوٹ): عبداللہ بن عمروؓ سے ہماری سند متصل مسلسل ہے جو احقر الانام نے ہمارے مشائخ اپنے ائمہ عمل کے آئینہ میں میں درج کردی ہے۔ اس سے مزید یہ بھی ثابت ہوا کہ الحمدللہ سب مشائخ حسینی ہیں۔ اللهم استقم علیها الی یوم القیمة و احشرنا معهم یوم القیمة آمین وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله واصحابه وسلم اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

صحابہ کا مسلک اور طریقہ

علامہ شمس الائمہ سرخسی کی شرح سیر کبیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ عن الجماعة من الصحابة انهم قالوا اذا عدل السلطان فعلى الرعية الشكر وللسلطان الاجر واذا جار فعلى الرعية الصبر وعلى السلطان الوزر ... ایک جماعت سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب سلطان عدل کرے تو رعایا کو شکر کرنا چاہیے اور سلطان کو اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر وہ ظلم کرے تو رعایا کو صبر کرنا چاہیے اور سلطان پر اس کا گناہ ہوگا۔ ص ۹۶۔۹۷ رشید۔

مسلم بن عقبہ کا یزید کے لیے بیعت کا معمول

علامہ ابن حزم ظاہری کی اسماء الخلفاء والولاۃ وذکر مدد ہم کے حوالے سے لکھا ہے والکرہ اہل المدینہ علی ان یبایعوا یزید بن معاویہؓ علی انهم عبید له ان شاء باع وان شاء اعتق۔ (اس حادثہ حرہ میں اہل مدینہ کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ وہ یزید بن معاویہؓ سے اس شرط پر بیعت کریں کہ وہ اسکے غلام ہیں چاہے آزاد کرے چاہے بیچ ڈالے۔

بیعت علی حکم القرآن و سنت رسول الله کا انجام

وذکرلہ بعضہم المبیعت علی الحکم القرآن وسنۃ رسول اللہ ﷺ فامر بقتلہ فضرب عنقہ صبرا وھتک مسرف او مجرم الا اسلام حتکہ۔ ایک صاحب نے یہ شرط رکھی کہ قرآن اور سنت رسول کے حکم کے مطابق بیعت کرتے ہیں تو اس نے (مسلم بن عقبہ) نے ان کے قتل کا حکم دیا اور ان کو گرفتار کرکے فوراً قتل کر دیا گیا۔

ابن عمرؓ کی بیعت اور ان کے الفاظ

حضرت ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہم نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت قطعاً نہیں کی اور پھر جب یزید تخت حکومت پر بیٹھا تب بھی ابن عمر نے سب سے آخر میں بیعت کی تھی۔ (البدایہ والنھایہ) ج ۸ ص ۱۴۸

الفاظ بیعت۔

انا قد بایعنا ھذا الرجل علے بیع اللہ ورسولہ۔ علامہ احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اسکے معنی یہ لکھے ہیں۔ علی بیع اللہ ورسولہ ای علی شرط ما امر بہ من بیعۃ الامام۔ یعنی جس شرط کے ساتھ اللہ اور اسکے رسول نے خلیفہ کی بیعت کا حکم دیا ہے اس کے مطابق۔ (ابن عمر سے مزید وضاحت) علامہ شمس الائمہ سرخسی کی شرح کبیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ۔ وقد روی انہ لما ولی یزید بن معاویہؓ قال ابن عمرؓ ان یکن خیرا شکرنا وان یکن بلاء صبرنا ثمہ قراء قولہ تعالے۔ فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم۔ ج ۱ ص ۱۰۸۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا تو ابن عمرؓ نے فرمایا اگر یہ بھلا ہو تو ہم شکر کریں گے اگر برا ہوا تو صبر کریں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت بارک پڑھی۔ پھر اگر تم نے منہ پھیرا تو اس کے ذمہ ہے جو بوجھ اس پر رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا گیا ہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ ابن عمر کی بیعت یزید کے ہاتھ پر نہ تھی اس لیے ہمارے لیے حجت نہیں بلکہ ہماری حجت صحابہ کرامؓ ہیں جو نجوم ہدایت ہیں۔ انہی لوگوں کا عمل ہمارے لیے حجت ہے جو واضح کر دیا گیا ہے

جابر بن عبداللہؓ کی بددعا

حافظ ابن کثیرؒ نے دار قطنی کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ سے جو روایت اس سلسلے میں نقل کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ عن محمد بن عبد الرحمان ابن جابر بن عبدالله قال خرجنا مع ابينا يوم الحره وقد كف بصره فقال تعس من اخاف رسول الله ﷺ فقلنا يا ابت وهل احد نحيف رسول الله ﷺ فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول من اخاف اهل هذا الحي من الانصار فقد اخاف ما بين هذين و ... يده علي جنبيه.

جابر بن عبد اللہ کے بیٹوں سے روایت ہے کہ حرہ کے دن ہم اپنے والد کے ساتھ باہر نکلے۔ اس وقت آپ کی بینائی زائل ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا برباد ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کو خوف میں مبتلا کیا۔ ہم نے عرض کیا ابا جان کوئی رسول اللہ ﷺ کو ڈرا سکتا ہے۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے اس قبیلہ انصار کو ڈرایا اس نے میرے ان دو پہلوؤں کے درمیان جو چیز ہے یعنی قلب نبوی ﷺ کو ڈرایا جس وقت یہ لفظ آپ کی زبان مبارک سے نکل رہے تھے آپ اپنے دونوں پہلوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ (البدایہ والنہایہ۔ ج ۸ ص ۲۲۳۔ رشید۔ ص ۱۰۳۔ ۱۰۴)

ہم نے مختصراً یہ مضامین نقل کر دیئے ہیں اس سے آپ نے یزید اور اس کی منتخبہ شخصیات کے کردار کو ملاحظہ فرما لیا اور یزید کے بارے میں صحابہؓ کے تاثرات خصوصاً یزید کے بارے میں بخاری شریف کی احادیث ملاحظہ فرمالیں۔ پیش نظر صرف اور صرف یہی ہے کہ حقائق کو متلاشیان حق کے سامنے لایا جائے۔

یزید محدثین کی نظر میں

اس بحث کو علیحدہ لکھنے کی ضرورت ہرگز نہ تھی کیوں کہ اس کتاب میں اول سے آخر تک تمام حوالہ جات محدثین ہی کی کتابوں سے لیے گئے ہیں۔ تاہم چند محدثین کے نام مزید لکھے جاتے ہیں۔ ذرا توجہ سے اور تعصب، ضد، ہٹ دھرمی اور جاہلانہ حمیت سے دور رہ کر سمجھنے کی کوشش کریں۔

یزید کے لیے خود امیر معاویہؓ کی بد دعا

ابن حجر ہیتمی وقد تبر عمر یزید لسوء ما فعلہ۔ کٹ گئی عمر یزید کی اس کے برے عملوں کی وجہ سے اس جملہ کی شرح آگے بیان کی جائیگی۔ واستجابۃ لدعوۃ ابیہ فانہ لم علی عہدہ الیہ فخطب وقال اللھم ان کنت انما عاھدت لیزید لما رئیت من فعلہ فبلغہ ما املتہ واعنہ وان کنت انما حملنی حب الوالد لولدہ وانہ لیس لما صنعت بہ اھلا فاقبضہ قبل ان یبلغ ذالک دوسری وجہ ان کے والد رضی اللہ عنہ کی قبولیت دعا ہے جب انہیں ولی عہدی پر ٹوکا گیا تو برسر منبر انہوں نے دعا مانگی۔ اے اللہ اگر میں یزید کی ولی عہدی اس کی لیاقت کی وجہ سے کر رہا ہوں تو اسے میری امنگوں پر پورا اتار اور اس کی مدد فرما۔ اگر میں حب والد میں آکر اس کی بیعت لے رہا ہوں اور یہ اس لائق نہیں تو اس کو موت دیدے اس سے پہلے کہ حکومت جما سکے۔ اردو مفہوم اب آپ دیکھیں۔ اس کی آمریت 60 رجب اور موت 64 ہے۔ آپ نے امیر شہیر بالحق والایقان حادی والمھدی امیر معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما کی بد دعا اور اس کا ظہور ملاحظہ کر لیا باقی رہی اس کی عمر بتر میں اس کی شرح بتر بمعنی نسل کا منقطع ہونا ہے۔

خواجہ محمد پارسا محدث کی زبانی "فصل الخطاب" میں فرماتے ہیں روز خف باقی نماند از اولاد

دے مگر زین العابدین پس حق تعالیٰ از صلب دے آنقدر کہ خواست از اہل بیت نبوت بیروں آورد واز یزید و اخلافش یک تن نگذاشت کہ خانہ آبادان کند و آتش افروزد و اللہ تعالیٰ راست ترین گویندگان است بہ حبیب خود کہ فرمودان شانئک ھوالابتر (الفرع النامی من اصل السامی نواب صادق حسن خان بھوپالی ص 57 طبع نظامی کان پور۔ کربلا کے دن حضرت حسینؓ کی اولاد نرینہ سے بجز حضرت زین العابدین کے کوئی مرد باقی نہ بچا پھر حق تعالیٰ نے آپ کی پشت سے خاندان نبوت کے جتنے افراد کو پیدا کرنا چاہا پیدا فرمایا اور ان کو شرق و غرب میں پھیلا دیا چنانچہ کوئی نواح اور کوئی شہر ایسا نہیں کہ جوان حضرات کے وجود سے خالی ہو اور نہ کبھی خالی ہوگا اور یزید اور اس کی نسل سے ایک شخص کو بھی باقی نہ چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس میں دیا جلائے۔ کوئی نام لیوا نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے کہ جس نے اپنے حبیبؐ سے فرما دیا تھا کہ بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہے گا بے نام۔

یزید اپنے بیٹے (معاویہ بن یزید) کی نظر میں

ثم قلد ابی الامر وکان غیر اہل لہ ونازع ابن بنت رسول ﷺ فقصف عمرہ وانبتر عقبہ وصار فی قبرہ رھینا بذنوبہ ثم بکی وقال ان من اعظم الامور علینا علمنا بسوء مصرعہ وبئس منقلبہ وقد قتل عترۃ رسول ﷺ واباح الخمر وخرب الکعبۃ ولم اذق حلاوۃ الخلافۃ فلا اتقلد مرارتھا فشانکم امرکم واللہ لئن کانت الدنیا خیرا فقد نلنا منھا حظا ولئن کانت شرا فکفی ذریۃ ابی سفیان ما اصابوا منھا۔ یزید خلافت کا اہل نہ تھا یہی وجہ ہے کہ وہ والد کی بددعا سے جلد مر گیا۔ پھر میرے والد یزید نے حکومت سنبھالی تو وہ اس کا اہل ہی نہ تھا اس نے نواسہ رسول سے جھگڑا کیا۔ آخر اس کی عمر گھٹ گئی اور نسل مٹ گئی۔ (بغیر توبہ کے مر گیا کا مرنا) اور پھر وہ اپنی قبر میں اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر دفن ہو گیا (یزید فاسق تھا) معاویہ یہ کہہ کر رونے لگے پھر کہا جو بات ہم پر سب سے زیادہ گراں ہے وہ یہی ہے کہ اس کا بُرا انجام اور بُری عاقبت ہمیں معلوم ہے (اور کیوں نہ ہو جبکہ) یزید ہی قاتل حسین و عترت رسول ہے۔ اُس نے واقعی عترت رسول کو قتل کیا (یزید شرابی اور فاسق تھا) شراب کو مباح کیا۔ بیت اللہ کو برباد کیا اور میں نے خلافت کی حلاوت ہی نہیں چکھی تو اس کی تلخیوں کو کیوں جھیلوں؟ اس لیے اب تم جانو اور تمہارا کام۔ خدا کی قسم اگر دنیا خیر ہے تو ہم اس بڑا حصہ پاچکے اور اگر شر ہے تو جو کچھ ابوسفیان کی اولاد نے دنیا سے کمالیا وہ کافی ہے۔ یہ ہے خود یزید کے بیٹے معاویہ کا آخری خطبہ۔ صواعق ص 224۔

ابن زیاد کی نظر میں

ابن جریر طبری کے حوالے سے مرقوم ہے حدثنا ابن حمید قال حدثنا جریر عن مغیرۃ قال کتب یزید الی ابن مرجانۃ ان اغز ابن الزبیر فقال لا اجمعھا للفاسق ابدا اقتل ابن بنت رسول ﷺ واغزو

البیت۔ یزید نے ابن مرجانہ عبیداللہ بن زیاد کو لکھا کہ جا کر ابن الزبیرؓ سے جنگ کرو تو ابن زیاد نے کہا کہ میں اس فاسق (یزید) کی خاطر دونوں برائیاں اپنے اعمال میں کبھی جمع نہیں کر سکتا کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نواسہ کو (بھی) قتل کر چکا اب خانہ کعبہ پر بھی چڑھائی کر دوں۔

یزید شمر بن ذی الجوشن کی نظر میں:

پہلی بحث میں میزان الاعتدال میں شمر بن ذی الجوشن کا ترجمہ کے حوالہ سے گذر چکا ہے قال ویحک فکیف نصنع ان امراءنا ھولاء امرونا بامر فلم نخالفھم ولو خالفناھم کنا شرا من ھذہ الحمر الشقاة۔

امام طبری کی شہادت:

آمریت یزید کے بارے میں فرماتے ہیں کہ فقتل جماعة صبرا منھم معقل بن سنان ومحمد بن ابی الجھم بن حذیفہ ویزید بن عبداللہ بن زمعہ وبایع الباقین علی انھم خول یزید۔ جب انصار مدینہ نے یزید کی بے خواری و بدکرداری کے سبب اس کی بیعت قبول نہ کی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو ایک فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ تین دن تک مدینہ طیبہ کو اپنی فوج کیلئے حلال کر دو۔ ان دنوں فوج کو مکمل آزادی ہے جو چاہیں وہاں کرتے پھریں اس مدت میں کسی کی جان و مال کو امان نہیں ہے چنانچہ طبری فرماتے ہیں کہ: اس مسلم نے ایک جماعت کو زندہ گرفتار کر کے قتل کرا دیا جن میں معقل بن سنان۔ محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ اور یزید بن عبداللہ بن زمعہؓ بھی تھے اور باقی لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔

آمریت یزید حافظ ابوبکر ابن ابی خیثمہ کے نزدیک:

بسند صحیح جویریہ بن اسماء سے نقل فرمایا ہے وقتل من قتل وبایع مسلم (بن عقبہ) الناس علی انھم خول لیزید یحکم فی دمائھم واموالھم واھلھم بما شاء۔ قتل کیے گئے جن کو قتل کرنا تھا یا جن کو قتل ہونا تھا اور مسلم بن عقبہ نے باقی لوگوں سے اس شرط پر بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں ان کی جان و مال اور بیوی بچوں کے بارے میں یزید جو چاہے حکم کرے۔

امام طبرانی کی نظر میں آمریت یزید:

امام طبرانی نے بحوالہ محمد بن سعید بن رمانہ فرمایا ہے کہ فلما کان من خلافھم علیہ ما کان فوجھم فاباحھا ثلاثا ثم دعاھم الی بیعة یزید وانھم اعبد لہ قن فی طاعة اللہ ومعصیتہ۔ جب اہل مدینے سے یزید کی جو مخالفت ظاہر ہوئی تھی ظاہر ہوئی تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو ان کی طرف بھیجا اس نے آکر تین دن تک مدینہ کو حلال کر دیا جس کا حال امام طبری کی روایت میں لکھ چکا ہوں پھر لوگوں کو یزید کی بیعت کیلئے اس شرط پر دعوت دی کہ وہ یزید کے زرخرید غلام ہیں۔ اللہ کی اطاعت ہو یا معصیت۔ بس آمرانہ

اقتدار کے اثبات کیلئے اتنی روایتیں کافی ہیں امام طبری کی البتہ توثیق کی ضرورت ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔(توثیق امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری) امام طبری مجتہدین اہل سنت میں بڑے نامور امام گذرے ہیں وجہ مغالطہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس نام کا ایک دوسرا رافضی عالم بھی گذرا ہے مگر امام جعفر ابن جریر کی تاریخ ناصبیت کا ساتھ نہیں دیتی مگر حافظ مغربی ابوبکر بن العربی گرچہ تمام مؤرخین اسلام سے نالاں ہیں مگر امام طبری سے ان کی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ تمام مؤرخین اسلام میں اگر ان کو کسی مؤرخ پر اعتماد ہے تو وہ امام محمد بن جریر طبری ہی ہیں "العواصم من القواصم" میں فرماتے ہیں وا تسمعو المؤرخ کلاماً الالطبری طبری کے سوا کسی کی مؤرخ کی کوئی بات نہ سنو۔ (وللہ درالقائل ص 127 رشید)۔

محدث ذی شان قاضی عیاض کی تصریح:

امام بخاری کا اپنی جامع میں باب اثم من کاد اہل المدینۃ میں لا یکید احل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء اور صحیح مسلم میں بروایت سعد بن ابی وقاص وابی ہریرہؓ یہ لفظ ہیں من اراد اھل المدینۃ بسوء اذابہ اللہ کما یذوب الملح فی الماء۔ باب تحریم ارادۃ اہل المدینہ بسوء وان من ارادھم بہ اذابہ اللہ۔ پر قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ کما انقضی شان من حاربھا ایام بنی امیہ مثل مسلم بن عقبۃ فانہ ھلک فی منصرفہ عنہا ثم ھلک یزید بن معاویہ مرسلہ علی اثر ذالک۔ جس طرح کہ ان لوگوں کی شان و شوکت ختم ہو کر رہ گئی جنہوں نے بنو امیہ کے عہد حکومت میں اہل مدینہ سے جنگ کی تھی جیسے مسلم بن عقبہ کہ وہ اس جنگ سے پلٹتے ہی ہلاک ہوگیا اور پھر اسی طرح اس مہم پر بھیجنے والا خود یزید بن معاویہ بھی اس کے پیچھے پیچھے موت کے منہ میں چلا گیا (وفات یزید 64ھ)۔

امام نسائی کی نظر میں:

حضرت سائب بن خلادؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ من اخاف احل المدینۃ ظالمالھم اخافہ اللہ وکانت علیہ لعنۃ اللہ (ترجمہ) جو ظالم اھل مدینہ کو خوف میں مبتلا کریگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر خوف کو مسلط کریگا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی۔

علامہ یاقوت حموی کی تحقیق:

فتنہ حرہ میں لشکر شام کے ہاتھوں موالی میں سے ساڑھے تین ہزار انصار میں سے چودہ سو اور بعض ستر ہے سو بتاتے ہیں (شیخ الحدیث محمد زکریاؒ نے مہاجرین وانصار کی اونچے درجہ کے صحابہ میں سے سترہ سو کی تعداد لکھی ہے دس ہزار عوام (یعنی تابعین رحمہم) اور بچوں اور عورتوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے) صرف قریش میں سے سترہ سو حضرات قتل کیئے گئے یزید کے لشکر نے ..... میں

داخل ہو کر اموال اور اولاد کو بھی لوٹا۔

یزید کی شقاوت

علامہ شبراوی شافعی عبداللہ بن محمد بن عامرؒ کے مطابق۔ لاریب ان اللہ سبحانہ قضی علی یزید بالشقاوۃ فقد تعرض لآل البیت الشریفۃ بالاذی فارسل جندہ لقتل الحسین وقتلہ وسبی حریمہ والادہ وہم اکرم اہل الارض حینئذ علی اللہ سبحانہ۔ لاریب حق تعالیٰ نے یزید پر شقاوت مسلط کی کہ اس نے آل بیت شریف نبوی کو ستانے پر کمر باندھی۔ قتل حسین کیلئے اپنی سپاہ بھیجی ان کو شہید کیا ان کی حرم اور اولاد کو اسیر بنایا حالانکہ یہ حضرات اس وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین پر تمام بسنے والوں سے زیادہ معزز تھے۔ اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قتل حسین میں یزید ہی کا حکم تھا۔ اب امام نسائی کی روایت جو گزر چکی ہے اس کو ملحوظ رکھ کر نتیجہ اخذ کریں۔

ابن حجر ہیثمی کی تحقیق:

جس کا مقصد یزید کے کردار کی وضاحت ہے۔ ولا خلاف ان یزید غز المدینۃ بجیش و اخاف اھلہا والحدیث الذی ذکرہ (من اخاف اہل المدینۃ ظلما اخافہ اللہ و علیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین) رواہ مسلم ووقع من ذالک الجیش من القتل والفساد العظیم والسبی واباحۃ المدینۃ ما ہو مشہور حتی فض نحو ثلثمائۃ بکر وقتل من الصحابۃ نحو ذالک ومن قرء القرآن نحو سبع مائۃ نفس واباحۃ المدینۃ ایاماً وبطلت الجماعۃ من المسجد النبوی ایاماً واخیفت اھل المدینۃ ایاما فلم یمکن احداً دخول مسجد حتی دخلہ الکلاب والذئاب وبالت علی منبر ﷺ تصدیقا لما اخبر بہ النبی ﷺ۔ ولم یرض امیر ذالک الجیش الا بان یبایعوہ لیزید علی انہم خول لہ ان شاء باع وان شاء اعتق فذکر لہ بعضھم البیعت علی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ فضرب عنقہ ثم سار جیشہ ھذا الی قتال ابن الزبیر فرموا الکعبۃ بالمنجنیق واحرقوھا بالنار۔ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ فای شئی اعظم من ھذہ القبائح التی وقعت فی زمنہ ناشئۃ عنہ وھی مصداق الحدیث السابق لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یثلمہ رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید۔ (یزید فاسق خبیث تھا) بانہ لایجوز لعن یزید وان کان فاسقا خبیثا۔ وعلی القول بانہ مسلم فھو فاسق شریر سکیر جائر کما اخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ (ترجمہ) عبارت بن حجر 899ھ اس میں اختلاف نہیں ہے کہ بیشک یزید نے مدینہ شریف پر جنگ لڑی فوجی لشکر کے ساتھ اور اہل مدینہ کو ڈرایا اور (ابویعلی نے) جو حدیث ذکر کی ہے وہ مسلم نے روایت کی ہے اس لشکر سے خون ریزی اور فساد عظیم اور قیدی بنانا اور مدینہ شریف کا لوٹنا یعنی اہل مدینہ کا مال ی مال غنیمت بنانا یہ مشہور ہے اور تین سو (حالانکہ مشہور ایک ہزار ہیں مگر بعض

علماء کی تحقیق ایک ہزار لڑکیوں کو حمل ہونا ہے عصمت دری زیادہ کی ہوئی) باکرہ لڑکیوں کی عصمت دری ہوئی اس تعداد میں صحابہ قتل کیئے گئے۔قاری القرآن سات سو شہید کیئے گئے کئی دن مدینہ منورہ کو حلال رکھا گیا مسجد نبوی میں جماعت ختم ہوگئی۔مدینہ منورہ کئی دن تک اُجڑا رہا کسی کو مسجد نبوی میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوتی تھی حتیٰ کہ مسجد نبوی میں کتے اور بگیاڑ پھرتے تھے اور منبر نبوی پر پیشاب کرتے پھرتے تھے یہ نبوی پیشگوئی کی تصدیق ہوگئی۔اس کا یعنی یزید کا مقرر کردہ امیر الجیش بغیر اس کے راضی نہ ہوتا تھا کہ تم غلامی یزید پر بیعت کرو چاہے تمہیں فروخت کرکے یا آزاد کرے۔بعض لوگوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر بیعت ہونے کی صراحت کی تو انکو قتل کر دیا۔پھر یہ لشکر مکہ شریف ابن الزبیر کے شہید کرنے کیلئے روانہ ہوا تو کعبہ شریف کو نشانہ بنایا گیا اسے جلایا گیا۔یزید کے زمانے میں جو خرابیاں واقع ہوئیں اس سے زیادہ بڑی خرابیاں اور کیا ہوں گی یہ اسی حدیث ابو یعلیٰ والی کی تصدیق ہے۔گرچہ یزید فاسق خبیث تھا تاہم اس پر لعنت جائز نہیں۔ایک قول کے مطابق یزید مسلمان تو ہے مگر وہ فاسق شیطان (خمر و شراب) مسکرات کا دلدادہ اور ظالم تھا۔

یزید امام ذھبی کی نظر میں:

وقال الذھبی ولما فعل یزید باھل المدینۃ ما فعل مع شربہ الخمر واتیانہ المنکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیر واحد ولم یبارک اللہ تعالیٰ فی عمرہ۔یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا تو لوگوں نے اس پر غصہ کیا اور خروج کیا اکثر علاقوں نے (کوفہ مدینہ مکہ) تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی میں برکت نہ رکھی (یعنی ہلاک کر دیا)۔ذہبی کا دوسرا قول۔منتقی میں لم نعتقد انہ من الخلفاء الراشدین کما قالہ بعض الجھلۃ من الاکراد وھو الحق۔ونحن نقول خلافۃ النبوۃ ثلاثون سنۃ ثم صارت ملکا کما ورد فی الحدیث۔یزید کان ملک وقتہ وصاحب السیف کامثالہ من المروانیۃ والعباسیہ۔(ترجمہ) ہمارا یہ اعتقاد نہیں کہ یزید خلفاء راشدین میں سے تھا جیسا کہ جیسا کہ بعض جاہل کردوں کا عقیدہ ہے اور ہم تو اس کے قائل ہیں کہ خلافت نبوت یاد رکھیں خلافت کے ساتھ لفظ نبوت ہے۔تیس سال ہے پھر بادشاہت ہوگئی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔(توضیح یزید) امیر معاویہؓ جلیل القدر صحابی ہیں اور اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا ان کی شان ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قرآن میں شان اولئک ھم الراشدون کے الفاظ سے پیش کی گئی ہے تو معلوم ہوا خلافت راشدہ اور شی ہے اور خلیفہ راشد ہونا اور بات ہے حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت بطرز شاہانہ ضرور تھی مگر آپ تھے خلیفہ راشد یہ نکتہ ہے امام حسن رضی اللہ عنہم تک پانچوں خلفاء بطرز نبوت الفقر فخری کے تاجدار تھے۔یزید بھی مروانیوں اور عباسیوں (الا ما رحم ربی) کی طرح اپنے وقت میں ایک ظالم بادشاہ (صاحب تلوار و علم) تھا۔(ص

108-107 رشید)

یادرہے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یزید کو اچھا آدمی قطعاً نہیں سمجھتے جیسا کہ آپ نے حوالہ جات ملاحظہ فرما لیے ہیں وہ یزید پر الزامات عائد کرتے ہیں۔ (ائمہ مسلمین کوئی بھی یزید کے حق میں نہیں)

حافظ ابن تیمیہ:

و کذالک کونہ عادلا فی کل امورہ مطیعا اللہ فی جمیع افعالہ لیس ھذا اعتقاد احد من ائمۃ المسلمین و کذالک وجوب طاعتہ فی کل مایا مربہ و ان کان معصیتہ للہ لیس ھو اعتقاد احد من ائمۃ المسلمین یزید کا تمام معاملات میں عادل ہونا اور اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کا مطیع ہونا یہ عقیدہ کسی کا ائمہ مسلمین میں سے کسی کا نہیں ہے۔

اہم وضاحت: اور اسی طرح یہ بات کہ یزید کے احکام کی اطاعت واجب تھی خواہ وہ معصیت الٰہی ہی کیوں نہ ہو (یہ عقیدہ بھی کسی ائمہ مسلمین میں سے کسی کا نہیں ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ:

حافظ ابن کثیرؒ نے امام طبرانی کی روایت نقل کی ہے کان یزید فی حداثتہ صاحب شراب یاخذ ماخذ الاحداث یزید اپنی نوعمری میں شراب کا شغل رکھتا تھا اور اس میں لڑکوں والی اوباشی تھی۔ وکان فیہ ایضا اقبال علی الشہوات و ترک بعض الصلوٰت فی بعض الاوقات و اماتتھا فی غالب الاوقات و قال الامام احمد حدثنا ابو عبدالرحمٰن ثنا حیوۃ حدثنی بشیر بن عمرو الخولانی ان الولید بن قیس حدثہ انہ سمع ابا سعید الخدری یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول یکون خلف من بعد ستین سنۃ اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشہوات فسوف یلقون غیا احقر قیغز عرض کرتا ہے کہ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں وکان مع ابی ہریرۃؓ علم من النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بامرعتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی یزید خانہ کان یدعو اللھم انی اعوذ بک من راس الستین وامارۃ الصبیان' فاستجاب اللہ تعالیٰ فتوفاہ لسنۃ تسع و خمسین وکانت وفاۃ معاویۃؓ عنہ وولدیہ انہ سنۃ ستین فعلم ابوہریرۃؓ بولایۃ یزید بھذا السنۃ فاستعاذ منہا لما علم من قبیح احوالہ بواسطۃ اعلام الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ والہ وسلم بذالک۔

ترجمہ: اور یزید میں یہ بات تھی کہ وہ خواہشات نفسانی کا گرویدہ تھا بعض اوقات نمازیں بھی نہ پڑھتا تھا اور اکثر اوقات بے وقت پڑھتا تھا چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے

رسول ﷺ سے سُنا تھا کہ ساٹھ ہجری کے بعد ایسے نالائق اخلاف مسلط ہوں گے کہ وہ نمازوں کو ضائع کردیں گے اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کریں گے جس وجہ سے (جہنم کی بدترین وادی) غی میں ڈالے جانویں گے۔ احقر قیغز عرض کرتا ہے کہ ابن حجر مکی رحمہ نے لکھا ہے کہ ابوہریرہؓ کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے علم تھا یزید کے بارہ میں اس وجہ سے ابوہریرہؓ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے تھے کہ اے اللہ میں آپ کی ذات سے 60ھ اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی ان کو 59ھ میں ہی وفات دیدی اور حضرت امیر معاویہؓ کی وفات اور اس کے بیٹے کی حکومت 60ھ میں ہوئی۔ حضرت ابوہریرہؓ اس کی حکومت اس سن میں بواسطہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جانتے تھے اس لیے اس کے بُرے احوال سے پناہ مانگتے تھے۔

آخری فیصلہ ابن کثیر:

قلب یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اکثر ماقم فی عملہ شراب الخمر واتیان بعض الفواحش میں کہتا ہوں کہ یزید اس بدکرداری میں سب سے زیدہ شراب نوشی اور بعض فاحشہ افعال کی وجہ سے تنقید کی جاتی ہے۔

یزید شیخ الاسلام محمد صدر الصدور کی نظر میں:

بآنکہ ناخوش باودند از یزید اہل حرمین ومبادرت نکردند بہ بیعت دے جز اہل شام بنابر تولید پدرش معاویہ واتناع آورد عبداللہ وغیروے از بیعت آں نااہل کہ مسرف در معاصی ومرتکب کبائر بودو پناہ گرفت از شروے در گوشہ حرم پس تعین کرد لشکر بالقتال ابن زبیر مکہ حالانکہ اہل حرمین (مکہ و مدینہ منورہ) یزید سے خوش نہ تھے اور یزید کی بیعت پر بجز اہل شام کے کسی نے جلد بازی نہ کی اہل شام نے بوجہ ولی عہد ہونے کے مگر حضرت عبداللہ بن زبیر اور ان کے علاوہ دیگر حضرات اس نااہل جو معاصی میں حد سے زیادہ بڑھنے والا اور کبائر کا مرتکب ہونے والا تھا کی بیعت کرنے سے انکار کردیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کے شر سے بچنے کے لیے حرم محترم میں جاکر پناہ لی تھی مگر اس نے انہیں قتل کرنے کے لیے حرم مکہ میں ہی لشکر بھیج دیا۔ یاد رہے کہ عبداللہ بن زبیر کے بارے میں یہی شیخ الاسلام نے لکھا ہے کہ نہ خروج کردہ برا حدے ونہ خداند مردم را بہ بیعت خود۔ اور نہ انہوں کسی کے خلاف خروج کیا تھا نہ لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تھی۔

رجال یزید مروان، عمر بن سعید اشدق، مسلم بن عقبہ، حصین بن نمیر، شمر اور ابن زیاد۔ ان کے سیاہ کارناموں سے محدثین کرام کی کتب بھری پڑی ہیں۔ یہ کتابچہ اسکا حامل نہیں

کہ ان کے احوال و تراجم اور ان کے بارے میں محدثین کرام کی آراء درج کی جائیں۔ مروان، ولید سے پہلے ہی حضرت حسینؓ کا سر قلم کرانا چاہتا تھا۔ ابو بکر بن عبد الرحمان بن ابو بکر اور ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔

عمرو بن سعد اشدق نے ابن زبیر کی گرفتاری کے لیے مکہ شہر پر فوج کشی کی۔ صحابی رسول حضرت شریح کی بے ادبی اور گستاخی کی۔ عبد اللہ بن زبیرؓ کے بارے میں گستاخانہ کلمات منہ سے نکالے۔

عمرو کی مذمت حدیث میں:

عن ابی ھریرۃؓ قال سمعت رسول ﷺ یقول لیرعفن علی منبری جبار من جبابرہ بنی امیہ حتی یسیل رعافہ قال فاخبرنی من رائی عمرو بن سعید بن العاص رعف علی منبر رسول ﷺ رواہ احمد فی مسند۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے منبر پر بنی امیہ کے ایک ظالم کی نکسیر پھوٹے گی۔ جسے کہ بہنے لگے گی۔ ابوھریرہؓ نے بطور چشم دید گواہ شہادت دی۔

حصین بن نمیر وہی ہے جسنے ۶۴ھ میں مکہ شریف پر سنگ باری کی تھی۔ علامہ سیوطی نے سچ فرمایا کہ لوگ کہہ رہے تھے کہ وھم یقولون ضحیٰ بنو امیہ یوم کربلا بالدین۔ (ص ۲۰۷ اعربی) مجتبائی لوگوں کی زبان پر یہ جملہ عام تھا کہ بنوامیہ نے واقعہ کربلا کے دن دین کو ذبح کر ڈالا۔

یزید، ابو بکر جصاصؒ کی نظر میں:

وقد کان اصحاب النبی ﷺ یغزون بعد الخلفاء الاربعہ مع الامراء الفساق وغزاء ابوایوب الانصاریؓ مع یزید اللعین۔ اصحاب کرامؓ خلفاء راشدینؓ کے بعد فاسق امراء کے ساتھ بھی جہاد میں شریک ہوتے تھے جیسے ابوایوب انصاری نے یزید لعین کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

بعض محدثین ان کو مجددین شرع و دین متین میں شمار کرتے ہیں۔ تاریخ الخلفاء میں لعن اللہ قاتلہ وابن زیاد مع یزید ایضاً۔ وکان قتلہ بکربلا وفی قتلہ قصۃ فیھا طول لا تحتمل القلب ذکرھا۔ خداوند تعالیٰ آپ کے قاتل پر، اور ابن زیاد پر اور یزید پر لعنت کرے آپ کی شہادت کربلا میں ہوئی آپ کی شہادت کا قصہ طویل ہے۔ کوئی دل اس کے سننے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ سعد الدین تفتازانیؒ

واتفقوا علی جواز اللعن علی من قتلہ او امر بہ او اجازہ و رضی بہ والحق ان رضاء یزید بقتل الحسین

واستبشارہ بذالک واھانتہ اھل بیت النبی ﷺ مما تواتر معناہ وان کان تفاصیلہ احاد فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنت اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ (محدثین کرام فقہاء عظام اور ائمہ دین نے لعنت کرنے کے جواز پر اتفاق فرمایا ہے ہر اس شخص پر کہ جسنے حسینؓ کو شہید کیا، یا اسکا حکم دیا، یا اس عمل کو جائز مانا، یا اس سے خوش ہوا۔ (یہ تو اصول بیان کیا گیا ہے اب اس اصول کی ایک جزو کی وضاحت) اور حق بات یہی ہے کہ حضرت حسینؓ کے قتل پر یزید کا راضی ہونا، اسپر خوش ہونا، اہل بیت نبوی ﷺ کی اہانت کرنا، تمام امور کی تفصیل گرچہ بطریق احاد مروی نہیں لیکن بلحاظ تواتر متواتر ہیں (جبکہ تواتر کے جمیع اقسام اربعہ کا منکر کافر ہوتا ہے) اس لیے ہمیں تو اسکے بارے میں کیا اس کے سلب ایمان میں بھی کوئی تردد نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اور اس کے تمام انصار و اعوان پر، (مگر اس سے پہلے والی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں) انہ کفر حین امر بقتل الحسین۔ یہ فقہ کا ایک پختہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح صحابی رسول کو قتل کرنے والا کافر ہے اسی طرح قتل کا حکم کرنے والا بھی کافر ہے۔ اس کے حاشیہ پر عبیداللہ قندھاری لکھتے ہیں قال المنبر اس ان الامر بالقتل معصیۃ لا کفر علی قواعد اھل سنت والجماعۃ۔ نبراس میں ہے کہ امر قتل فسق ہے کفر نہیں واجیب عنہ بعضھم انہ کان راضیہ بہ مستبشرا بہ مسرورا بہ غایۃ السرور وھذا کفر لاریب فافھم۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ وہ یعنی یزید راضی بر قتل تھا، خوش تھا اور انتہائی مسرور تھا۔ یہ فعل بلاشک وشبہ کفر ہے۔ فنحن لا نتوقف۔ میں اشارہ امام غزالی کی طرف ہے کہ فی لعن الاشخاص (المعینہ) خطر فلیجتنب فلا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس فضلا عن غیرہ (حاشیہ ۳ بحوالہ عصام) کہ معین شخص پر لعنت کرنے میں خطرہ (ایمان) ہے پس اجتناب چاہیے جیسا کہ شیطان پر لعنت نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں تو دوسروں پر لعنت نہ کرنے میں کونسا جرم ہے اسکا جواب ہے نحن لا نتوقف فی شانہ پر لکھتے ہے ای فی شان یزید وقبح فعلہ او فی شان لعنہ بل نجزم بجواز۔ یعنی یزید کے حال اور برے کردار میں یا پھر اس پر لعنت کرنے کے جواز میں ہم بالیقین صحت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

شمس الاسلام امام ابوالحسن بن محمد الملقب بہ عمادالدین

واما اقوال السلف فی لعنت فقیہ لاحمد قولان تلویح وتصریح المالک قولان تلویح وتصریح ولابی حنیفہ قولان تلویح وتصریح ولنا قول واحد التصریح دون التلویح الخ۔ لعنت کے متعلق اسلاف کے اقوال۔ امام احمد مالک ابی حنیفہ ان تینوں سے دو قول ہیں تلویح اور تصریح مگر ہمارا ایک قول ہے تصریح کا نہ کہ تلویح۔ یہ شمس الاسلام امام غزالی کے استاذ بھائی ہیں انہیں غزالی ثانی کا لقب حافظ عبدالغافر فارسی نے دیا ہے امام غزالی متصوفین میں سے ہیں مگر دونوں شافعی المسلک ہیں۔ امام غزالی مورخ نہیں

ہیں جبکہ یہ مورخ بھی ہیں۔

مولانا غلام ربانی صاحب" مصنف ازالۃ الخطائی رد کشف الغطا، فرماتے ہیں۔ اور ظاہر ہے لعن طعن کرنے سے اسکے وبال میں کمی آتی ہے۔ جس کے بارے میں لعن طعن کیا جاتا ہے لہذا زبان کو لعن طعن سے آلود نہیں کرتے اور تخفیف عذاب کے باعث یزید پلید کی روح کو شاد نہیں کرتے۔ بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسی طرح گناہ کا بھاری بوجھ لادے لادے کمر شکستہ رہے۔

پھر اگر یہ کہا جائے کہ بعض علماء مذہب شافعی (صرف شوافع نہیں بلکہ احناف بھی شامل ہیں) میں ایسے بھی ہیں جو یزید پر لعنت کی اجازت نہیں دیتے حالاں کہ ان کو یہ علم ہے کہ وہ لعنت سے بڑھ کر اور زیادہ وبال کا مستحق ہے تو ہم کہیں گے یہ منع کرنا اس احتیاط کی بنا پر ہے کہ کہیں یہ سلسلہ حد سے نہ بڑھ جائے جیسا کہ روافض کا شعار ہے۔ ان دو حوالوں سے لعنت نہ کرنے کی حکمت بھی معلوم ہوگئی۔

علماء دیو بند اور یزید

یزید اور اسکے افعال بد پر احادیث اور اقوال ائمہ و محدثین بہت ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ بائیس محدثین کی عبارات بمع ترجمہ لکھ دی گئی ہیں۔ جن کے بعض حوالے بلاواسطہ اور بعض بلواسطہ ہیں ۔ بلواسطہ حوالوں میں سے اکثر علامہ ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری کے بھی ہیں (خروج حسین بر یزید کا خلاصہ) ایک یہی حوالہ جو تطہیر الجنان واللسان پر بصورت تعلیق عبدالوھاب عبداللطیف استاذ المدرس بکلیۃ اصول الدین بجامعۃ الازھر کا ہے حقانیت حسین کے لیے دیکھ لیں۔ حق بات وہی ہے جیسے سعد نے کہا کہ خروج حسین ظلم یزید کی وجہ سے اس پر تھا اور اسکی بد کرداری کی وجہ سے حضرت حسین ظلم و جبر اور بد کرداری یزید کو مٹانے والے تھے۔ آگے اصول دین بیان کیا کہ خروج، امام ظالم پر اس وقت حرام ہوتا ہے جب استقرار احکام ہو چکا ہو یعنی خلافت جم چکی ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ خلافت (یعنی حکومت) یزید جمی تھی یا نہیں کیوں کہ خروج امام حسین کا مدار اسی اصول دین پر ہے۔

اسلامی دارہائے خلافت تین ہیں۔ اول مرکز خلافت مدینہ منورہ ہے....... یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کا دار الخلافہ۔ سیدنا ابوبکر صدیق کا دار الخلافہ، امیر المومنین الشہید فی المحراب سیدنا عمر ابن الخطاب کا دار الخلافہ، امام مظلوم جامع و ناشر قرآن صاحب الحلم والحیاء سیدنا عثمان بن عفان، امام الصالحین مظہر العجائب والغرائب سیدنا علی کا دار الخلافہ دار الخلافہ دوم کوفہ....... یعنی حضرت علی کرم اللہ وجھہ (آخری ایام)۔ سیدنا حسن ابن علی سبط رسول ﷺ، دار الخلافہ سوم .... دمشق، یعنی امیر معاویہ بن ابی سفیان کا دار الخلافہ۔ ان تینوں دار ہائے خلافت کے بارے میں آپ پڑھ چکے

ہیں کہ امر المسلمین اور انعقاد حکومت کی کیفیت کیا تھی۔ تو خروج حسینؓ پر ناراضگی کس وجہ سے ہے۔ ہاں جب مسلم بن عقیل کی ابن زیاد نے مخالفت کی تو اہل کوفہ ابن زیاد کی طرف پھر گئے۔ اگرچہ دمشق میں بھی اہل حل وعقد کا اجماع نہیں ہوا تھا۔ عوام الناس کے اجماع کا شریعت میں اعتبار نہیں۔ پھر بھی ہم اس کو بھی مخالف کی رائے پر انعقاد تصور کر لیتے ہیں۔ اور امام نے رجوع قولی وفعلی کر لیا تو پھر شہادت کا کیا مطلب، پانی بند کرنے کا کیا مطلب، بے گور وکفن لاشے اور لاشوں پر گھوڑے دوڑانا، اموال لوٹنا، قیدی بنانا، ان سب امور کی وجہ کیا تھی۔ یہ صرف اور صرف ظلم، جور، بدکرداری، عناد اہل بیت نبوی، اور محبت اہل قلیب بدریہ کے سوا کچھ نہ تھا۔

رجال کا حال بھی مشہور ہے۔ رعاف عمرو بن سعید کا قصہ تطہیر الجنان ص ۶۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔ مروان کی صحابہؓ سے گستاخی اور بے ادبی خصوصاً عبدالرحمان بن ابی بکر سے (عبدالرحمان ۶ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہجرت جیسے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے آپ سادات المسلمین میں سے تھے اور کان معظما بین اھل الاسلام جیسے عظیم مرتبہ سے پہچانے جاتے تھے۔ اور سیدہ عائشہؓ بنتِ نبی محبت کا مکلف سیدہ زہرا کو بھی کیا گیا ہے اس حدیث کے مطابق جس میں ھدایا کی عطا میں عائشہؓ کی باری کا انتظار نہ کرنے کی سفارش لیکر گئی تھیں۔ مروان کا حضرت حسینؓ سے بدتمیزی کرنا اور سب (ان مروان سب الحسین بن علیؓ سب قبیحا حتیٰ قال واللہ انکم اھل بیت ملعونون) العیاذ باللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۲ ان مروان لما ولی المدینۃ کان یسب علیا علی المنبر کل جمعۃ ثم ولی بعدہ سعید ابن العاص فکان لا یسب ثم اعید مروان فعاد للسب وکان الحسن یعلم فیسکت ولا یدخل المسجد الا عند الاقامۃ فلم یرض بذالک مروان حتی ارسل للحسن فی بیتہ بالسب البلیغ لابیہ ولہ الخ تطہیر الجنان واللسان ص ۶۳۔ یہی مروان سیدہ عائشہ کا گستاخ، ولید بن عقبہ کو قتل حسینؓ پر ابھارنے اور اکسانے والا، اور عدم قتل پر ملامت کرنے والا۔ عمرو بن اشدق جو کہ متالھا متکبرا (اپنے آپ کو خدا کی جگہ بیٹھنے والا سمجھنے والا) کی صفات سے مشہور تھا۔ نہایت مغرور اور حضرت شریح سے گستاخی کرنے والا۔ یزید کے سب رجال قرابت رسول کے حقوق روندنے والے، ابن زیاد کا معقل بن یسار، عبداللہ بن مغفل، عائذ بن عمرو، اور ابو برزہ سے بدتمیزی کرنا۔ (یعنی ابتداء گستاخی و بے ادبی اور انتہا بے حرمتی حرم پاک) پھر کامیابی کی امید کس بنا پر، اور مزید یہ بہتان اور افترا باندھا جاتا ہے کہ تین سو صحابہؓ یزید کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تمام صحابہؓ میں سے کیا ایک صحابی بھی یزید کے کسی کارنامے میں شامل تھا۔ بجز نعمان بن بشیر جو امیر معاویہؓ کے وقت سے کوفہ کے گورنر تھے اور انہیں بھی مسلم بن عقیل کے معاملہ میں نرمی کرنے کیوجہ سے معطل کر دیا گیا۔ پیچھے آپ پڑھ آئے ہیں کہ یزید اکثر

بڑے بڑے شہروں کی امارت بڑی عمر کے لوگوں سے لیکر اپنے کم عمر رشتہ داروں کو دے دیتا تھا۔اور ایک حدیث ترمزی شریف اور نسائی شریف میں سے مشکواۃ کتاب الامارۃ فصل ثانی میں بیان کی گئی ہے۔کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہ میں امارت سفہا (بیوقوف) سے تجھے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ امارت سفھا کیا چیز ہے فرمایا میرے بعد عنقریب کچھ امراء ہوں گے جس نے ان کے دربار میں جا کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کی، نہ انکا مجھ سے کوئی تعلق ہوگا نہ میرا ان سے، اور نہ ہی حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے اور جو ان کے دربار میں داخل نہ ہوا اور نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کی، اور نہ ظلم میں ان کی مدد کی، سو وہ لوگ میرے ہیں اور میں انکا، یہی لوگ میرے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں گے۔ دعا استعاذہ نبوی قبول ہوئی اور ۶۰ ھ میں انکا انتقال ہو گیا۔اب بتائیں یزید کے ہاتھ پر کتنے صحابہؓ بیعت تھے۔یہ ناممکن الامر ہے جبکہ انکے ظلم کی داستانیں حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔دور یزید میں صحابہ کا موجود ہونا مختلف بات ہے ولید بن عبدالملک کیدور میں بھی صحابہ موجود تھے۔

(یہی وجہ ہے کہ علماء دیوبند بھی یزید کے طرفدار نہیں۔

یزید علماء دیوبند کی نظر میں

یزید اور اسکے افعال بد پر احادیث اور اقوال ائمہ و محدثین بہت ہیں۔جن میں سے بطور نمونہ بائیس محدثین کی عبارات بمع ترجمہ لکھ دی گئی ہیں۔جن کے بعض حوالے بلا واسطہ اور بعض بلواسطہ ہیں۔بلواسطہ حوالوں میں سے اکثر علامہ ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری کے بھی ہیں۔

(خروج حسینؓ بر یزید کا خلاصہ)

(شرائط خروج اور مدار خروج حسینؓ)

ایک یہی حوالہ جو تطہیر الجنان واللسان پر بصورت تعلیق عبدالوھاب عبداللطیف استاذ المساعد بکلیۃ اصول الدین بجامعۃ الازھر کا ہے حقانیت حسین کے لیے دیکھ لیں۔حق بات وہی ہے جیسے سعد نے کہا کہ خروج حسین ظلم یزید کی وجہ سے اس پر تھا اور اسکی بد کرداری کی وجہ سے حضرت حسین ظلم و جور اور بدکرداری یزید کو مٹانے والے تھے۔آگے اصول دین بیان کیا کہ خروج، امام ظالم پر اس وقت حرام ہوتا ہے جب استقرار احکام ہو چکا ہو یعنی خلافت جم چکی ہو۔آپ جانتے ہیں کہ خلافت (یعنی حکومت) یزید جمی تھی یا نہیں کیوں کہ خروج امام حسین کا مدار اسی اصول دین پر ہے۔

اسلامی دارھائے خلافت

اسلامی دار ہائے خلافت تین ہیں۔اول مرکز خلافت مدینہ منورہ ہے......... یعنی محمد رسول

اللہ ﷺ کا دار الخلافہ، سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کا دار الخلافہ، امیر المومنین الشہید فی المحراب سیدنا عمر ابن الخطاب ؓ کا دار الخلافہ، امام مظلوم جامع و ناشر قرآن صاحب الحلم والحیاء سیدنا عثمان بن عفان ؓ، امام الصالحین مظہر العجائب والغرائب سیدنا علی ؓ کا دار الخلافہ۔

دار الخلافہ دوم کوفہ.......یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ (آخری ایام)۔ سیدنا حسن ابن علیؓ سبط رسول ﷺ، دار الخلافہ سوم ....دمشق، یعنی امیر معاویہ بن ابی سفیان ؓ کا دار الخلافہ، ان تینوں دار ہائے خلافت کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ امر المسلمین اور انعقاد حکومت کی کیفیت کیا تھی۔ تو خروج حسینؓ پر ناراضگی کس وجہ سے ہے۔ ہاں جب مسلم بن عقیل کی ابن زیاد نے مخالفت کی تو اہل کوفہ ابن زیاد کی طرف پھر گئے۔ اگرچہ دمشق میں بھی اہل حل وعقد کا اجماع نہیں ہوا تھا۔ عوام الناس کے اجماع کا شریعت میں اعتبار نہیں۔ پھر بھی ہم اس کو بھی مخالف کی رائے پر انعقاد تصور کر لیتے ہیں۔ اور امام نے رجوع قولی و فعلی کر لیا تو پھر شہادت کا کیا مطلب، پانی بند کرنے کا کیا مطلب، بے گور و کفن لاشے اور لاشوں پر گھوڑے دوڑانا، اموال لوٹنا، قیدی بنانا، ان سب امور کی وجہ کیا تھی۔ یہ صرف اور صرف ظلم، جور، بدکرداری، عناد اہل بیت نبوی، اور محبت اہل قلیب بدریہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ رجال کا حال بھی مشہور ہے۔ رعاف عمرو بن سعید کا قصہ تطہیر الجنان ص ۶۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔ مروان کی صحابہؓ سے گستاخی اور بے ادبی خصوصاً عبد الرحمان بن ابی بکر سے (عبد الرحمان ۶ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور ہجرت جیسے عظیم مرتبے پر فائز ہوئے آپ سادات المسلمین میں سے تھے اور کان معظما بین اھل الاسلام جیسے عظیم مرتبہ سے پہچانے جاتے تھے۔ اور سیدہ عائشہ جن کی محبت کا مکلف سیدہ زہرا کو بھی کیا گیا ہے اس حدیث کے مطابق جس میں ھدایا کی عطا میں عائشہ کی باری کا انتظار نہ کرنے کی سفارش لیکر گئی تھیں۔ مروان کا حضرت حسینؓ سے بدتمیزی کرنا اور سب (ان مروان سب الحسین بن علیؓ سب قبیحا حتی قال واللہ انکم اھل بیت ملعونون) العیاذ باللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۲ ان مروان لما ولی المدینہ کان یسب علیا علی المنبر کل جمعۃ ثم ولی بعدہ سعید ابن العاص فکان لا یسب ثم اعید مروان فعاد للسب وکان الحسن یعلم فسکت ولا یدخل المسجد الا عند الاقامۃ فلم یرض بذالک مروان حتی ارسل للحسن فی بیتہ بالسب البلیغ لابیہ ولہ الخ تطہیر الجنان واللسان ص ۶۳۔
یہی مروان سیدہ عائشہ کا گستاخ، ولید بن عقبہ کو قتل حسینؓ پر ابھارنے اور اکسانے والا، اور عدم قتل پر ملامت کرنے والا۔ عمرو بن اشدق جو کہ متالھا مکبرا (اپنے آپ کو خدا کی جگہ بیٹھنے عالا سمجھنے والا) کی صفات سے مشہور تھا۔ نہایت مغرور اور حضرت شریح سے گستاخی کرنے والا۔ یزید کے سب رجال قرابت رسول کے حقوق روندنے والے، ابن زیاد کا معقل بن یسار، عبد اللہ بن مغفل، عائذ بن

عمرو، اور ابو برزہ سے بدتمیزی کرنا۔ (یعنی ابتداء گستاخی و بے ادبی اور انتہا بے حرمتی حرم پاک) پھر کامیابی کی امید کس بنا پر، اور مزید یہ بہتان اور افترا باندھا جاتا ہے کہ تین سو صحابہؓ یزید کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تمام صحابہؓ میں سے کیا ایک صحابی بھی یزید کے کسی کارنامے میں شامل تھا۔ بجز نعمان بن بشیر جو امیر معاویہؓ کے وقت سے کوفہ کے گورنر تھے اور انہیں بھی مسلم بن عقیل کے معاملہ میں نرمی کرنے کی وجہ سے معطل کر دیا گیا۔ پیچھے آپ پڑھ آئے ہیں کہ یزید اکثر بڑے بڑے شہروں کی امارت بڑی عمر کے لوگوں سے لیکر اپنے کم عمر رشتہ داروں کو دے دیتا تھا۔ اور ایک حدیث ترمذی شریف اور نسائی شریف میں سے مشکوٰۃ کتاب الامارۃ فصل ثانی میں بیان کی گئی ہے۔ کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہ میں امارت سفہا (بیوقوف) سے تجھے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ امارت سفہا کیا چیز ہے فرمایا میرے بعد عنقریب کچھ امراء ہوں گے جس نے ان کے دربار میں جا کر ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کی، نہ انکا مجھ سے کوئی تعلق ہوگا نہ میرا ان سے، اور نہ ہی حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے اور جو ان کے دربار میں داخل نہ ہوا اور نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کی، اور نہ ظلم میں ان کی مدد کی، سو وہ لوگ میرے ہیں اور میں انکا، یہی لوگ میرے پاس حوض کوثر پر حاضر ہوں گے۔ دعا استعاذہ نبوی قبول ہوئی اور ۵۰ھ میں انکا انتقال ہو گیا۔ اب بتائیں یزید کے ہاتھ پر کتنے صحابہؓ بیعت تھے۔ یہ ممکن الامر ہے جبکہ انکے ظلم کی داستانیں حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔ دور یزید میں صحابہ کا موجود ہونا مختلف بات ہے ولید بن عبدالملک کے دور میں بھی صحابہ موجود تھے۔

(یہی وجہ ہے کہ علماء دیوبند بھی یزید کے طرفدار نہیں۔

مسلک دیوبند اور شاہ ولی اللہ

حضرت شاہ ولی اللہ دھلویؒ (تعارف)

وان عصابتنا ھذہ عصابۃ علی طریقۃ قدیمۃ لیست بحدیثۃ اسنادنا فی الدین متصل بصدر الکبیر والبدر المنیر والدمام الشھیر الشیخ الاجل ولی اللہ بن عبد الرحیم فاروقی الدھلوی وحال الشیخ الشیخ اظھر من ان یذکر............کان من امر الشیخ " انہ اتقن العلوم الدینیہ ومبادئھا اولا علی والد العلامہ الشیخ الھمام عبد الرحیم ثم رحل الی الحرمین زادھم اللہ شرفا وتکریما واستفادہ من علمائھا وفقھائھا ولازم الشیخ ابا طاھر الکردی بن ابراھیم بن الحسن الکردی نزیل مدینہ منورہ.............ثم تبعہ علی ذالک اولادہ واحفادہ فمن اولادہ الشیخ عبد العزیز الشیخ رفیع الدین ثم الشیخ عبد القادر (والشیخ عبد الغنی ثم خلف الشیخ عبد العزیز الحفید مفید العصر ومسندہا المشتھر فی الآفاق الشیخ محمد اسحاق............وقد تلمذ علی الشیخ محمد اسحاق

شیخ مشائخنا الشیخ عبدالغنی صار مدار علی الروایۃ فی عصرہ..........وتلمذ علی الشیخ عبدالغنی شمس الاسلام والمسلمین العارف الحافظ المحقق الشیخ محمد قاسمؒ نانوتوی، موسس ھذہ المدرسۃ العالیہ وبانیھا والفقیہ الحافظ المجتھد الولی الشیخ رشید احمدؒ..........کان فقیھا مجتھدا افاخذنا ذالک اماماً فی الاصول وھذا اماما فی الفروع وتنفع لنا منھما علم متقع مبیض..........ثم یلمذ الشیخ محمد قاسم شیخنا العدل الحجۃ مسند وقتہ الشیخ محمود الحسن متع اللہ المسلمین بطول بقاءہ (من الفیوضات العلمیہ والعملیۃ۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دیوبندیوں (محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی) کے امام فی الہند حضرت شاہ ولی اللہ دین، موسیٰ جاراللہ روسی لکھتے ہیں کہ عبیداللہ سندھی امام انقلابؒ وکان یعتقد فی الامام اعتقاداً لم ار احدا یعتقدہ فی امام من الائمہ الامۃ ومثل ھذا الاعتقاد ادب عظیم اعدہ حسنا بل ینبغی ان یکون احترام العالم الامام مثل احترام الصحابہؓ الکرام للنبی سید الانبیاء ﷺ یعنی امام انقلاب مولانا سندھی امام ولی اللہ کے ساتھ ایسا اعتقاد رکھتے تھے کہ میں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ کسی امام امت کے ساتھ ان جیسا عقیدہ رکھتا ہو اس جیسا اعتقاد ادب عظیم ہے جسے اچھا سمجھا گیا ہے بلکہ چاہیے ایسا کہ عالم کا احترام اپنے امام کے ساتھ ایسا ہے جیسا کہ صحابہؓ نبی ﷺ کے ساتھ رکھتے تھے۔

دیوبندیت کے امام

(بالفاظ مفتی عبدالشکور ترمزی صاحبؒ)

ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے حضرت مولانا نانوتوی کو اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے حضرت رشید احمد گنگوہی کو اور دونوں سے ہمیں صاف اور مبیض علم ملا (معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے ان دونوں بزرگوں کے اتباع میں اب ایک کی اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا، یہ کوئی دیو بندیت نہیں۔ ص ۱۷۹۔ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات امام الکایات شیخ نانوتویؒ کے پاس شیخ محمود الحسنؒ نے علمی وعملی تربیت حاصل کی۔ رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

مسلک دیو بند نیا نہیں

بسم اللہ الرحمان الرحیم

یزید کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک لکھنے سے پہلے اسلاف میں سے دو ایک محدثین کے حوالہ جات جو پہلی بحث میں نہیں لکھے گئے تاکہ (ان عصابتنا ھذہ عصابۃ علی طریقۃ قدیمۃ لیست بحدیثۃ) ہماری جماعت دیوبند ایک پرانی جماعت کے طریقہ کی پابند ہے نئی پیدا شدہ بدعات کی حامل نہیں، کی تصدیق ہو جائے۔ اور یہ بھی مکمل اذعان اور یقین حاصل ہ[illegible]ئے کہ عقائد علماء دیوبند متصل الاقران اور متواترات سے ہیں۔ اسلیے سب سے پہلے علامہ [illegible]ن کثیر کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

ابن کثیر کا منصفانہ تجزیہ۔ وقد کان یزید فیہ خصال محمودۃ من الکرم والحلم والفصاحۃ والشعر والشجاعۃ وحسن الرائے فی الملک وکان ذا جمال حسن المعاشرۃ۔ یزید کی ذات میں قابل ستائش صفات جیسے حلم وکرم فصاحت شعر گوئی اور شجاعت وبہادری کی تھیں نیز معاملات حکومت میں عمدہ رائے رکھتا تھا۔ وہ خوبصورت، خوش سیرت تھا۔ (اسکے بعد لکھتے ہیں) وکان فیہ ایضا اقبال علی الشہوات وترک بعض الصلوٰۃ فی بعض الاوقات واماتتھا فی غالب الاوقات۔ اس میں یہ عادتیں بھی تھیں شہوات کا اس میں میلان تھا اور بعض اوقات بعض نمازیں چھوڑ دیتا تھا۔ اور اکثر اوقات نمازوں کو فوت کر دیتا تھا۔ یعنی بے وقت پڑھتا۔ (یہ ہے حقیقت پسندی) اب اسکے بعد مزید حالات کیلئے علامہ ذھبیؒ سیر اعلام النبلا سے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ یزید بن معاویہ کان ناصبیا فظا غلیظا جلفا یتناول المسکر ویفعل المنکر افتتح دولتہ بقتل الشہید الحسینؓ واختتمھا بوقعۃ الحرۃ فمقتہ الناس ولم یبارک فی عمرہ وخرج علیہ غیر واحد بعد الحسین کاھل المدینۃ للہ۔

مذہب یزید بن معاویہ

یزید بن معاویہؓ۔ مذھبا اھل سنت والجماعت سے نہ تھا۔ بلکہ ناصبی تھا۔ سنگدل، بدزبان، ترش رو، جفا کار، مے نوش، بدکار تھا۔ اسنے اپنی حکومت کا افتتاح شہادت حسینؓ سے اور اختتام واقعہ حرہ کے قتل عام سے۔ اس لیے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی اور اسکی عمر میں برکت نہ ہو سکی حضرت حسینؓ کے بعد بہت سے لوگوں نے اس کے خلاف محض اللہ کے لیے خروج کیا۔ جیسے کہ اھل مدینہ۔ یہ حوالہ الروض الباسم فی الذب عن سنت ابی القاسم، والے نے بیان کیا ہے۔ (رشید ۲۲۸)

واعجب من ذالک من تحسن لیزید المرید (نسخہ مطبوعہ میں لفظ المرتد ہے، مرید کا معنی سرکش ہے، مرتد جو مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے) الذی فعل بخیار الامہ ما فعل وھتک مدینۃ الرسول علیہ ﷺ وقتل الحسینؓ السبط واھل بیتہ وحکم وفعل مالوا ستمکن من مثل فعلہ عدوھم من الانصاری ربما کان ارفق منہ (اس جگہ امام غزالی کے بارے میں لکھا ہے) وماھو ن صنع یزید الامخذول ادرکتہ الشقاوۃ فی مشارکتہ بطوامہ المردیاۃ فایاک والتفریط والافراط ولکن المصر عنھما کالقبض علی الجمر مع تراکم الجھل کزمننا انسال اللہ العافیۃ والسلامۃ آمین۔ ومن غریب الفقہ ما ذکرہ ابن حجر الھیتمی فی صواعقہ انہ لا یجوز لعن یزید وان کان یجوز بالاجماع لعن من شرب الخمر ومن قطع الارحام ومن ھتک مدینۃ الرسول ﷺ ومن قتل الحسینؓ اوامر بقتلہ قال واما یزید بعینہ فلا وان کان قد فعل ھذہ الاشیاء فھو فاسق قطعا ونجد فی فھم نحو کلامہ اعنی انہ لا یجوز لعن المعین فھی کلیۃ فیقال لھم قیاس الدلالۃ علی فھمکم ھذا ان لا یجد شرب الخمر المعین والزانی المعین الی غیر ذالک فی جمیع احکام الشریعۃ لان الطریقۃ واحدۃ فطاح ایضا منطقکم لان ھذا الشکل

الاول الضروری خالفتموہ فای برھان یقام بعدہ وصورتہ۔ھذا یزید شرب الخمر و شارب الخمر ملعون ھذا
یزید ملعون۔اور اس سے بھی عجیب وہ شخص ہے کہ جو یزید مرید کو اچھا جانے یعنی اچھا بنا کر پیش کرے
(کیسے آجکل کے مورخین محققین نعوذ باللہ) یہ یزید تو وہ یزید ہے جس نے خیار امت بزرگان دین
کے ساتھ ناگفتہ بہ معاملہ کیا۔مدینۃ الرسول ﷺ کی حرمت کو خاک میں ملایا سبط پیغمبر حسینؓ اور انکے
اھل بیت کو شہید کیا ان کی بے عزتی کی اور ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جو دشمنان اسلام نصاریٰ بھی نہ
کرتے۔(اب امام غزالی کے متعلق لکھتے ہیں) اور یزید کو اچھا بنا پیش کرنے والوں میں امام غزالی بھی
ہیں لیکن وہ اپنی تمام تر کارگزاریوں میں حاطب اللیل کی طرح ہیں (رات کے اندھیرے میں لکڑیاں
جمع کرنے والے) کہ جو اپنی لکڑیوں میں سانپ بچھو بھی جمع کر لیتا ہے اور اسے کچھ پتا نہیں چلتا اور
یزید کی حرکت کو وہی معمولی سمجھے گا جو توفیق الٰہی سے محروم ہو جس کو شقاوت نے گھیر لیا ہو اور اس طرح
وہ بھی اس کے مہلک کرتوتوں میں اسکا شریک بن گیا۔لھذا تمہیں افراط و تفریط سے بچنا چاہیے لیکن
اس سلسلہ میں صبر سے کام لینا ایسا ہی ہے جیسے انگارے کو مٹھی میں پکڑ لینا خصوصاً جبکہ جہالت امڈی چلی
آتی ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ میں (یہ تو انکے دور کی بات ہے اب ہمارے زمانہ کی کیا حالت ہوگی) ہم
اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور عافیت کے خواہاں ہیں آمین۔ **شخص معین پر لعنت نہ کرنا اور اسکا جواب**۔اور
فقہ کا نرالہ مسئلہ جس کو ابن حجر ھیتمی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے یہ ہے کہ یزید پر لعنت
کرنا جائز نہیں اگر چہ بالا جماع ایسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جو شراب پیتا ہو قطع رحمی کرتا ہو اور جو
مدینۃ الرسول کی عزت اور عظمت کو پامال کرتا ہے اور جو حضرت حسینؓ کا قاتل ہو یا ان کے قتل کا حکم
دے یا ان کے قتل سے راضی ہو۔لیکن خود یزید پر لعنت نہیں کر سکتے اگر چہ اس نے ان تمام امور کا
ارتکاب کیا تھا۔اور وہ قطعاً فاسق تھا جیسا کہ ان کا بیان ہے۔ایسا ہی ہم ان کی فقہ میں پاتے ہیں کہ کسی
متعین شخص پر لعنت کرنا روا نہیں۔یہ ان کا کلیہ ہے تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ تمہاری اس فقہ میں
تو قیاس الدلالت کی بنا پر یوں ہونا چاہیے تھا کہ نہ کسی معین شراب خور پر حد لگائی جاتی اور نہ کسی معین
زانی پر،اور اسی طرح سارے احکام شرعیہ میں بھی ہونا چاہیے تھا۔اور اس صورت میں آپ کی منطق
بھی ہوا میں اڑ گئی کیوں کہ تم تو کی اس شکل اول کی بھی جو بالکل نتیجہ کے لحاظ سے بھی ظاہر ہے مخالفت
کر رہے ہیں لہذا اب اس کے بعد اور کونسی دلیل تمہارے سامنے ٹھہر سکتی ہے کیوں کہ قیاس کی شکل
اول کی صورت یہ ہے کہ یزید جسنے شراب پی ہے اور شراب پینے والا ملعون ہے لہذا یزید بھی ملعون ہے
۔(ربط کیلیے ابن کثیر اور علامہ ذھبی کے بیانات کو ملا کر پڑھیں) علامہ بحر العلوم لکھنوی فواتح الرحموت
شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں اور انکا بیٹا یزید اگر چہ فاسقوں میں بڑا فاسق اخبث تھا اور منصب

حکومت سے کئی منازل دور تھا بلکہ اسکے تو ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اسکا بھلا نہ کرے اور طرح طرح کی خبیث حرکتیں اس نے کی ہیں جو سب جانتے ہیں۔

(یزید کا مزید کردار ان کے اپنے حامیوں کی تحریروں سے)

(۱) یزید موسیقی کا شوق رکھتا تھا۔ (۲) اسلام میں پہلا شکاری تھا، اس لیے چیتا بھی سدھایا ہوا تھا۔ (۳) گلوکار عورتوں کو اپنے حرم میں رکھتا تھا۔ (۴) گلوکار اور زانیہ عورت سلامہ اپنے کمالات کی وجہ سے یزید کے نزدیک سب پر فوقیت لے گئی۔ (۵) سلامہ کے دو عاشق تھے جن میں احوص کامیاب ہو گیا (۶) یزید نے خود خادم کو بھیجا کہ سلامہ کو احوص کے پاس لے آئے۔ (۷) سلامہ اور احوص تمام رات اکٹھے رہے (۸) یزید سحری تک چھپ کر انکی عشق بازی کا مظاہرہ کرتا رہا (۹) صبح دونوں نے اپنے عشق کا اقرار کیا تو یزید نے سلامہ احوص کو دیدی (۱۰) اور اس کو انعام سے بھی نوازا۔ واللہ اعلم

اب بتایئے کہ جو باتیں حسینؓ نے اپنے خطبے میں بیان کیں وہ سچ تھیں یا غلط۔ علامہ ذھبیؒ فرزدوق شاعر کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو العاص (جن تک شاہ ولی اللہ کی سند متصل اور مسلسل پہنچتی ہے) نے فرزدوق شاعر کو حضرت حسینؓ کی نصرت کے لیے بھیجا تھا۔ اور انہیں اسکی ترغیب بھی دی پھر علامہ ذھبی فرماتے ہیں قلت ھذا یدل علی تصویب عبداللہ بن عمرو للحسینؓ فی سیرہ وھو رای ابن الزبیرؓ و جماعۃ من الصحابہؓ شھد الحرہ۔ یزید اور پوری یزیدی حکومت سیدنا حسینؓ کی مخالف تھی۔ دیکھیے ابن کثیر کی گواہی۔ "بلکہ سب لوگوں کا میلان حضرت حسینؓ ہی کی طرف تھا کیوں کہ وہ سید کبیر اور آں حضرت کے نواسے تھے۔ ان دنوں روئے زمین پر کوئی شخص ان جیسا نہ تھا کہ جو ان کے مقابل ہو۔ لیکن پوری یزیدی حکومت آپ کی عداوت پر تلی ہوئی تھی۔ نتیجہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ حضرت حسینؓ کے کوفہ جانے والی مہم کو صحیح سمجھتے تھے اور یہی رائے عبداللہ بن زبیرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کی تھی۔ جو واقعہ حرہ میں شہید ہوئے۔ اب واضح ہو گیا کہ علماء دیوبند کے نظریات علی التواتر آخر تک پہنچتے ہیں بلکہ عبداللہ بن عمروؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے بالتوارث پہنچے ہیں۔

علماء دیوبند حسینی ہیں

لہذا ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ علماء دیوبند" حسینی ہیں نہ کہ یزیدی۔ اب شواہدات مسلک حسینی ملاحظہ فرمائیں۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ حب حسنینؓ اھل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور عقیدہ اسلام کی جزو ہے۔

(۱)...... عقیدہ طحاوی ...... جس میں ہے کہ "یہ اہل سنت والجماعت کے اس عقیدہ کا بیان ہے جو فقہاء ملت ائمہ احناف حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام ابو محمد کے

بیان کے مطابق ہے۔نیز اس میں وہ اصول دین بھی ذکر کیے گئے ہیں جن پر یہ ائمہ اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کے مطابق اللہ رب العزت کی اطاعت کرتے ہیں۔اور جس شخص نے آں حضرت کے صحابہ کرامؓ، آپ کی ازواج مطہرات اور اولاد کے بارے میں اچھی بات کہی۔تو ایسا شخص نفاق سے بری ہوگا۔

(۲)......العقیدۃ الحسنہ.....از حکیم الامت امام ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۱۴تا۱۱۷۶ھ۔''اور ہم جنت اور بہتری کی گواہی دیتے ہیں عشرہ مبشرہ کے حق میں،اور اسی طرح ہم حضرت فاطمہ،ام المومنین خدیجہ،ام المومنین سیدہ عائشہ،حضرت حسن اور حضرت حسینؓ کے حق میں بھی جنت کی گواہی دیتے ہیں۔اور ان کی توقیر کرتے ہیں اور اسلام میں جوان کا بلند مرتبہ ہے اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

عقیدہ طحاوی.....میں سے ایک اصول دین یہ ہے کہ''اور ہم عدل اور امانت والوں سے محبت کرتے ہیں،ظلم اور خیانت والوں سے بغض رکھتے ہیں۔دلالت کے چار اقسام میں اشارت النص اور دلالت النص سے یزید کے ساتھ بغض رکھنا اصول دین معلوم ہوا۔

عقائد الاسلام.......از مولانا محمد ادریس کاندھلوی

عقیدہ پنجم،سیدہ فاطمہؓ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

نظام العقائد......از محدث ہند،عبدالحق محدث دہلوی

یہ کتاب محدث صاحب کی عقیدہ میں ہے فرماتے ہیں سیدہ فاطمہ زہراؓ بہشتی عورتوں کی سردار اور حسنین کریمینؓ بہشتی جوانوں کے سردار ہیں۔

(حب حسنینؓ ایمان کے قطعیات میں داخل ہے۔عبدالحق دہلوی صاحب فرماتے ہیں ہم نے اس مسئلہ کو اس میں قطعی ہونے کی وجہ سے مستقل طور پر عقائد میں ذکر کیا ہے۔ان نادانوں کے علی الرغم کہ جو صرف عشرہ مبشرہ ہی کے بارے میں جنتی ہونے کی بشارت کو قطعی سمجھتے ہیں (رغم خاک آلود ہونا،رغم انف ابوذر یا ابودرداء حدیث کے لفظ بھی ہیں،برائے تحقیر بولا جاتا ہے)اور جس طرح کہ علماء کرامؒ نے روافض کے علی الرغم عشرہ مبشرہ کے اہتمام شان کے پیش نظر ان کا خصوصی ذکر کیا ہے۔اسی طرح اگر نواصب کے رد کرنے کیلیے ان تینوں حضرات کے ذکر کا بھی اہتمام ہوا اور اہل بیت نبوی کے فضائل بھی ذکر کریں تو یہ بھی مناسب ہے۔اس کے برعکس یزید کے متعلق جس طرح نظام العقائد کی بحث میں ذکر ہو چکا ہے۔محدث عبدالحق دہلوی کے الفاظ میں سنیے،(ترجمہ)''اور مختصر یہ کہ وہ

ہمارے نزدیک تمام انسانوں میں مبغوض ترین ہے جو کام اس بدبخت منحوس نے اس امت میں کیے ہیں کسی نے نہیں کیے حضرت امام حسینؓ کو قتل کرنے (مزید حوالہ کہ قتل کا حکم یزید نے خود دیا، آگے آئیگا ۔) اور اھل بیت کی اہانت کے بعد، مدینہ پاک کو تباہ و برباد کرنے، اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کا حکم دیا ۔اور مکہ معظمہ کو منہدم کرنے، اور زبیر کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اس وقت جب مکہ معظمہ کا محاصرہ جاری تھا دنیا سے جہنم میں چلا گیا۔ حق تعالیٰ ہمارے اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو اسکی اور اسکے اعوان و انصار کی محبت اور دوستی سے کہ جسکا اہل بیت نبوی سے برابرتاو رہا، یا جسنے بھی انکے حق میں برا سوچا، اور ان کے حق کو پامال کیا نیز جس کو بھی انکے ساتھ عقیدت و محبت نہیں ہے۔ ان سب کی محبت اور دوستی سے محفوظ فرما، ہمارا ان کے محبین کے ساتھ حشر فرما۔ اور دنیا و آخرت میں انہی لوگوں کے دین و مذہب پر رکھ، نبی ﷺ اور آپ کی اولاد کے طفیل (دعا بوسیلہ اجساد متوفیہ، فافھم ان کنت فیھما حاذقاً) اپنے فضل و کرم سے ہماری یہ دعا قبول فرما۔ آمین۔

محدث ہند شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ

دراصل اہل سنت کا وطیرہ ہے کہ وہ لعنت اور شب و ستم سے بچتے ہیں۔ کیوں کہ مومن کا کام لعنت کرنا نہیں معین شخص پر گو کہ وہ کافر ہو، لعنت کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے۔ مگر یہ کہ اسکی موت یقینی طور پر کفر و شقاوت پر واقع ہوئی ہو۔ حتی کہ بعض لوگ یزید شقی کے بارے میں بھی توقف کرتے ہیں اور بعض اسکی شان میں غلو اور افراط کرتے ہیں اور اسکی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کیوں کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق سے امیر منتخب ہوا تھا لہذا حسینؓ پر اسکی اطاعت واجب تھا ہم ایسی بات اور ایسے اعتقاد سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ امام حسینؓ کے ہوتے ہوئے وہ امام اور امیر بنے۔ اس کے امیر ہونے میں مسلمانوں کا اتفاق ہی کب ہوا تھا۔ صحابہؓ کی جماعت جو اسکے زمانہ میں تھی اور صحابہؓ زادے بھی اسکی اطاعت سے خارج ہیں وہ اسکی خلافت کے منکر تھے البتہ مدینہ طیبہ کی ایک جماعت جبرا دکر با اسکے پاس شام گئی تھی جنہیں یزید نے بڑے بڑے انعامات اور دعوتوں سے نوازا۔ ان حضرات نے اسکا یہ حال قباحت مآل دیکھ کر مدینہ لوٹتے ہی بیعت توڑ دی اور صاف بتایا کہ دشمن خدا تو مے نوش، تارک صلوٰۃ، زانی، فاسق، محرمات الٰہیہ کا حلال کرنے والہ ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسنے حسینؓ کے قتل کا حکم ہی نہیں دیا۔ اور نہ وہ آپ کے قتل سے خوش تھا۔ اور آپ اور آپ کے اہل بیت کی شہادت پر رضا و خوشی کا اظہار کیا۔ یہ بات بھی مردود و باطل ہے کیوں کہ اہل بیت نبوی ﷺ سے اسکی عداوت اور انکے قتل پر اسکا خوش ہونا، اور خاص طور پر ان لوگوں کی تذلیل و اہانت کرنا تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ اور ان امور کا انکار محض بناوٹ اور زیادتی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ قتل

حسینؓ کبیرہ گناہ ہے۔ (انکشاف حقیقت) کیوں کہ قتل ناحق گناہ کبیرہ ہے اور کفر ولعنت تو کافروں کے ساتھ خاص ہے۔ (اس عقیدے کارد) اور کاش مجھے یہ پتا چل جاتا کہ یہ سب باتیں بتانے والے ان احادیث نبوی کے بارے میں جو اس امر پر ناطق ہیں کہ حضرت فاطمہؓ اور انکی اولاد کی ایذا واہانت آپ ﷺ کے بغض کا باعث ہے۔ ایسا کرنا اس آیت کے موجب..... ان الذین یوذون الله و رسوله ..... بے شک سبب کفر ہے جسکی بنا پر لعنت اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہو جاتا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا علم نہیں (جبکہ معاویہ بن یزید کے خطبہ میں اسکی شہادت موجود ہے) شاید اسنے کفر و معصیت کے بعد توبہ کرلی ہو اور اسکے بعد مرا ہو، غزالی کا میلان اسی طرف ہے بعض علماء امت نے جن میں امام احمد بن حنبلؒ اور ان جیسے دیگر اصحاب بھی شامل ہیں۔ یزید پر لعنت کی ہے اور محدث ابن جوزی جو اتنی شدت اور سرگرمی دکھاتے ہیں اپنی کتاب میں سلف سے لعنت ثابت کرتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں اور بعض اس سلسلہ میں توقف سے کام لیتے ہیں (مذہب احناف اور توقف کا مسئلہ شاہ عبدالعزیز کی بحث میں بیان ہوگا)۔

حکومت یزید کا مزید احوال:

یزید نے اپنے پہلے خطبے میں جہاد کو موقوف کردیا، سرکاری فوج کو جو وظیفہ تین قسطوں میں ملتا تھا، یکمشت دینے کا وعدہ کیا، اور بحری جہاد کو معطل کرنے کا اعلان کیا۔ اور سرمائی جہاد بھی موقوف کیا۔ بالفاظ دیگر یزید جب بادشاہ بنا، تو اسنے کفار سے جہاد بند اور اہل بیت سے جنگ شروع کرنے کا اعلان کیا۔ ظلم کی بات یہ ہے کہ اس کے چار سالہ دور میں اس کی فوج کے ہاتھوں کسی کافر کی نکسیر تک نہ پھوٹی، مگر اہل بیت رسول ﷺ کو خاک اور خون میں تڑپایا، لاشیں روندی گئیں، اہل بیت کو قیدی بنایا گیا، بغیر کفن و جنازہ کے تین دن میدان کربلا میں ڈالا گیا، اور صرف ڈالا نہیں گیا بلکہ راس الحسینؓ کی بے حرمتی کی گئی، حتیٰ کہ اسکی خوشبو بدل گئی، ذلت آمیز رویہ اختیار کرنے کی غرض سے، سر حسینؓ کو اسی طرح متعفن حالت میں اہل بیت کے ہمراہ مدینہ بھیج دیا گیا۔ مدینہ میں قتل وغارت، عصمتوں کی بے حرمتی، جلیل القدر صحابہؓ کی مشکیں باندھنا، اور داڑھی نوچنا، حرم کعبہ میں حلال کیا گیا۔ اور آتشیں حملے کیے گئے۔

تحقیق لفظ شیعہ

عن ابن عباسؓ قال محمد ﷺ اوحی الله تعالیٰ الی انی قتلت بیحیٰ بن زکریاؑ سبعین الف وانه قاتل بابنك هذا یعنی الحسینؓ سبعین الف (یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار) اخرجه الحاکم فی المستدرک وقال صحیح "حسینؓ کا بدلہ ایک لاکھ چالیس ہزار نفوس کی

صورت میں لوں گا" مستدرک للحاکم کا نام پڑھتے ہی یزیدی چونک پڑیں گے کہ یہ شیعہ ہے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں لفظ شیعہ ان لوگوں پر بولا جاتا ہے جو سیدنا علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے ہیں مگر شیخین کو حضرت علی سے افضل مانتے ہیں اور ان کو خلیفہ برحق بھی تسلیم کرتے ہیں اور جمیع صحابہ کو بھی برحق مانتے ہیں اور جو شخص علی کو شیخین سے افضل مانے اور صحابہ کو علی کے حق کا غاصب سمجھے اسے اصطلاح محدثین میں رافضی یا رافضی خبیث کہتے ہیں ہمارے عرف میں جو حضرت عثمان کو حضرت علی سے افضل مانتے ہیں وہ شیعہ عثمان یا عثمانی ہیں اور جو علی کو عثمان سے افضل سمجھتے ہیں انہیں شیعہ علی یا علوی کہتے ہیں دیکھیں بخاری شریف ج ۱ ص ۴۳۳۔

حدثنا محمد بن عبد الله الطائفی ثنا هشيم اخبرنا حصين عن سعد بن عبيده عب ابی عبد الرحمان وكان عثمانياً فقال لابن عطية وكان علوياً۔ عثمانیاً کے بین السطور اسے یقدم عثمان علی علی فی الفضل، علویاً کے بین السطور ای یفضل علیا علی عثمان وھو مذہب مشہور لجماعۃ اھل سنت بالکوفۃ (فتح) آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ علوی اور عثمانی کون ہیں اس علوی کا اصطلاح محدثین میں دوسرا نام اگرچہ شیعہ ہے مگر ہیں وہ اہل سنت والجماعت جن کا تعلق کوفہ سے ہے۔ لہذا اعتراض ختم ہوا۔ نیز تحفہ اثنا عشریہ اردو ص ۲۱۔ نور محمد اصح المطابع، پر موجود ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث لکھتے ہیں کہ "اب واضح ہوا کہ کتب تاریخ قدیمہ میں جس قدر کہ فلاں من شیعہ او من شیعہ علی واقع ہے۔ اور حالاں کہ وہ ہیں روسا اہل سنت والجماعت، ص ۳۴ پر لکھتے ہیں کہ "وہ لوگ جن کا لقب شیعہ ہوا گروہ مہاجرین وانصار اور ان کے تابعین سے ہیں کہ حضرت علی کے ہم چلن اور ہیرو کار جس وقت کہ آپ ان کے خلیفہ ہوئے۔ ان لوگوں نے ہمیشہ آپ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے مخالفین سے لڑتے رہے اور مطیع ان کے امر ونہی کے ہوئے ان کو شیعہ مخلصین کہتے ہیں۔ یہ لقب ان کا ۳۷ھ میں ہوا۔ (ابو مخنف کا شیعہ ہونے کے علاوہ ضعیف ہونے کا جواب) ابو مخنف کے بارے میں ناصبی لوگ لسان المیزان کی عبارت نقل کر کے کہتے ہیں کہ وہ شیعہ ہے متعصب رافضی ہے یعنی صحابہ کا دشمن ہے یہ بحث حدیث کے جرح اور تعدیل کے علم سے تعلق رکھتی ہے جرح اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ یہ حلال وحرام کے بارے میں روایت کرنے کے قابل نہیں، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کسی اور فن میں قابل اعتماد نہیں۔ دیکھیے " قار حفص کو محدثین نے ضعیف بلکہ کذاب تک لکھ دیا ہے مگر اس سے ان کی قرات پر قرآن کی تلاوت ناجائز نہیں، اس کے علاوہ "امام غزالی، ابو طالب مکی، اور شیخ عبد القادر جیلانی" کو نقل احادیث میں میزان الاعتدال میں ناقابل اعتماد قرار دیا گیا ہے مگر وہ تصوف کے امام ہیں۔ بہت سے فقہاء کرام کو اسماء الرجال والوں نے نقل حدیث میں ناقابل اعتماد قرار دیا ہے

۔مگر مسائل فقہ میں آج تک ان کا فتویٰ چلتا ہے(۵) محمد بن اسحاق کو کذاب و دجال کہا گیا ہے حتیٰ کہ بعض نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ انی احلف بین مقام ابراھیم والحجر الاسود بانہ کذاب ۔ص ۲ تقریر ترمذی ہلا امام شیخ الہند محمود الحسنؒ لیکن تاریخ اور مغازی میں وہ امام ہیں ۔یہی حال ابومخنف کا ہے۔ابن کثیر فرماتے ہیں ''ابومخنف لوط بن یحییٰ وقد کان شیعیاً وھو ضعیف الحدیث عند الائمہ ولکنہ اخباری حافظ عندہ من ھذہ الاشیاء مالیس عندہ غیرہ ولھذا اتیرامی علیہ کثیر من المصنفین فی ھذہ شان ممن بعدہ واللہ اعلم ،غور فرمائیں ،کہ مورخ ہے یعنی اخباری ہے اور حافظ ہے کیا اب کوئی ابومخنف کو دشمن صحابہ کہہ سکتا ہے۔

اس لحاظ سے بخاری شریف کے شیعہ راوی ۱۲ ہیں ۔اور قدریہ راوی ۱۶۔اور ناصبی ۴ ہیں ۔مسلم شریف کے شیعہ راوی 25 قدری راوی ۱۶ ناصبی ۴ ہیں ۔بتایئے پھر بخاری اور مسلم شریف کو صحیح کیوں کہا جاتا ہے ۔(۲) اکثر احکامات کی روایات شیعہ کی روایت کی ہوئی ہیں ۔جیسے بزعم خویش امام زھری کو بھی شیعہ مشہور کر رکھا ہے۔

(۱) بخاری کی روایات کہ اول حضرت صدیقؓ اور پھر حضرت عثمانؓ جامع القرآن ہیں ۔مرکزی راوی زھری ہے(۲) حیات مسیح کی روایت میں دو حدیثیں بخاری میں زھری سے مروی ہیں ۔(۳) امام مہدی کے بارے میں روایات بعض لوگوں کے نزدیک شیعہ کی وضع کی ہوئی ہیں ۔(۴) تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا راوی زھری ہے۔(بخاری ج ا ص ۱۰۲) سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا ،راوی زھری ۔بخاری ج ا ص ۱۰۴۔سجدہ میں جاتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنا ،راوی زھری بخاری ج ا ص ۱۱۰۔ایسے ہی اگر شیعہ کی روایات نا قابل قبول ہیں تو سارے دین کو خدا حافظ کہنا پڑے گا۔

ابن عباسؓ والی حدیث کے بارے میں صواعق محرقہ کی تحقیق یہ ہے،ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر نہیں کیا اور حاکم نے اسے چھ طرق سے روایت کیا ہے،ذھبی نے بھی موافقت کی ہے اسے مسلم کی شرط پر بتایا ہے لہٰذا اس روایت کے رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں ۔الامہ ابن تیمیہ مجموعہ میں رقمطراز ہیں کہ یزید سے محبت نہ رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ محبت خاص تو انبیاء ،صدیقین ،شھداء اور صالحین سے رکھی جاتی ہے اور یزید کا شمار ان میں سے کسی میں بھی نہیں ۔(یعنی صالحین میں بھی نہیں) نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ انسان کا حشر ان ہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت رکھتا ہوگا۔جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ یہ بات پسند نہیں کرے گا کہ اسکا حشر قیامت کے دن یزید جیسے بادشاہوں کے ساتھ ہو جو عادل نہیں ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات سے بچائے آمین ۔حب حسنینؓ اور بغض یزید اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں شامل ہے اور عقیدہ بھی قطعی جس پر مدار ایمان ہے

۔لوگ تو یزید کے ایمان پر بحث کرتے ہیں مگر تحقیقی بات یہ ہے کہ محبین یزید کے ایمان میں بھی تردد واقع ہوجاتا ہے۔

امام ربانی محبوب سبحانی شیخ احمدؒ سرہندی (مجدد الف ثانی)

مکتوبات جلد اول ص ۴۴۳۔دفتر اول مکتوب ۲۵۱ (مطبوعہ ادارہ اسلامیات) ''یزید بد بخت فاسقوں کے زمرہ سے ہے اس کی لعنت میں توقف اہل سنت کے مقررہ اصول کے باعث ہے کیں کہ انہوں نے معین شخص کے لیے اگرچہ کافر ہو پر لعنت کرنا جائز نہیں ٹھہرائی، مگر یہ کہ معلوم ہو کہ اسکا خاتمہ کفر پر ہوا جیسے ابولہب جہنمی اور اسکی عورت، نہ یہ کہ وہ لعنت کے لائق نہیں، ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرہ، جولوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔حضرت مجدد نے لعنت یزید کو آیت قرآنی سے ثابت کیا ہے۔ اور اہل سنت کا اصول بھی بیان کیا ہے لعنت اس بنیاد پر کی جاتی ہے کہ خاتمہ بالکفر کا علم یقینی ہو۔

(۲) مکتوب ۲۶۶ ''ایسا منکر یزید کا ساتھی اور بھائی ہے اسی احتیاط کے باعث علماء نے اس کے لعن کرنے میں توقف کیا ہے وہ ایذا جو پیغمبر علیہ صلی اللہ کو خلفاء راشدین کی جہت سے پہنچی ہے وہ بعینہ اسی ایذا کی طرح ہے جو امامینؓ کی جہت سے پہنچی، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ اللہ اللہ فی اصحابی لا.........ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی اذ اللہ.......الخ۔

امام الائمہ سراج الدین شاہ ولی اللہؒ

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۰۱ تا ۱۱۲۔عربی اردو۔) ....'وقال حذیفہ قلت یارسول اللہ ایکون بعد ھذا الخیر شر کما کان قبلہ شر قال نعم قلت فما العصمۃ قال السیف قلت وھل بعد السیف بقیۃ قال نعم یکون امارۃ علی اقذاء وھدنۃ علی دخن قلت ماذا قال ثم نیشاء دعاۃ الضلال۔الخ۔اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں'' ودعاۃ الضلال یزید بالشام ومختار بالعراق ونحو ذالک ،اور داعیان ضلالت سے مراد شام میں یزید اور عراق میں مختار ہے۔(۲) ومن القرون الفاضلۃ اتفاقا من ھومنافق او فاسق ومنھا الحجاج ویزید بن معاویہ، ومختار وغلمہ من قریش الذین یھلکون الناس وغیرھم ممن بین النبی صلی اللہ علیہ حالھم، جو بالاتفاق افضل القرون تھے ان میں بھی بعض منافق یا فاسق تھے ان میں سے حجاج اور یزید بن معاویہ، اور مختار اور قریش کے کچھ نوجوان تھے کہ جولوگوں کو ہلاک کرتے تھے الخ۔(۳) وقد تمسک بعض الناس بھاذالحدیث فی نجات یزید لانہ کان من جملۃ ھذا الجیش الثانی بل کان رأسھم ورئیسھم علی ما یشھد بہ التواریخ والصحیح انہ لایثبت بھذ الحدیث الاکونہ مغفورلہ ماتقدم من ذنبہ علی ھذہ الغزوۃ لان الجھاد من الکفارات وشان الکفارات ازالۃ اثار الذنوب السابقۃ علیھا لا الواقعہ بعدھا نعم لوکان مع ھذا

الکلام انہ مغفور لہ الی یوم القیامۃ لان علی نجاتہ واذ الیس فلیس ۔اس عبارت کا ترجمہ بعد میں لکھا جائے گا ،پہلے حدیث بخاری شریف باب ما قال فی قتال الروم فیہ ،یقول اول جیش من امتی یغزون البحر............الخ، پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر جنگ لڑے گا میری امت سے وہ مغفور ہوگا ۔اسی حدیث میں شاہ صاحب فرماتے ہیں ۔حضور ﷺ نے جو مغفور لھم فرمایا ہے بعض لوگوں نے یزید کی نجات پر استدلال کیا ہے، کیوں کہ وہ بھی اس دوسرے لشکر میں نہ صرف شریک تھا بلکہ افسر و سربراہ تھا جیسا کہ تاریخ شہادت دیتی ہے اور صحیح بات یہی ہے کہ اس غزوہ سے پہلے جو گناہ اس نے کیے تھے وہ بخش دیے گئے کیوں کہ جہاد کفارات میں سے ہے۔ اور کفارات سابقہ گناہوں کے اثر کو زائل کردیتے ہیں۔ بعد میں ہونے والے گناہوں کو نہیں ،اگر اس کے ساتھ یہ بھی فرما دیا ہوتا کہ قیامت تک اسکی بخشش کردی گئی ہے تو بے شک یہ حدیث اسکی بخشش پر دلالت کرتی ۔اگر یہ صورت نہیں تو نجات بھی ثابت نہیں ۔پھر چند جملوں کے بعد فرماتے ہیں کہ ”اور اس غزوہ کے بعد جن جن برائیوں کا وہ مرتکب ہوا جیسے قتل حسینؓ، مدینہ کی تباہی ،شراب نوشی پر اصرار، علاوہ ازیں وہ احادیث جو ان لوگوں کے بارے میں آئی ہیں کہ جو عترت رسول ﷺ کی ناقدری کرے اور حرم کی حرمت کو پامال کرے ،اور سنت نبوی کا تارک ہو اور اسے بدل ڈالے ،وہ سب احادیث بالفرض اس حدیث مغفور لھم میں اگر مغفرت عام بھی مراد لی جائے تو بھی اسکے عموم کی تخصیص کیلیے باقی رہیں گی۔

اول جیش من امتی ،کی شرح میں لکھتے ہیں لانہ کان من جملہ ھذا الجیش الثانی ،حدیث میں بخشش اول جیش من امتی کے لفظ ہیں کہ پہلا لشکر بوجہ (تشریح شاہ صاحب) من جملہ ھذا الجیش الثانی ،یعنی دوسرے لشکر کا افسر تھا دیکھیے تاریخ کی شہادت ،اب جیش ثانی جو مدینہ قیصر پر جنگ کرے گا (مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ حتمی نہیں ہے بلکہ شیخ الاسلام صدر الصدور دہلی شرح بخاری میں فرماتے ہیں اور بعض علماء کی تجویز ہے کہ مدینہ قیصر سے وہی شہر مراد ہے جہاں قیصر اس روز موجود تھا کہ جس روز نبی ﷺ نے یہ حدیث فرمائی (اور یہ شہر حمص تھا جو اس وقت قیصر کا دار السلطنت تھا) واللہ اعلم۔

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

لعن یزید سے متعلق مسلک امام ابو حنیفہؒ اور جمیع احناف بتحقیق شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی

(بحوالہ فتاویٰ عزیزی)

”یزید پر لعنت میں توقف کی وجہ یہ ہے کہ امام حسینؓ کی شہادت کے بارے میں اس پلید کے متعلق متضاد روایات آئی ہیں بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یزید آپ ﷺ کے خاندان اور آپ کے اہل بیت کی اہانت پر شاداں و فرحاں تھا جن حضرات کی نظر میں یہ روایات راجح قرار پائی ہیں انہوں

نے اس پر لعنت کا حکم دیا ہے چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ، فقہائے شافعیہ اور دوسرے بہت سے علماء کی یہی رائے ہے۔ اور بعض روایات سے اس امر کی کراہت اور ابن زیاد اور اس کے اعوان و انصار پر عتاب اور اس کام پر ندامت کہ جو اس کے نائبوں کے ہاتھوں وقوع میں آیا معلوم ہوتا ہے۔ سو جن لوگوں کے نزدیک یہ روایت راجح قرار پائیں، انہوں نے اس پر لعنت کرنے سے منع کیا ہے۔ چناں چہ امام غزالیؒ اور دوسرے علماء کی ایک جماعت کہ جن کے نزدیک دونوں روایات میں تعارض تھا، اور روایات کو ایک دوسرے پر ترجیح حاصل نہ تھی انہوں نے احتیاط کی بنا پر توقف کیا اور تعارض کے وقت علماء پر یہی واجب ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے ہاں شمر اور ابن زیاد پر لعنت کرنے میں کہ ان کا اس فعل پر راضی اور خوش ہونا بلا تعارض ثابت ہے کسی شخص کو توقف نہیں۔ تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں "وبعض قتل انبیاء و پیغمبر زادہا مینمانید مثل یزید و اخوان او" اور بعض انبیاء اور پیغمبر زادوں تک کو قتل کر دیتے ہیں جیسے کہ یزید اور اسکے معنوی بھائی، (چنانچہ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب اشقیائے شام و عراق نے موافق کہنے یزید پلید اور تحریص رئیس اہل بغض و فساد ابن زیاد کے، امام ہمام کو کربلا میں شہید کیا۔ اس بیان سے بھی دو باتیں واضح ہیں "یزید پلید" اور "یزید ہی کے حکم سے حسینؓ کا شہید کیا جانا" (ص ۱۱۔ اردو۔ کمالات عزیزی۔ بحث حالات عزیزی کالم ۴۔)

عشرہ محرم الحرام کو مولانا درس فرمایا کرتے ہزار ہا لوگ سنتے اور اہل تشیع کے ہاں بھی کتاب و مرثیہ بند ہو جاتا، ایک شخص نے سوال کیا کہ جب امام حسینؓ اور یزید کا مقابلہ ہوا تو حق تعالیٰ کس طرف تھے، فرمایا کہ میزان عدل پر تھے کہ حسینؓ کا صبر اس مردود کے ظلم پر غالب آیا۔ (یہاں تمام یستحقہ ولعنت ابدی کے علاوہ مردود فرمایا۔

سید احمد شہید بریلویؒ

(۱) مکتوبات سید احمد۔ ص ۱۴۹۔ (کتب خانہ رشیدیہ لاہور)

"میرا رفیق حضرت حسینؓ بن علیؓ کی فوج میں داخل ہے اور میرے مخالف کا رفیق یزید شقی کے زمرہ میں"

(۲) نیز فرماتے ہیں ہمارا شریک غازی ہے یا شہید، اور ہمارا مقابل ابوجہل ہے یا یزید"

(۳) صراط مستقیم۔ ص ۱۰۴۔ مطبوعہ کراچی۔

علامہ آلوسیؒ اور یزید

ان کا فتویٰ کفر یزید پر واضح ہے اس لیے اسے خبیث بھی فرمایا۔ فرماتے ہیں "وانا اقول الذی یغلب علی ظنی ان الخبیث لم یکن مصدقا برسالۃ النبی ﷺ۔ (روح المعانی۔ جز ۲۶)۔ صفحہ ۲۷ سے ۷۴ تک تمام بحث پڑھنے کے قابل ہے۔

بیہقی وقت علامہ ثناء اللہ پانی پتیؒ

جو شمس الدین مظہر جان جاناں کے خلیفہ ارشد تھے اور مفسر قرآن بھی۔ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر کا نام بھی اپنے مرشد کے نام پر تفسیر مظہری رکھا ہے۔ ان کا فتویٰ بھی کفر یزید پر ہے۔ اردو تفسیر مظہری آیت سابقہ پر فرماتے ہیں "کہ یزید نے دین محمدی کا انکار کر دیا" ص ۳۰۷۔ ج ۸۔ نیز السیف المملول اردو مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ص ۴۸۷ تا ۴۹۱۔ اسی طرح عربی تفسیر آیت استخلاف کے تحت اور اردو تفسیر ۔ج ۹ دہلی

شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ

تقویۃ الایمان میں مصوروں کے عذاب کی بحث میں فائدہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "یزید و شمر نے تو پیغمبر کو قتل نہیں کیا بلکہ پیغمبر کے نواسے اور امام وقت کو کہ پیغمبر کا نائب تھا اور تصویر بنانے والے کو خود پیغمبر کے قاتل کے ساتھ گنا ہے۔ تو وہ یزید اور شمر سے بھی بدتر ہے۔ ص ۵۲۔ (یعنی یزید ہی قاتل حسینؓ ہے۔ (۲) اور جانے کہ عبید اللہ ابن زیاد اور عمر بن سعد (جسنے حسینؓ پر پہلا وار کیا اور چار ہزار فوج کا کمانڈر بن کر آیا تھا) اور شمر اور خولی وغیرہ مردوں نے باجازت یزید پلید حضرت امام کو رنج پہنچایا، نہایت بری حرکت کی، اس سے صاف واضح فرمایا کہ قتل حسینؓ یزید پلید کے حکم سے ہی ہوا۔

(حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات امام العلماء)
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

(۱) فرمایا کہ "ہاں ان کے انتقال کے بعد یزید نے پر پرزے نکالنے شروع کیے اور دل کو خواہش نفسانی اور ہاتھ کو جام شراب پر لے گیا فسق کھلم کھلا کرنے لگا اور نماز چھوڑ دی، سابقہ مقدمات کی وجہ سے معزول کر دینے کے قابل ہو گیا۔

(۲) فرمایا کہ "چہ یزید اندریں صورت یا فاسق معلن بود تارک صلوٰۃ وغیرہ یا مبتدع" کیوں کہ یزید اس صورت میں یا کھلم کھلا فاسق تھا نماز کا ترک کرنے والا وغیرہ یا بدعت کا مرتکب۔

(۳) فرمایا کہ "یزید کو کسی حالت میں زاہد، متقی، صاحب ورع، اور اہل خشیت میں کسی نے شمار نہیں کیا۔ (اہل سنت کے اصول کے مطابق یزید پہلے کی نسبت بدل گیا تھا بعض کے نزدیک کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اسکا کفر تحقیق میں نہیں آیا۔ سابق اسلام بعد میں آنے والے فسق کے ساتھ مل گیا۔ اگر حسینؓ نے اسے کافر جانا تو اسکے خلاف اٹھنے میں کیا خطا کی)۔ اہل سنت کے اصول کے مطابق یزید کافر ہے یا معلن فاسق۔ لہذا امام الکایات دیوبندیہ کے نزدیک یزید کو صاحب تقویٰ خشیت، متقی

عابد زاہد سمجھنے والا اہل سنت سے خارج ہے چاہے مرجیہ ہو یا ناصبی ،اہل سنت نہیں ہو سکتا۔یزید مغفور لھم کی بشارت سے بھی محروم ہے۔دوسرے خواب کے مصداق یزید اور اسکے ساتھی ظہور میں آئے۔چنانچہ تاریخ اور حدیث جاننے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں جو یزید رکھتا تھا منافقوں کی طرح ،جو کہ بیعت رضوان میں شریک تھے اور نفاق کی وجہ سے اللہ کی خوشنودی ان کو نصیب نہ ہوئی۔یزید بھی اس بشارت کی فضیلت سے محروم رہا۔(اس عبارت کا پس منظر خود حضرت کی عبارت سے) نبی علیہ ام ملحانؓ کے گھر میں دو مرتبہ سوئے اور جاگے اور ہنسے اور ہنسنے کی وجہ بیان فرمائی کہ میں نے اپنی امت کے ایک گروہ کو دیکھا کہ دریا میں جہاد کر رہا ہے اور ان کی شان میں فرمایا"ملوک علی السترۃ او مثل الملوک علی السترۃ۔وہ تخت نشین بادشاہ ہیں یا تخت نشین بادشاہوں کی طرح ہیں ۔(یہ حدیث امام مسلم نے باب فضل الغزوہ فی البحر میں انس بن مالک سے روایت کی ہے)۔

(۴)فرمایا کہ"چہ از روسائے نواصب است بایں ہمہ عموم خلافتش غیر مسلم طرہ" یزید ناصبیوں کا سردار تھا ان سب پہلوؤں کے پیش نظر اسکی عام خلافت کا ہونا مسلم نہیں۔(ص ۷۱۔مکتوب قاسمی)

(ناصبیہ فرقے کا تعارف از امام الہند شاہ عبد العزیز)

بحوالہ فتویٰ عزیزی۔نواصب خوارج سے جدا فرقہ ہے یہ مغرب اور شام میں بہت تھے خلیفہ المتوکل اور اسکا وزیر علی بن الجھم بھی نواصبی تھے۔خوارج ان تمام صحابہؓ کو جن میں باہم جنگ و جدل ہوئی جس طرح حضرت طلحہؓ زبیرؓ علی المرتضیٰؓ معاویہؓ و عمرو ابن العاصؓ۔ان سب کو کافر کہتے ہیں اور ناصبی صرف علی المرتضیٰؓ اور ان کی اولاد طاہرہ کی عداوت کو اپنی علامت اور شعار سمجھتے ہیں۔متاخرین میں سے حافظ مغربی ابوبکر ابن العربی بھی ناصبی تھا۔

(۵)بحوالہ ھدیۃ الشیعہ ص ۲۸۰۔تالیفات اشرفیہ ملتان) فرمایا کہ"حضرت امیر المومنین علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد (بزعم وعقائد شیعہ) خلافت مغصوبہ قبول کی اور امام حسینؓ یزید پلید سے خلافت مغصوبہ کے طالب ہوئے یہاں تک کہ نوبت شہادت کی پہنچی"

(فقیہ الھند ابو حنیفہ ثانی امام ربانی)
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

فرماتے ہیں"یزید پر اجماع اہل حق نہیں ہوا۔اہل سنت کے نزدیک چار خلفاء برحق ہوئے اور بنائے دین صرف انہیں پر ہے اور پانچویں حسینؓ ہیں کہ بصیرت نبوت جانتے......الخ۔آگے چل کر فرماتے ہیں اور پہلے پانچ خلفاء باجماع اہل حق ائمہ برحق تھے۔اور ان پر ہونے والا اجماع ثابت ہو چکا ہے۔........مگر جیسا اجماع پانچ پہلوں پر ہوا۔یزید پر نہیں ہوا۔(۲)وہ تو متغلب بزور ہو گیا

تھا۔اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں۔(۳) یہ آپ ہی کا علم ہے کہ حضرت حسینؓ نیا پنے وقت کے جابر اور متغلب کو نہ مان کر دعویٰ استحقاق خلافت کیا۔(۴) اب حقیقت خلفاء خمسہ کی اور تغلب یزید پلید کا مثل آفتاب روشن ہوگیا کور باطن نہ سمجھے تو کیا کیجیے۔(ھدایۃ الشیعہ ص ۹۴۔۹۵)

صحیح حدیث ہے کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے اگر وہ شخص قابل لعن ہے تو لعنت اس پر پڑتی ہے ورنہ کرنے والے پر لوٹ جاتی ہے۔پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا معلوم نہ ہو لعنت نہیں کرنی چاہیے۔لہذا یزید کے افعال ناشائستہ ہر چند کہ قابل لعن ہیں مگر جس کو اخبار و قراین سے معلوم ہو گیا ہو کہ وہ ان مفاسد سے خوش تھا اور جائز سمجھتا تھا۔اور بغیر توبہ کے مرا ہے۔اور مسئلہ یوں ہی ہے

........فتاویٰ رشیدیہ۔ص ۱۹۳۔۱۹۴

شمس العلماء حضرت مولانا عبدالحق حقانیؒ

فرماتے ہیں "ان کے بعد معاویہ حکومت کرتے رہے اور ان کے بعد ان کا بیٹا یزید بد بخت ان کی جگہ حاکم ہوا اس نالائق دنیادار نے اس خوف سے کہ مبادا حضرت حسنؓ پھر خلافت کا دعویٰ کر بیٹھیں یہ نبی ﷺ کے لخت جگر ہیں ان کے ہوتے ہوئے مجھے کون پوچھے گا۔حضرت حسنؓ کو زہر دلوا کر شہید کیا اور چند سال بعد حسینؓ کو کربلا میں شہید کرا دیا۔اس کم بخت کے بے دین ہونے میں کیا شک ہے ۔(حقانی عقائد الاسلام۔ص ۲۳۲۔۲۳۳) اور تیس سال بعد دنیاوی جاہ و حشم اور بادشاہی نے ظہور پکڑا آپس میں نزاع و قتال شروع ہوا اور خیر و برکت کم ہوگئی اسی سبب حضرت حسنؓ نے برا جان کر چھوڑ دیا آخر یہ برائی یزید کے ہاتھ اور خوب ظاہر ہوئی۔(۲۳۴۔۲۳۵) اللہ اکبر کبیرا۔

امام المحققین حضرت مولانا عبدالحئیؒ

فرماتے ہیں کہ "یزید کے متعلق اسلم ترین مسلک یہ ہے کہ اس بد بخت کو رحمۃ اللہ جیسے الفاظ سے ہرگز یاد نہ کیا جائے۔اور نہ ہی لعنت جیسے الفاظ سے اپنی زبان کو آلودہ کرے۔(فتاویٰ عبدالحئی ۸۔۹ ج ۳ مطبوعہ یوسفی لکھنوء)

(استاذ العلماء رئیس المتکلمین) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

(خلافت راشدہ طبع اول۔ص ۲۰۸۔۲۰۹ بحوالہ فتاویٰ عزیزی)

بعنوان "امام حسینؓ کا یزید پلید سے مقابلہ" حسینؓ کے لیے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے لیے پلید لکھنا ہی ہمارے مدعا کی توثیق کے لیے کافی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ

فرماتے ہیں "یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے (ولایت بمعنی حکومت) دوسرے صحابہؓ

نے جائز سمجھا حسینؓ نے ناجائز سمجھا۔ اور گو اکراہ میں انقیاد جائز تھا مگر واجب نہ تھا تمسک بالحق ہونے کے سبب یہ مظلوم تھے اور مقتول مظلوم شہید ہوتا ہے شہادت غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں بس ہم اسی بنائے مظلومیت پر ان کو شہید مانتے ہیں باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کرواتا تھا۔ خصوصاً جب آخر میں امام فرمانے لگے کہ میں کچھ نہیں کہتا، اس کو تو عداوت ہی تھی چنانچہ حضرت حسنؓ کے قتل کی بنا یہی تھی اور مسلط کی اطاعت کا بیان الگ بات ہے مگر مسلط ہونا کب جائز ہے خصوصاً نا اہل کو، اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا پھر اہل حل وعقد کسی اہل کو خلیفہ بناتے۔ (امداد الفتاویٰ)

(۲) مجھے خیال نہیں تھا کہ مجھے مولانا مدنی سے اتنی محبت ہے اور جب حفار مجلس میں سے کسی نے عرض کیا کہ مولانا مدنی تو اپنی خوشی سے گرفتار ہوئے ہیں تو فرمایا کہ آپ مجھے اس جملہ سے تسلی دینا چاہتے ہیں۔ کیا حضرت حسینؓ یزید کے مقابلہ میں اپنی مرضی سے نہ گئے تھے مگر آج تک کون ایسا شخص ہوگا جس کو اس حادثہ سے رنج نہ ہوا ہو۔

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمنؒ

فرماتے ہیں "درظلم جور تعدی وفسق او کلام نیست" یزید کے مظالم وغیرہ اور فسق میں کوئی اختلاف نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ ج ۵۔ ۶ ص ۸۰ مرتبہ مفتی شفیع صاحب

امام المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ

فرماتے ہیں "کربلا کے میدان میں حسینؓ کی جنگ یزید سے اور حرہ ومدینہ میں اہل مدینہ کی جنگ مسلم بن عقبہ کی فوج سے (جو یزید کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا) اور مکہ میں عبداللہ بن زبیر کی جنگ حجاج سے نیز عبدالرحمان بن اشعث کے واقعہ میں قراء قرآن کی جنگ حجاج سے، اسی قبیل سے ہیں (یعنی ظالموں کے خلاف ان کے ظلم وجور سے بچنے کے لیے لڑی گئی ہیں۔

شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ

حضرت مدنی یزید کی ولی عہدی کے یقینی طور پر قائل نہیں اس لیے فرماتے ہیں "(۱) اب اسکی نامزدگی کی خبر ممکن ہے کہ صحیح ہو (۲) یا یہ جدوجہد دوسرے اراکین خاندان بنی امیہ کی طرف سے کی گئی ہو اور یزید بھی اس میں کوشاں رہا ہو (۳) یا یہ کہ نامزدگی ان کی طرف سے حقیقتاً یا حکماً کسی طرح نہیں ہوئی ان کی وفات کے بعد اہل شام میں اہل حل وعقد نے اس کو جانشین اور خلیفہ بنا دیا اور بیعت کر لی (۴) یا یہ کہ

وہ خود بالتغلب خلیفہ بن بیٹھا ہو۔ تو پھر یزید کا بعد از ظہور فسق وہ حال ہی نہیں رہتا جو ابتدا میں تھا یعنی اس کے اعمال شنیعہ درجہ کفر کو پہنچ گئے جیسا کہ امام احمد اور ایک جماعت کی رائے ہے تب وہ معزول عن الخلافت ہو ہی گیا تھا۔

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

فرماتے ہیں کہ "حضرت حسینؓ کا واقعہ کربلا سبق لینے کے لیے کافی ہے کہ ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اپنی آنکھوں کے سامنے تمام خاندان کٹوا ڈالا۔

شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ

جناب امام (حسینؓ) یزید کو بوجہ اسکے فسق یا کفر کے علی الاختلاف القولین لائق امامت نہیں سمجھتے تھے (مطرقۃ الکرامۃ علی مراۃ الامامہ۔ ص ۲۸۵ مطبوعہ جدید لاہور)

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ محدث دارالعلوم دیوبند

فرماتے ہیں "جنگ حرہ یزید کی بادشاہی میں ہوئی جب اسکے لشکر نے مدینہ طیبہ لوٹا اس کا لشکر شامی تھا جس نے اہل مدینہ سے جنگ کی حرمت مدینہ کو پامال کیا، اہل مدینہ جو صحابہؓ اور تابعین تھیان پر مسلم بن عقبہ کو مامور کیا۔ اس کے فوراً بعد یزید مر گیا سچ فرمایا جو کچھ فرمایا نبی ﷺ نے کہ جو شخص دھوکہ کرے گا مدینہ والوں سے تو اسکو اللہ تعالیٰ مٹا دیگا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ "اے اللہ جو مدینہ والوں پر ظلم کرے یا ڈرائے تو اس کو ڈرا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت، اور ساری دنیا کی لعنت اور، نہ اسکی عبادت قبول کر۔ (فضائل حج۔ ص ۱۵۶)۔ حرہ کی مشہور لڑائی جو یزید کے لشکروں کی اہل مدینہ سے ۶۳ھ میں ہوئی اس میں سب اہل مدینہ خوف و ہراس میں مبتلا ہوئے کچھ منتشر اور کچھ اپنے گھروں میں چھپ گئے، مسجد نبوی میں فوجیوں کے گھوڑے کودتے پھرتے تھے سترہ سو اونچے درجہ کے مہاجرین و انصار اس جنگ میں شہید ہوئے اور دس ہزار سے زیادہ عام مومنین (تابعین) علاوہ بچوں اور عورتوں کے۔

مولانا فیض الحسن سہارن پوریؒ

آپ بڑے ظریف تھے ایک مرتبہ آپ شیعوں کی مجلس میں پہنچے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ رحم کرے حضرت یزید پر اللہ بخشے شمر ذی الجوشن کو بڑے عالی ہمت تھے۔ شیعہ سن کر کہنے لگے حضرت توبہ کیجیے کن کافروں کی آپ مدح کر رہے ہیں کہنے لگے بھائی کچھ بھی ہو مگر تھے بڑے عالی

ہمت۔انہوں نے ایمان بیچا تو سہی مگر ملک شام کی سلطنت کے بدلے، اب تو کم ہمت بھی ہیں اور بے ایمان بھی، آدھ آدھ سیر حلوے پر ایمان بیچتے ہیں، شیعہ سن کر بہت کچے ہوئے۔(حضرت تھانوی کے حیرت انگیز واقعات) حاصل کلام۔یزید دین فروش تھا۔دنیا کا طالب تھا۔دینی حیثیت سے کم ہمت اور بے ایمان تھا۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ

''حارث بن نوفل بن حارثکو عمر فاروقؓ نے مکہ کا حاکم بنا دیا تھا آخر میں یہ بصرہ جا رہے تھے۔یزید پلید کے بعد اہل بصرہ ان کو امیر بنانا چاہتے تھے۔۶۳ھ میں ان کا انتقال ہو گیا۔(انہوں نے بھی یزید کے ساتھ لفظ پلید لکھا ہے)۔.........(رحمۃ اللعالمین)

حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

(۱) فرمایا کہ ''حضرت امام حسینؓ کے واقعہ شہادت کے اندر عزم واستقلال، صبر ثبات، استبداد شکنی، قیام جمہوریت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی جو عظیم الشان بصیرتیں موجود ہیں ان کی یاد کو ہر وقت تازہ رکھیں۔(۲) یزید کی شخصی حکومت کی بیعت کے لیے جو ہاتھ بڑھے تھے وہ اسلام کی جمہوریت کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے۔(مثال کے لیے تین واقعات، ایک بدوی کا تلوار لہرا کر خطاب کرنا۔بیت المال سے تقسیم ہونے والے کپڑے سے بنائی گئی قمیص کے بارے میں ایک عام آدمی کا استفسار۔حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ خلافت۔)(۳) مذہب کی قربانیاں صرف امر بالمعروف کے لیے ہوتی تھیں اس لیے جب اسوہ ابراہیمی کے زندہ کرنے کا ٹھیک وقت آگیا تو خاندان نبوت کے زن ومرد وبال بچے غرض ہر فرد نے اس میں حصہ لیا۔(۴) پس حضرت حسینؓ کا واقعہ کوئی شخصی واقعہ نہیں اس کا تعلقصرف اسلام کی تاریخ ہی سے نہیں بلکہ اسلام کی اصل حقیقت سے ہے یعنی وہ حقیقت جسکا اسماعیلؑ کی ذات سے ظہور ہوا تھا وہ بتدریج ترقی کرتی ہوئی حضرت عیسیٰؑ کی ذات تک پہنچ کر گم ہو گئی تھی اس کو امام حسینؓ نے اپنی سرفروشی سے مکمل کر دیا۔(یہ لفظ صحیح معلوم نہیں ہوتا بلکہ دوبارہ زندہ کر دیا۔شہادت حسینؓ کا واقعہ آخری واقعہ نہیں اور نہ آخری قربانی ہے۔ابراہیم نے جس قربانی کی ابتدا کی وہ ایک لمبی شاہراہ ہے اس سفر کی شاہراہ پر شہادت حسینؓ ایک نورانی مینار ہے جس کی کرنیں ہر بھولنے والے کے لیے رہنما ہیں اور راہ شہادت کے مسافر کے لیے سنگ میل ہے جس سے وہ اپنے مقدس سفر اور منزل کا تعین کر سکتا ہے۔کربلا کے صحرا میں لہو سے لکھی جانے والی تحریر ایک انوکھی تحریر ہے جسے مٹنے کا خوف نہیں۔

(۵) خاندان نبوت دنیا کے آباد کرنے کے لیے ہمیشہ اجڑتا رہا ابراہیم نے ہجرت کی، موسیٰ نے گھربار

چھوڑا عیسٰیؑ نے آوارہ گردی کی، اور نبوت محمدی ﷺ کے متبعین میں حسینؓ نے میدان کربلا کے اندر اس خانہ ویرانے کو مکمل کر دیا۔ اسماعیلؑ سے خاندان نبوت کا سلسلہ ملا ہوا ہے انہوں نے ایک وادی غیر ذی ذرع میں شدت تشنگی سے ایڑیاں رگڑیں تھیں حسینؓ نے بھی میدان کربلا میں اس خاندانی روش کو زندہ رکھا۔ اسباب ظاہر میں یزید اپنے عزائم میں کامیاب ہوا، لیکن درحقیقت وہ ابدی لعنت کا سزاوار ہوا۔ (بشکریہ نوائے وقت اشاعت خاص)

(وضاحت) آزاد صاحب کے دو لفظ اس آخری اقتباس میں مقام نبوت کے خلاف ہیں۔ ''ہمیشہ اجڑتا رہا'' یہ لفظ موزوں نہیں۔ بلکہ دنیا کے آباد کرنے اور انسانی اور اسلامی اقدار کو آباد کرنیکے لیے قربان اور فدا ہوتا رہا۔ دوسرا لفظ ''آوارہ گردی'' یہ لفظ بھی موزوں نہیں، زمین کا چپہ چپہ چھان ڈالا یا صحرانوردی کی، جیسے الفاظ ہونے چاہییں۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

(۱) ''سواطع الالہام'' جو حضرت کا مجموعہ کلام ہے اس میں یہ شعر درج ہے

ہر کہ بدگفت خواجہ مارا
ہست او بدگماں یزید پلید

(۲) ایک عدالتی بیان میں آپ نے فرمایا کہ ''کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا'' (مقدمات امیر شریعت)

(۳) ایک مرتبہ کسی شخص نے حضرت امیر شریعت سے کہا کہ سید کوئی بھی ہو اندر سے آدھا شیعہ ہوتا ہے شاہ جی نے قہقہہ لگایا اور فرمایا مگر تمہیں یہ معلوم نہیں کہ جو سنی ہوتے ہوئے اندر سے سادات کا دشمن ہو وہ پورا یزید ہوتا ہے۔ (ہمارے دور کے چند علماء حق۔ پیام اسلام۔ تجلیات صفدر۔ امیر شریعت نمبر۔ شاہ جی کے علمی و تقریری جواہر پارے۔)

(۴) حسینؓ جو نوائے حق بلند کر رہا تھا اسکے ساتھ گھر کے بہترین نفوس تھے جن میں چھ برس کے بچے بھی تھے، حسینؓ نے کہا کہ میں اپنے نانا کی گدی پر اس شخص کو دیکھنا نہیں چاہتا جو اس گدی کی بے حرمتی کا باعث ہو نیز فرمایا کہ اسلامی تاریخ کا یہ سب سے بڑا سانحہ ہمیں بتاتا ہے کہ اصل چیز حق ہے جو اقلیت میں رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے اور باطل اکثریت کے باوجود بھی باطل ہی کہلاتا ہے۔ (نوادرات امیر شریعت)۔

(سیدی مرشدی امام الاولیاء شیخ التفسیر)

مولانا احمد علی لاہوریؒ

فرماتے ہیں ''چنانچہ امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا یہ واقعہ

ماہ رجب ۶۰ھ میں دمشق میں ہوا۔ یزید نے تمام ملکوں میں اپنے حکام کی طرف فرمان بھیجا کہ میرے حق میں لوگوں سے بیعت لو اسی ضمن میں مدینہ کے حاکم ولید بن عقبہ کو لکھا کہ حسینؓ سے یزید کے حق میں بیعت لو، امام نے بیعت نہیں کی کیوں کہ یزید فاسق، شرابی اور ظالم تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

(۱) فرمایا کہ ''یزید کا فسق و فجور اس وقت تک کھلا نہیں تھا۔ (ص ۱۲)

(۲) دوسرے یزید کے ذاتی حالات بھی اسکی اجازت نہیں دیتے تھے کہ اسکو تمام ممالک اسلامیہ کا خلیفہ مان لیا جائے۔

(۳) ابن زیاد نے مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کے سر قلم کر کے یزید کے پاس بھیج دیے یزید نے شکریہ کا خط لکھا۔ (ص ۴۵)

(۴) تنبیہ کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ یزید کی یہ زود پشیمانی اور بقیہ اہل بیت کے ساتھ بظاہر اکرام کا معاملہ محض اپنی بدنامی کا داغ مٹانے لے لیے تھا۔ یا حقیقت میں کچھ خوف خدا اور آخرت کا خیال، یہ تو علیم و خبیر ہی جانتا ہے۔ (۶) شہادت حسینؓ کے بعد یزید کو ایک دن بھی چین نصیب نہ ہوا تمام ممالک اسلامی میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہو گئیں اس کی زندگی اسکے بعد دو سال آٹھ ماہ یا ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں اللہ نے دنیا میں بھی اسکو ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔

مولانا عبدالحق محدث دہلوی (اکوڑہ خٹک)

فرمایا کہ ''ہم یزید کو نہ کافر کہتے ہیں نہ جنتی البتہ اکابر سے اس قدر منقول ہے کہ یزید فاسق و فاجر تھا۔ (صحبتے با اہل حق۔ ص ۱۴۸)

مولانا محمد یوسف بنوریؒ

فرماتے ہیں کہ ''یزید کے فاسق ہونے میں کوئی شک نہیں'' (تسکین الصدور۔ ص ۴۳)

(۲) ملاحدہ و زنادقہ کی زبان کب بند ہو سکی ہے کیا اس دور میں حسینؓ کی شہادت کو افسانہ نہیں بنایا گیا اور کہا گیا ہے کہ واقعہ ہے ہی نہیں، اور کیا حسینؓ کو باغی، واجب القتل اور یزید بن معاویہ کو امیر المومنین اور خلیفہ برحق ثابت نہیں کیا گیا۔

مولانا عبدالشکور ترمذیؒ

فرمایا کہ ''جو لوگ یزید کو خلیفہ عادل اور راشد قرار دے کر حضرت حسینؓ کو باغی قرار دینے کی سعی میں مصروف ہیں ان کا یہ نظریہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک باطل ہے۔ یہ نظریہ خوارج کا تو ہو سکتا ہے

اہل سنت والجماعت کے مذہب میں اسکی کوئی گنجائش نہیں۔ (تجلیات صفدر ۵۳۸)

مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ

فرمایا کہ "مگر اسکو خلیفہ عادل بھی نہ کہا جائے جیسا کہ بعض خود ساختہ محقق کہتے ہیں کہ یزید خلیفہ عادل تھا اور وہ تمام بزرگ جو اسے فاسق قرار دیتے ہیں انہوں نے تحقیق نہیں کی، یہ ایک ایسا سنگین الزام ہے جو آج تک علماء دیوبند پر کسی دشمن نے بھی نہیں لگایا۔ اسکا تو یہ مطلب ہے کہ جن جن لوگوں نے بھی یزید کو فاسق قرار دیا ہے وہ سب غیر محقق اور غیر محتاط تھے۔ (در تحقیق و اثبات شہادت حسینؓ)

سید سلیمان ندوی خلیفہ حضرت تھانویؒ

امیر معاویہؓ نے وفات پائی اور ان کی بجائے یزید تخت نشین ہوا۔ یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت کی اولین شب تھی۔

قاری محمد طیب صاحبؒ

(۱) فرمایا کہ "یزید کے فسق کے بارے میں صحابہؓ کی دو آراء نہ تھیں بلکہ اس کے خلاف کھڑے ہونے میں دو آراء تھیں۔ اور وہ بھی اسکی اہلیت اور نا اہلیت کے اعتبار سے نہیں بلکہ فسق مسلمہ کل نہ ہوا بلکہ وہی آثار فتنہ کے خطرہ سے جس کی بنیادی وجہ بنی امیہ کی عصبیت، قوت اور چھائی ہوئی شوکت تھی جس سے عہدہ برا ہونا مشکل تھا۔ (۲) بہر حال مخالفین یزید تو اسے فاسق جانتے ہی تھے مبایعین یزید بھی اسے فاسق ہی سمجھتے تھے اس لیے اسکا فسق متفق علیہ ہے۔ (۳) یزید امیر فاسق ہونے کی وجہ سے مستحق عزل تھا۔ (۴) وہ فسق جسنے یزید کو مبغوض خلائق بنایا اجتماعی تھا نہ کہ انفرادی۔ انفرادی فسق شخصیت کو تباہ کرتا ہے جبکہ اجتماعی پوری امت کو۔ (۵) قاتل حسینؓ یزید ہی ہے۔ (شہید کربلا اور یزید)

وکیل اہل سنت محقق العصر مولانا محمد امین صفدرؒ

اس موضوع سے متعلق چار تحقیقی مضامین "تجلیات صفدر" میں شائع ہو چکے ہیں۔ (۱) سیدنا حسینؓ (۲) کھلا خط بنام ابو ریحان (۳) کھلا خط بنام مہتمم جامعہ یوسفیہ (۴) کھلا خط بنام ضیاء الرحمان صدیقی۔

قاضی مظہر حسین مدظلہ

بعض لوگ یزید کے مقابلہ میں حسینؓ کو باغی قرار دیتے ہیں ان کو شہید تسلیم نہیں کرتے، حالاں کہ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حادثہ کربلا میں حضرت حسینؓ شہید ہیں۔

قاضی عبید اللہ نقشبندیؒ

"لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ تمام اہل بیت خصوصاً حسینؓ نے قرآن کو ظاہر فرمایا اور عمل کر کے دکھایا اس لیے علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ خدا کی رضامندی مہاجرین و انصار کی شوریٰ میں ہے۔ اب یزید نے اس حکم خداوندی کو پس پشت ڈال دیا۔ خلاف قرآن کیا اس لیے حسینؓ نے خدا کے حکم کے مطابق علم جہاد بلند کیا کہ مخالف حکم خداوندی قابل اطاعت نہیں بلکہ قابل جہاد ہے اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والا مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔ (شہادت حسینؓ)

مسلمانوں کے لیے راہ عمل (از مجدد الف ثانی)

(صرف اور صرف اہل سنت میں ہی ہے)

فرماتے ہیں کہ "اور فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے قیاس صحیح اور عقیدے کے موافق ہے۔ نجات ان بزرگوں کی اتباع کے بغیر محال ہے اور اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو کمال خطرہ ہے یہ بات کشف صحیح اور الہام صریح سے یقینی طور پر حاصل ہو چکی ہے۔ اس میں کچھ خلاف نہیں، پس خوش خبری ہے اس شخص کے لیئے جس کو ان کی متابعت کی توفیق حاصل ہوئی اور ان کی تقلید سے مشرف ہوا اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیئے جس نے انکی مخالفت کی اور ان سے الگ ہو گیا اور ان کے اصول سے منہ پھیرا اور ان کے گراد سے نکل گیا پس وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا پس رویت اور شفاعت کا منکر ہوا۔ اور صحبت کی فضیلت اور صحابہؓ کی بزرگی اس سے مخفی رہی۔ اور اہل بیت رسول علیہ السلام اور اولاد بتول کی محبت سے محروم رہا۔ اور وہ اس بڑی نیکی سے رک گیا جو اہل سنت والجماعت نے حاصل کی۔ تمام صحابہؓ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں سے افضل ابوبکرؓ ہیں۔ امام شافعیؒ جو اصحاب کے حالات سے بخوبی واقف ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ کے بعد لوگ بہت بے قرار ہوئے پس ان کو ابوبکرؓ سے بہتر اس آسمان تلے کوئی شخص نہ ملا پس انہوں نے ان کو اپنا والی بنایا یہ صریح دلالت ہے اس بات پر کہ تمام صحابہؓ ابوبکرؓ کے افضل ہونے پر متفق ہیں اور اس افضلیت پر اجماع صدر اول میں ہوا اور یہ اجماع قطعی ہے۔ جس میں انکار کو دخل نہیں۔ اور اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی ہے جو اس پر سوار ہوا بچ گیا جو اس سے پیچھے ہٹا وہ ہلاک ہو گیا بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اصحاب کو ستاروں کی مانند فرمایا 'بالنجم ھم یھتدون' اور اہل بیت کو کشتی نوح کی طرح اس میں اشارہ ہے کہ کشتی کے سوار کے لئے ستاروں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تا کہ ہلاک ہونے سے بچ جائے اور ستاروں کی رعایت کے بغیر نجات محال ہے۔ اور یہ جان لیں کہ بعض کا انکار سب کے انکار کو مستلزم ہے کیونکہ خیر

البشر کی صحبت کی فضیلت میں سب صحابہؓ برابر ہیں۔ اور صحبت کی فضیلت سب فضیلتوں سے بڑھ کر ہے۔ (نوٹ) اہل بیت (ازواج مطہرات) ہوں یا جو اہل بیت میں شامل کئے گئے (آل اطہار اور حضرت علیؓ) سب صحابیت میں شامل ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا خصوصی امتیاز
(از امام رازیؒ)

فرمایا کہ "ہم گروہ اہل سنت والجماعت بحمد اللہ محبت اہل بیت کے سفینہ میں سوار ہیں۔ اور اصحاب نبی ﷺ (نجوم ھدایت) سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اس لئے امیدوار ہیں کہ قیامت کی ہولناکیوں سے اور جہنم کے طبقات سے ہمیشہ نجات میں رہیں گے۔ اور وہ ھدایت حاصل ہوگی جو جنت کے درجات اور دائمی نعمتوں کو واجب کرتی ہے۔